عالم الإسلام المجتمع في مؤتمر التوسل البغدادي

(١٩٨١م)

مع ترجمہ

مجاہدِ ملت کا حرفِ حقانیت

١٤٠١ھ

ترتیب

سماحة الشيخ العلامة محمد عاشق الرحمن الحبيبي القادري

ناشر

مکتبۃ الحبیب جامعہ حبیبیہ

١٤٠ اترسوئیا، الٰہ آباد ٣ (یو پی)

المجموع المسمّٰی

سیوف اللہ الأجلۃ بمدد یمین مجاھد الملۃ

۱۴۰۱ھ

و

عذاب اللہ المجدی لجوف منکر التوسل النجدی

۱۹۸۱م

مع ترجمہ

مجاہدِ ملّت کا حرفِ حقّانیت

۱۴۰۱ھ

ترتیب

سماحۃ الشیخ العلّامۃ محمد عاشق الرحمٰن القادری الحبیبی
رئیس المدرسین بالجامعۃ الحبیبیۃ ببلدۃ اللہ آباد

ناشر

مکتبۃ الحبیب، جامعہ حبیبیہ، مسجد اعظم، ۱۴۰ اتر سیا، الہ آباد ۳

تاریخ اختتام ترتیب :- ۲۳ رمضان ۱۴۰۱ھ   تاریخ اشاعت : ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

مطبوع

حبیب المطابع - الہ آباد ۳

طبع اوّل : ۱۴۰۳ھ : گیارہ سو ۱۱۰۰   قیمت : 40/- روپیہ

یطلب من
... دار الشفقۃ بفاتح ۷۲

المجموع المسمّٰی

سيوف الله الأجلّة بمداد يمين مجاهد الملّة

۱۴۰۱ھ

و

عذاب الله المجدى لجوف منكر التوسّل النّجدي

۱۹۸۱م

مع ترجمته

مجاہدِ ملّت کا حرفِ حقّانیت

۱۴۰۱ھ

ترتیب

سماحة الشيخ العلّامة محمد عاشق الرحمٰن القادري الحبيبي
رئيس المدرسين بالجامعة الحبيبية ببلدة الله آباد

ناشر

مکتبۃ الحبیب، جامعہ حبیبیہ، مسجد اعظم، ۱۴۰ اترسیا، الہ آباد ۳

تاریخ اختتام ترتیب :- ۲۳ رمضان ۱۴۰۱ھ
تاریخ اشاعت : ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

مطبوع

حبیب المطابع ۔ الہ آباد ۳

طبع اوّل : ۱۴۰۳ھ : گیارہ سو ۱۱۰۰
قیمت : ۱۲ روپیہ ۴۰/-

يطلب من
مكتبة [illegible] دار الشفقة بفاتح ٧٢

فهرست

فہرست

فهرست

اهداء

الى

روح

المجاهد فى الله القائم بالله بحر العلم المنقول والمعقول سند العلماء فى الفروع والاصول جامع الشريعة والطريقة حامل المعرفة والحقيقة سيد المناظرين المحققين رأس الباحثين المدققين رافع علم افضل المجاهدة مفخر اصحاب الكشف والمشاهدة زين الاتقياء والزهاد امام ارباب الهداية والارشاد صاحب العطايا محب غوث البرايا حميد الخصائل المتوسل الى الله تعالى بسيد المرسلين صلى الله عليه وسلم اعظم الوسائل سيدى العلامة الحاج محمد حبيب الرحمن القادرى قدس سره العزيز.

ھدیہ

اللہ تعالیٰ میں مجاہدہ فرمانے والے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم، علوم نقلیہ وعقلیہ کے سمندر، فروع واصول میں علماء کے معتمد، شریعت وطریقت کے جامع، معرفت و حقیقت کے حامل، محقق مناظروں کے سردار، مدقق باحثوں کے پیشوا، افضل جہاد کے عَلَم کو بلند کرنے والے، اصحاب کشف ومشاہدہ کی جائے فخر، ارباب زہد وتقویٰ کی زینت، ہدایت وارشاد فرمانے والوں کے امام، عطیات بخشنے والے، حضور غوث البرایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چاہنے والے، خصائل حمیدہ رکھنے والے، اللہ تعالیٰ کی جانب عظیم ترین وسیلہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل فرمانے والے، میرے آقا علامہ الحاج محمد حبیب الرحمٰن قادری قدس سرہ العزیز

کی

روح مقدس

کے

حضور میں

ح

٤٨٦
٩٢

بسم الله الرحمن الرحيم الذى له الحمد

التوسل اليه بسيد المرسلين الذى عليه وعلى اله وصحبه واولياء امته اجمعين لاسيما سيدنا الغوث الاعظم الصلوة والتسليم فى استجابة دعائى وقضاء ما انا بصدده ✤ وبعد فهذه مجموعة تحتوى على ذكر بعض المباحثات التى دارت بين شيخنا وسيدنا مجاهد الملة العلامة الحاج محمد حبيب الرحمن الهاشمى العباسى الحنفى القادرى الادريسوى الهندى قدس سره العزيز ورئيس المحاكم بالمدينة المنورة عبد العزيز بن صالح الوهابى النجدى فى التوسل باحد من الانبياء العظام عليهم السلام او الاولياء الكرام قدست اسرارهم اوطلب مدده ✤ وفتاوى علماء البلاد الاسلامية التى فى الشرق والغرب واقاويل الوهابية وما اوردت عليها من الاسئلة فى هذه المسئلة ومراسلة هذا العبد الصغير السعودى الذى بدء هلى صالح - ا - الصغير وملك المملكة العربية السعودية خالد بن عبد العزيز لكى يصرح المحض من زبده ✤ والباعث على هذا الامر شيخنا قدس سره بعد ما حدث به فى العربية السعودية سنة تسع وتسعين بعد الف وثلثمائة من سجنه وايذائه ومنعه عن اداء الحج وترحيله الى الهند قبل الحج لاجل كونه معتقدا بالتوسل بالانبياء والمرسلين عليهم السلام لاسيما بسيد العالم وسنده ✤ وكنت وعدت شيخنا قدس سره ان الوجه الى ترتيبها بعد ما فرغت من شرح قصيدة الشيخ عبد الهادى رحمه الله تعالى التى نظمها فى مدح سيدنا الغوث الاعظم رضى الله تعالى عنه التى جئت بها من العراق وكان شيخنا قدس سره اجاز ذلك بكرم سؤدده ✤ ولكنه توفى قبل ان اشرعه لامر

[illegible] الان بعد الاختتام اسميها

۷۸۶
۹۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الذی لہ الحمد اتوسل الیہ بسید المرسلین الذی علیہ وعلی آلہ وصحبہ واولیاء امتہ اجمعین لا سیما سیدنا الغوث الاعظم الصلوٰۃ والتسلیم فی استجابۃ دعائی وقضاء ما انا بصددہ۔

وبعد... یہ ایک مجموعہ ہے جو ان امور کے ذکر پہ مشتمل ہے:۔ ہمارے شیخ سیدنا مجاہد ملت علامہ الحاج محمد حبیب الرحمٰن ہاشمی عباسی حنفی قادری اڑیسوی ہندی قدس سرہ العزیز اور مدینہ منورہ کے بڑے قاضی وہابی نجدی عبد العزیز بن صالح کے درمیان حضرات انبیاء عظام علیہم السلام یا اولیاء کرام قدست اسرارھم میں سے کسی سے توسل کرنے یا آپ کی مدد طلب کرنے کے بارے میں جو مباحثات ہوئے ہیں ان میں سے بعض مباحثات، اس مسئلہ میں مشرقی ومغربی بلاد اسلامیہ کے علماء کے فتاویٰ، وہابیہ کے اقوال، ان پہ بندہ کے وارد کئے ہوئے سوالات، اور دہلی میں مقیم سفیر سعودی صالح ۔ا۔ الصغیر اور سعودی عرب کے شاہ خالد بن عبد العزیز سے بندہ کا مراسلہ ـــــ تاکہ خالص شئ جھاگ سے الگ ہو جائے۔

حضور شیخ مخدوم قدس سرہ کا ۱۳۹۹ھ میں آپ کے ساتھ سعودی عرب میں پیش آئے ہوئے حادثہ کے بعد اس تالیف کے لئے حکم فرمانا اس کا باعث ہے۔ اس واقعہ میں آپ کے حضرات انبیاء ومرسلین علیہم السلام خصوصاً حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کا اعتقاد رکھنے کی وجہ سے آپ کو قید کیا گیا، ایذائیں پہنچائی گئیں، اداء حج سے روک دیا گیا اور حج سے پہلے آپ کو ہندوستان بھیج دیا گیا۔

بندہ نے حضور شیخ مخدوم قدس سرہ سے وعدہ کیا تھا کہ عراق شریف سے لائے ہوئے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں منظوم حضرت شیخ عبد الباقی علیہ الرحمۃ کے قصیدہ کی شرح سے فارغ ہونے کے بعد بندہ اس تالیف کی طرف متوجہ ہوگا اور حضور شیخ مخدوم قدس سرہ نے اپنے مرتبۂ علیا کے شایانِ شان فضل وکرم سے بندہ کو اس کی اجازت دے دی۔ لیکن امر الٰہی کے تقاضے پر اس کے شروع کرنے سے پہلے ہی آپ کا وصال ہوگیا۔

بالاسم التاریخی الهجری

"سیوف الله الاجلة بمدد یمین مجاهد الملّة" والاسم التاریخی المیلادی
۱۴۰۱ھ

"عذاب الله المجدی لجوف منکر التوسل النجدی" واسمی ترجمتها
۱۹۸۱م

الاردویة بالاسم التاریخی الاردوی

"مجاہدِ ملّت کا حرفِ حقّانیت" لکی یدل کل من ھذه الاسماء علی
۱۴۰۱ھ

عام الترتیب باعتبار عدد ابجده ؛ والحمد لله تعالی والصلوٰة والسلام علی

احمده ؛ وعلی اٰله وصحبه واولیاء امته ما توسل المتوسلون بسیّد احبّ

البلاد الی الله واھل غرقده ؛

اختتام کے بعد اب بندہ اس مجموعہ کو ان تاریخی ناموں سے موسوم کرتا ہے:۔ نام تاریخی

ہجری:۔ سیوف اللہ الاجلۃ بمددیمین مجاھد الملۃ۔ نام تاریخی عیسوی:۔
۱۴۰۱ھ

عذاب اللہ المجدی لجوف منکر التوسل النجدی۔ اور اس کے اردو ترجمہ کا یہ
۱۹۸۱ع

اردو نام تاریخی رکھتا ہے:۔ مجاہدِ ملت[ع] کا حرفِ حقانیت ـــ تاکہ ان ناموں میں سے
۱۴۰۱ھ

ہر ایک عدد ابجدی کے اعتبار سے سال تالیف کو ظاہر کرے۔

والحمد للہ تعالیٰ والصلوٰۃ والسلام علی احمدہٖ ؛ وعلیٰ آلہ

وصحبہ واولیاء امتہ ما توسل المتوسلون بسید احب البلاد الی اللہ

واھل غرقدہ۔

ع اس نام کی مناسبت معلوم کرنے کے لئے ص۲۴ ملاحظہ کریں۔ ۱۲۔

وفق الله تعالى شيخنا وسيدنا المخدوم مجاهد الملة قائد اهل السنة رئيس التاركين ملك العارفين شمس العلماء بدر الفضلاء العلامة الحاج محمد حبيب الرحمن الهاشمى العباسى القادرى الاديسوى الهندى رضى الله تعالى عنه وقدس سره وروحه ونور ضريحه فحج حجته الاولى فى عهد الشريف حسين رحمه الله تعالى ثم حج خمس حجات فى الدولة الوهابية النجدية السعودية وكان آخرها فى آخر المائة الرابعة عشرة ولم يصل خلف امام وهابى قط لتكفيرهم المسلمين وكون عقائدهم مخالفة لعقائد اهل السنة مخالفة تمنع عن الصلوٰة خلفهم واخبر بذلك بعض وهابية الهند او باكستان رئيس المحاكم الوهابية بالمدينة المنورة عبد العزيز بن صالح فطلب الشيخ ودارت المباحثة بينهما كل مرة الا فى سنة الف واربعمائة -

المباحثة التى دارت سنة ١٣٨٧ھ

فحج الشيخ المخدوم قدس سره حجة فى سنة ست وثمانين بعد الف وثلثمائة وحضر المدينة المنورة فى شهر محرم سنة سبع وثمانين بعد الف وثلثمائة لزيارة سيدنا الرسول الكريم صلى الله عليه وسلم وادى كلا من الصلوات الخمس وصلوٰة الجمعة فى المسجد النبوى الشريف بجماعة مستقلة لكونه عالما بما هو من كون الامام نجديا باطل العقائد فلما اخبر بذلك ذلك الامام النجدى الوهابى الذى هو رئيس المحاكم المذكور طلب الشيخ المخدوم قدس سره اليه بوساطة الشرطة فدارت بينهما مباحثة وها هى خلاصة[ع] تلك المباحثة :-

---

ع هذه ماخوذة مما كان رتبه اخونا مولانا الحاج محمد عبد التواب الحبيبى المكرم -

۷۸۶
۹۲

اللہ تعالیٰ نے ہمارے شیخ و مخدوم سیّد نا مجاہد ملت قائد اہلِ سنت رئیس التارکین ملک العارفین شمس العلماء بدر الفضلاء علامہ الحاج محمد حبیب الرحمٰن صاحب ہاشمی عباسی قادری اڑیسوی ہندی قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقدس سرہ وروحہ ونور ضریحہ کو توفیق عطا فرمائی کہ آپ نے حضرت شریف حسین رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں اپنا پہلا حج ادا فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے وہابی نجدی سعودی حکومت کے زمانے میں پانچ بار حج کیا۔ آپ کا آخری حج چودھویں صدی ہجری کے اخیر میں ہوا۔ آپ نے کبھی کسی وہابی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھی اس لئے کہ یہ لوگ مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں، اور ان کے اور اہلِ سنت کے عقائد کے درمیان ایسا اختلاف ہے جو ان کے پیچھے نماز ادا کرنے سے مانع ہے۔ ہندوستان یا پاکستان کے وہابیوں میں سے بعض نے مدینہ منورہ کے وہابی رئیس المحاکم (بڑے قاضی) عبد العزیز بن صالح کو اس بات کی خبر دی اور اس نے حضور کو طلب کیا اور سوائے ۱۴۰۰ھ کے ہر بار دونوں کے درمیان مباحثہ ہوا۔

۱۳۸۷ھ کا مباحثہ

حضور مخدوم قدس سرہ نے ۱۳۸۶ھ میں ایک حج ادا فرمایا اور محرم الحرام ۱۳۸۷ھ میں حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے۔ آپ نے جمعہ اور پنج وقتہ نمازوں کی علیحدہ جماعت مسجد نبوی شریف ہی میں قائم فرمائی اس لئے کہ آپ کو مسجد نبوی شریف کے امام کا بدعقیدہ نجدی ہونا معلوم تھا۔ جب مسجد نبوی شریف کے نجدی وہابی امام کو، جو کہ وہاں کا بڑا قاضی بھی ہے، معلوم ہوا، تب اس نے

پولس کے ذریعہ حضور کو اپنے پاس بلایا۔ بڑے قاضی اور حضور مخدوم قدس سرہٗ کے درمیان جو گفتگو ہوئی، اس کا خلاصہ ذیل کی سطروں میں ملاحظہ فرمائیں:۔

ع یہ دراصل مکرم و محترم برادر خواجہ تاش حضرت مولانا الحاج محمد عبد التواب صاحب حبیبی کا مرتبہ کردہ ہے۔ ۱۲

رئيس المحاكم الوهابية :- لماذا لا تصلي خلفنا وتصلي بالناس جماعة مستقلة ؟

مجاهد الملة :- ذاك يبتني على وجوه كثيرة الاول منها انكم تستعملون مكبر الصوت فى الصلوة ونحن لا نجوز ذلك -

رئيس المحاكم الوهابية :- اعلم هذا الاختلاف . وماهو الوجه سواه ؟

مجاهد الملة :- انتم تعدوننا مشركين -

رئيس المحاكم الوهابية :- ماهو ثبوت عدنا اياكم مشركين ؟

مجاهد الملة :- قد قال العلامة ابن عابدين الشامى رضى الله تعالى عنه فى حاشيته المسماة ردّ المحتار ان النجدية يعتقدون انهم هم المسلمون ومن خالفهم فى العقائد فهو مشرك -ع

رئيس المحاكم الوهابية :- لماذا قال هكذا ؟

مجاهد الملة :- نحن نقول بجواز التوسل وانتم تجعلونه شركا -

رئيس المحاكم الوهابية :- التوسل ليس بوجه ذلك -

فذكر مجاهد الملة ان هؤلاء النجديين فى هذه الايام قد اخذوا فى القول بجواز شئ من التوسل لكى يتسموا باهل السنة فقال :-

---

ع عبارة ردّ المحتار هذه :- (قوله يكفرون اصحاب نبينا صلى الله عليه وسلم) علمت ان هذا غير شرط فى مسمى الخوارج بل هو بيان لمن خرجوا على سيدنا على رضى الله تعالى عنه والا فيكفى فيهم اعتقادهم كفر من خرجوا عليه كما وقع فى زماننا فى اتباع عبد الوهاب الذين خرجوا من نجد و تغلبوا على الحرمين وكانوا ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشركون واستباحوا بذلك قتل اهل السنة وقتل علمائهم حتى كسر الله تعالى شوكتهم وخرب بلادهم وظفر بهم عساكر المسلمين عام ثلث

وہابی بڑا قاضی:۔ تم ہمارے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہو اور حرم میں علیحدہ جماعت کرتے ہو۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

مجاہد ملت :۔ اس کی بہت سی وجوہ ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ تم لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھاتے ہو ہم لوگ اسکی اقتداء کو جائز نہیں کہتے۔

وہابی بڑا قاضی:۔ یہ اختلاف مجھے معلوم ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور بات کہو۔

مجاہد ملت :۔ تم ہم لوگوں کو مشرک سمجھتے ہو۔

وہابی بڑا قاضی:۔ اس کا کیا ثبوت ہے کہ ہم تم لوگوں کو مشرک سمجھتے ہیں؟

مجاہد ملت :۔ علامہ ابن عابدین شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے حاشیہ رد المحتار میں لکھا ہے کہ نجدیوں کا عقیدہ ہے کہ صرف وہی مسلمان ہیں اور جو لوگ انکے عقیدہ کی مخالفت کریں وہ مشرک ہیں۔

وہابی بڑا قاضی:۔ ان کے ایسا کہنے کی وجہ کیا ہے؟

مجاہد ملت :۔ ہم لوگ توسل کو جائز کہتے ہیں اور تم لوگ توسل کو شرک کہتے ہو۔

وہابی بڑا قاضی:۔ توسل اس کی وجہ نہیں ہے۔

اس پر حضور مخدوم قدس سرہ کو یاد آیا کہ یہ نجدی آج کل سنی کہلانے کی غرض سے تھوڑے سے توسل کو جائز کہنے لگے ہیں۔ اس لئے آپ نے فرمایا:۔

عہ رد المحتار کی عبارت یہ ہے: (در مختار کا قول "ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام کی تکفیر کرتے ہیں") تمھیں یہ معلوم ہو گیا کہ خارجیوں میں سے ہونے کے لئے یہ شرط نہیں ہے۔ بلکہ یہ ان لوگوں کا بیان ہے جنھوں نے سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خروج کیا تھا ورنہ ان کے خارجی ہونے کے لئے اتنا بہت ہے کہ وہ جن پر خروج کریں ان کے کفر کا اعتقاد رکھتے ہوں، جیسا کہ ہمارے زمانے میں ان وہابیوں کا حال رہا جنھوں نے نجد سے خروج کیا اور حرمین شریفین پر زبردستی مسلط ہو گئے یہ لوگ حنبلی کہلاتے رہے لیکن ان لوگوں کا اعتقاد یہ رہا کہ یہی لوگ مسلمان ہیں اور جو لوگ اعتقاد میں انکے مخالف ہیں مشرک ہیں۔ اس سے ان لوگوں نے اہل سنت اور علمائے اہل سنت کو قتل کر دینا جائز قرار دیدیا یہانتک کہ ۱۲۳۳ھ میں اللہ تعالیٰ نے ان کی طاقت ختم کر دی، ان کے شہروں کو اجاڑ دیا اور مسلمانوں کے لشکر ان پر غالب آگئے۔ ۱۲

مجاهد الملة :- لو لم يكن التوسل وجه ذلك فالاستعانة هى الوجه.
رئيس المحاكم الوهابية :- هل تجوزون الاستعانة ونداء غير الله تعالى ايضا ؟
مجاهد الملة :- نعم، نقول بجوازهما.
رئيس المحاكم الوهابية :- هذا هو شرك مشركى الجاهلية.
مجاهد الملة :- لو كان نداء غير الله تعالى مطلقا شركا كنت مشركا بقولك يا زيد فان زيد ايضاً غير الله تعالى.
رئيس المحاكم الوهابية :- فاى نداء من الشرك ؟
مجاهد الملة :- من الشرك ان ينادى احدا مع اعتقاد كونه معبودا.
وههنا تلا رئيس المحاكم الوهابية اية من القران لكى يثبت بها على زعمه مطلق النداء شركا وهى قوله تعالى

لا نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى

مجاهد الملة :- هذه الأية فى عبادة غير الله تعالى ونحن ايضاً نقول بكون عبادة غير الله شركا وبكون عباد غير الله مرتدين ومشركين ونقول ان من لم يكفرهم مع علمه بعقيدتهم هذه فهو ايضاً كافر ومرتد بل من شك فى كفره وعذابه فقد كفر.
رئيس المحاكم الوهابية :- هم قد ماتوا وفنوا فما هى الفائدة من ندائهم ؟
مجاهد الملة :- ان الروح لا يموت. امعنى الموت ان يعدم الروح ايضاً؟ فان فنى الروح فكيف السبيل الى الثواب السدائم و العذاب الخالد ؟
رئيس المحاكم الوهابية :- لماذا تدعون من بعد ؟
مجاهد الملة :- ما يفهم من البعد ان تكون اجسامنا ههنا واجسامهم هناك على بعد الف ميل او عشرة الاف ميل وهذا ابعد ما بين الاجسام ولا تعلق للروح بهذا البعد فانه من عالم الامر. قال الله تعالى قل الروح من امر ربى (ايات تقسير

مجاہد ملت :۔ توسل نہ سہی، استمداد ہی سہی۔

وہابی بڑا قاضی :۔ کیا تم لوگ استمداد اور نداء غیر اللہ کو بھی جائز کہتے ہو؟

مجاہد ملت :۔ ہاں، ہم اس کو بھی جائز کہتے ہیں۔

وہابی بڑا قاضی :۔ یہی تو مشرکین جاہلیت کا شرک تھا۔

مجاہد ملت :۔ اگر مطلقاً غیر اللہ کی نداء شرک ہو تو یا زید کہہ کر مشرک ہو جاؤ گے کیونکہ زید بھی غیر اللہ ہے۔

وہابی بڑا قاضی :۔ پھر کون سی نداء شرک ہے؟

مجاہد ملت :۔ معبود جان کر نداء کرنا شرک ہے۔

یہاں پر وہابی بڑے قاضی نے اپنے زعم میں مطلقاً نداء کو شرک ثابت کرنے کے لئے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی :۔

لا نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ (ہم تو انھیں صرف اتنی ہی بات کے لئے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے نزدیک کر دیں)۔

مجاہد ملت :۔ اس میں تو عبادت غیر اللہ کا بیان ہے۔ ہم بھی عبادت غیر اللہ کو شرک کہتے ہیں اور غیر اللہ کی عبادت کرنے والے کو مرتد و مشرک۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ جو کوئی اس کے اس عقیدہ کو جان کر اسے کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر و مرتد ہے، بلکہ یہ کہتے ہیں کہ من شك في كفره وعذابه فقد كفر۔

وہابی بڑا قاضی :۔ وہ تو مر کر ختم ہو گئے، ان کو بلانے سے کیا فائدہ؟

مجاہد ملت :۔ روح تو نہیں مرتی۔ کیا موت کے یہ معنیٰ ہیں کہ روح بھی فنا ہو جائے؟ اگر روح فنا ہو جائے گی تو پھر ہمیشگی کا ثواب اور ہمیشگی کا عذاب کیسے ہوگا؟

وہابی بڑا قاضی :۔ پھر دور سے کیوں بلاتے ہو؟

مجاہد ملت :۔ دور کے معنیٰ یہی تو ہیں نا کہ ہمارا جسم یہاں ہے اور ان کا جسم ایک ہزار یا دو ہزار میل پر ہے۔ یہ تو جسموں کی دوری ہوئی۔ روح کو اس دوری سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے کہ روح عالم امر سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل الروح من امر ربی (تم فرماؤ روح میرے رب کے امر سے ایک چیز ہے)۔ تم عالم ارواح

عالم الارواح على عالم الاجسام وهذا قياس مع الفارق والا فعليك ان تبين ماهى العلة المشتركة -

رئيس المحاكم الوهابية (مضطربًا):- انتم تدعونهم فمن اين لهم القوة على اعانتكم ؟

مجاهد الملة :- ينبغى لك ان تعرف ان ذواتهم هى الذوات التى قال الله تعالى فيها كنت[عه] له[عه] يدا يبطش بى - افكانت اليد التى قال الله فيها هكذا اشلاء لا قوة فيها - فان كان الامر هكذا لكان قول الله هذا لغوا - فينبغى لك ان تعلم اننا نستعين بتلك اليد التى لها تعلق خاص بقدرة الله تعالى -

رئيس الاحكام الوهابية (متعجبا بتكبر مجاهد الملة قوله المار):- هذا متصلب فى عقيدته بحيث لا يفهم وان افهمته ساعة اوساعتين بل يومين -

مجاهد الملة :- اسلّم اولا اسلّم ، اقم الدليل انت -

عه ماوجدت هذا القول بهذه الالفاظ فى احاديث الٰهية انما الموجود فى مارواه البخارى عن سيدنا ابي هريرة رضى الله تعالى عنه "يده التى يبطش بها" ولكن هذا القول يوجد فى كتب الصوفية الصافية ويشتهر على السنتهم فى معناه فانهما راجعان الى معنى واحد على مالا يخفى لا سيما عند الوهابية فانه قد قال امامهم عبد الرحمٰن بن حسن حفيد شيخهم ابن عبد الوهاب النجدى فى ما سماه قرة عيون الموحدين "ولا يتم الايمان الا بقبول اللفظ بمعناه الذى دل عليه ظاهرا فان لم يقبل معناه اوردّه اوشك فيه لم يكن مؤمنا به فيكون هلاكا" وان كان فيه شئ - ١٢

عه فيه اشارة الى التقرب الخاص والا فليس لله تعالى شئ من الايدى اوالارجل اوغيرها - ١٢

کو عالم اجسام پر قیاس کرتے ہو اور یہ قیاس مع الفارق ہے۔ ورنہ بتاؤ یہاں کیا علت مشترکہ ہے؟

وہابی بڑا قاضی (پریشان ہوکر) :- تم جو ان کو بلاتے ہو، ان کو طاقت کہاں سے آئی کہ تمہاری مدد کریں؟

مجاہد ملت :- تمھیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ ذوات کریمہ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کنت[ع] لہ ید، ایبطش بی (میں اس[عہ] کے ہاتھ ہو جاتا ہوں وہ مجھ سے پکڑتا ہے)۔ تو جس ہاتھ کے متعلق اللہ تعالیٰ ایسا فرمائے کیا وہ ہاتھ بے کار ہے؟ اس میں اگر کوئی طاقت نہیں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کا ایسا فرمانا معاذ اللہ بے کار ہو جائیگا۔ لہذا تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہم اس ہاتھ سے مدد مانگتے ہیں جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت سے ایسا خاص تعلق ہے۔

وہابی بڑا قاضی (حضور قدس سرہ کے اس جملہ کی بار بار تکرار سے عاجز ہوکر) :- یہ تو اپنے عقیدہ میں اتنا پختہ ہے کہ گھنٹہ دو گھنٹہ تو کیا، اگر دو دن بھی اسے سمجھاؤں تب بھی اسکی سمجھ میں نہیں آئے گا۔

مجاہد ملت :- میں مانوں یا نہ مانوں، تم دلیل تو قائم کرو۔

عہ ان الفاظ کے ساتھ یہ قول بندہ کو احادیث قدسیہ میں نہیں ملا ہے۔ بخاری نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو حدیث قدسی روایت کی ہے اس میں "ید ہ التی یبطش بھا (اس کا وہ ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے)" ہے۔ لیکن حضرات صوفیہ صافیہ کی کتابوں میں موجود اور آپ حضرات کی زبانوں پر مشہور یہ قول اسی کے معنیٰ میں ہے اس لئے کہ یہ دونوں قول ایک ہی معنیٰ کی طرف راجع ہیں جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے، بالخصوص وہابیہ کے نزدیک اس لئے کہ ان کے امام ان کے شیخ عبد الوہاب نجدی کے پوتے عبد الرحمٰن بن حسن نے اپنی قرۃ عیون الموحدین میں کہا ہے "جب تک لفظ کو اس کے اس معنیٰ کے ساتھ قبول نہ کیا جائے جس پر وہ ظاہراً دلالت کرتا ہے، ایمان کامل نہ ہوگا، اگر اس کے معنیٰ کو قبول نہ کرے، یا اس کو رد کرے، یا اس میں شک کرے، تو وہ مومن نہ ہوگا، تو ہلاک ہوگا" اگرچہ اس میں کچھ ہے (وہ یہ ہے کہ اس صورت میں بسا اوقات کفر ہو جاتا ہے)۔ ۱۲

عسہ اللہ تعالیٰ کے واقعی ہاتھ پیر نہیں ہوتے، یہ تقرب خاص کی طرف اشارہ ہے۔ ۱۲

سہ لیکن اسے بندہ ... مطلع ہوا ... [illegible]

فاجتمع نحو خمسة عشر او عشرين من الوهابيين و كان بعضهم على ماظهر من اهل الهند و باكستان والنجد والحجاز.

رئيس المحاكم الوهابية (مخاطبا الوهابيين الحاضرين) :- هذا لا يقول بعدم جواز نداء غير الله مطلقا- اليس نداء غير الله مطلقا غير جائز؟

الوهابية الحاضرون (متفقين) :- بلى، بلى-

ولكن حضرة مجاهد الملة لم يتوجه الى قولهم بلى فانه كان يكلم رئيس المحاكم.

رئيس المحاكم الوهابية (مثبتا لقوله على زعمه) :- وقد حكى الله تعالى فى القرآن قول المشركين حيث قالوا لا نعبد هم ولا ندعوهم الا ليقربونا الى الله زلفى

مجاهد الملة (يزأر زئير الاسد) :- هذا افتراء على الله تعالى وتحريف القرآن الكريم وتكذيبه ايضا وفعله بالقصد كفر وفاعله كافر-

فلما سمعه رئيس المحاكم الوهابية احمر وجهه من شدة الغضب و جعل ينظر الى مجاهد الملة نظرات حنقة لكى يرعّبه ولكن مجاهد الملة ابتسم ناظرا اليه بدلا من كونه مرتعبا فاغتاظ رئيس المحاكم اشد اغتياظ واخذ يكلم الوهابيين :-

رئيس المحاكم الوهابية :- انظروا- هذا يقول بجواز عبادة غير الله تعالى-

مجاهد الملة :- انا نقول بكون عبادة غير الله تعالى شركا ونقول بكون من عبد غير الله تعالى كافرا بل نقول انه من شك فى كفره وعذابه فقد كفر- ذلك كان افتراء على الله تعالى وهذا افتراء على العبد. انتم لا تتركون الله تعالى ولا العبد فى افترائكم-

فلما قاله مجاهد الملة احمر وجهه من السخط وجعل ينظر اليه ووجهه غضبان-

الوهابي الجالس يمين مجاهد الملة :- ياهذا!

مجاهد الملة :- ماذا؟

اتنے میں پندرہ بیس وہابی اور جمع ہو گئے۔ ان میں سے کچھ ہندوستانی، کچھ پاکستانی، اور کچھ نجدی وحجازی معلوم ہو رہے تھے۔

وہابی بڑا قاضی (ان وہابیوں کی طرف خطاب کرتے ہوئے) :- یہ مطلقاً نداء غیر اللہ کو ناجائز نہیں کہتا۔ کیا مطلقاً نداء غیر اللہ ناجائز نہیں ہے ؟

وہابیہ (بالاتفاق) :- ہاں، ہاں۔

لیکن حضور قدس سرہ نے ان کے ہاں کہنے پر کوئی توجہ نہ دی اس لئے کہ گفتگو قاضی سے ہو رہی تھی۔

وہابی بڑا قاضی (اپنے زعم میں اپنے اس قول کو ثابت کرنے کے لئے) :- اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مشرکین کے اس قول کی حکایت کی ہے کہ لا نعبدھم ولا ندعوھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی۔

مجاہد ملت (قاضی کے قرآن حکیم میں اضافہ کرتے ہی فوراً اگرجدار آواز میں) :- یہ افتراء علی اللہ ہے، تحریف قرآن کریم ہے اور اسکی تکذیب بھی، جسکو بالقصد کرنا کفر ہے، اور کرنے والا کافر ہے۔

یہ سن کر وہابی بڑا قاضی انتہائی غصہ سے جھنجھلا کر سرخ ہو گیا اور مرعوب کرنے کی غرض سے حضور کی طرف غضب ناک نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ لیکن حضور قدس سرہ نے بجائے مرعوب ہونے کے اس کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا۔ اس پہ وہ اور چراغ پا ہو گیا اور منہ پھیر کر وہابی ملاؤں سے کہنے لگا :-

وہابی بڑا قاضی :- دیکھو، یہ غیر اللہ کی عبادت کو جائز کہتا ہے۔

مجاہد ملت :- ہم تو عبادت غیر اللہ کو شرک کہتے ہیں اور غیر اللہ کی عبادت کرنے والے کو کافر بلکہ جو شخص ایسے شخص کے کفر و عذاب میں شک کرے اس کو بھی کافر کہتے ہیں۔ وہ تو افتراء علی اللہ تھا۔ یہ افتراء علی العبد ہے۔ تم لوگ افتراء کرنے میں نہ خدا کو چھوڑتے ہو، نہ بندہ کو۔

بڑا قاضی حضور قدس سرہ کے اتنا کہنے پر غصہ سے لال بھبھوکا ہو گیا اور بہت ہی غضب ناک چہرہ بنا کر حضور کی طرف دیکھنے لگا۔

وہابی (جو حضور کے داہنے بیٹھا ہوا تھا) :- او!

مجاہد ملت :- کیا ہے ؟

الوهـابي :- اتعرف من تتكلمه ؟

مجاهد الملة :- اعرف انه رئيس المحاكم.

الوهابي :- ان له اختيارات عظيمة -

مجاهد الملة :- ان لرئيس المحاكم اختيار القتل فهو يطيق القتل -

الوهابي :- انه يدخل السجن -

مجاهد الملة :- ان ادخال احد فى السجن ادنى من القتل عقابا -

الوهـابي :- انه يدخل السجن كالسارق متشددا -

مجاهد الملة :- هذا ايضًا ادنى من القتل عقابا و الشد مع السارق فى السجن ليس لى من امر غريب عه -

الوهابي الجالس شمال مجاهد الملة (تأدبا) :- ياسيدى !

مجاهد الملة :- ايش تقول ؟

الوهـابي :- اتعرف من تتكلمه ؟

مجاهد الملة :- نعم ، اعرف انه رئيس المحاكم وله اختيار القتل ايضا -

الوهـابي :- هو عظيم عند الحكومة -

مجاهد الملة :- من تجعله الحكومة رئيس المحاكم تجعله ذلك لتعظيمها اياه ان كان حمارا (اى احمق) ؟ لما تجعله الحكومة رئيس المحاكم ان لم تكن تعظمه ؟

الوهابي :- هو عظيم عند الحكومة -

مجاهد الملة :- ماهو المراد بتكريرك قولك هو عظيم عند الحكومة ؟ ايجوز تحريف القرآن لمن كان عظيما عند الحكومة ؟ الاسلم وهو اذ لم يستطع ان يقوم بالزامه على بالقرآن الكريم فقام به بتحريف القرآن ؟

فلما سمعه الوهابي سكت.

عه ليعلم ان الشيخ المخدوم قدس سره سجن مرار الاداء كلمة حق عند سلطان جائر - ١٢

وھابی :- تم جانتے ہو کس سے باتیں کر رہے ہو؟

مجاہد ملت :- مجھے معلوم ہے کہ یہ بڑا قاضی ہے۔

وھابی :- ان کے بڑے اختیارات ہیں۔

مجاہد ملت :- بڑے قاضی کو قتل کا اختیار بھی ہوتا ہے، یہ قتل کر سکتا ہے۔

وھابی :- یہ جیل بھیج دے گا۔

مجاہد ملت :- جیل بھیجنا قتل سے چھوٹی سزا ہے۔

وھابی :- چور کی طرح باندھ کر بھیج دے گا۔

مجاہد ملت :- یہ بھی قتل سے چھوٹی سزا ہے اور جیل جاکر چور کے ساتھ بندھنا میرے لئے کوئی نئی بات نہیں ہے[ع]

وہابی جو حضور کے بائیں بیٹھا ہوا تھا (مہذب انداز میں) :- جناب!

مجاہد ملت :- کیا ہے؟

وھابی :- جن سے آپ گفتگو کر رہے ہیں جانتے ہیں کہ یہ کون ہیں؟

مجاہد ملت :- ہاں، مجھے معلوم ہے کہ یہ بڑا قاضی ہے اور اسے قتل کرنے کا بھی اختیار ہے۔

وھابی :- حکومت کے نزدیک بڑی ہستی ہے۔

مجاہد ملت :- جو حکومت کسی کو بڑا قاضی بناتی ہے اسے بڑی ہستی سمجھ کر ہی بناتی ہے، اگرچہ وہ گدھا ہی کیوں نہ ہو۔ اگر حکومت اسے بڑی ہستی نہ سمجھتی تو اسے بڑا قاضی کیوں بناتی؟

وھابی :- یہ حکومت کے یہاں بڑی ہستی ہے۔

مجاہد ملت :- تمھارے "بڑی ہستی" کو دہرانے کا مطلب کیا ہے؟ جو حکومت کے نزدیک بڑی ہستی ہو کیا اس کے لئے تحریف قرآن جائز ہو جائے گی؟ مجھ پر قرآن کریم سے الزام قائم نہ کر سکے اور تحریف قرآن کر کے مجھ پر الزام قائم کرے تو کیا میں اسے مان لونگا؟

یہ سن کر یہ وہابی بھی چپ ہو گیا۔

ع جاننا چاہیے کہ حضور شیخ مخدوم قدس سرہ کو سلطان جائر کے سامنے کلمۂ حق ادا کرنے کی وجہ سے بارہا قیدخانہ میں رہنا پڑا ہے۔ ۱۲

رئيس المحاكم الوهابية (مخاطبا حضرة مجاهد الملة) :- هذه هى المدينة - ياتيها مسلمو بلاد العالم جميعها ولكنه لم يجترئ الى الأن احـد كاجترائك -

وكان مراده بذلك انك شر شرار العالم كله - فشكر مجاهد الملة الله تعالى وراى انه يمدحه مدحا عظيما ان كان هذا فى الواقع فانه صلى الله عليه وسلم قد قال افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر -

رئيس المحاكم الوهابية :- لو كنت من العربية السعودية لقتلتك ولكننى خليت سبيلك حيث كنت من غيرها - اجلستك هٰهنا و اكلمك و قد عرض على اهل خمسين صقعا من التركية و ايران و اليمن والعراق والهند وباكستان وغيرها انه يحدث فساد عظيم .

مجاهد الملة :- ما كلمت احدا من اهل التركية او ايران اوغيرهم قط فكيف يحدث الفساد ؟

رئيس المحاكم الوهابية :- لا يحدث الفساد من المحادثة بل من الصلوٰة بالناس جماعة مستقلة -

مجاهد الملة :- كيف علمت انهم يقولون عن صلواتى بالناس فان الصلوٰة تقام مرارا كثيرة -

رئيس المحاكم الوهابية :- لا، لا، فانه قد كتب فيه انه حبيب الرحمٰن الكتكى[عه] - فلا يؤذن لك بالصلوٰة علىحدة - فان صليت علىحدة اخذتك وارسلتك الى سفير بلادك -

مجاهد الملة :- ما هو المراد بقولك فان صليت علىحدة ؟ افلا يجوز لى ان اؤدى الصلوٰة منفردا ؟

عه لم يكن الشيخ المخدوم قدس سره من بلدة كتك، ولكن هذه البلدة كانت فى زمان عاصمة ولاية اديسه فلذلك ينسب الناس كل من كان من اديسه الى هذه البلدة - ١٢

وہابی بڑا قاضی :- یہ مدینہ ہے۔ یہاں تمام دنیا کے لوگ آتے ہیں، مگر اب تک کسی نے ایسی جسارت نہ کی جیسی جسارت تو نے کی۔

اس سے اس کی مراد یہ تھی کہ دنیا بھر کے شریروں میں سب سے زیادہ شریر تو ہے۔ اس پر حضور قدس سرہ نے یہ سوچتے ہوئے خدا کا شکر ادا کیا کہ اگر واقع میں ایسا ہے تب تو یہ میری بڑی تعریف کر رہا ہے، اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جائر (ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا جہاد افضل ہے)۔

وہابی بڑا قاضی :- تو اگر سعودی عرب کا ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ لیکن تو دوسرے ملک کا ہے، اس لئے چھوڑ دیا۔ یہاں بیٹھا کر تجھ سے گفتگو کر رہا ہوں اور ترکی، ایران، یمن، عراق، ہندوستان اور پاکستان وغیرہ پچاس ملکوں کے لوگوں نے میرے سامنے یہ عرض پیش کی ہے کہ بڑا فساد ہو جائے گا۔

مجاہد ملت :- ترکی، ایران وغیرہ کے کسی آدمی سے میری ایک لفظ بھی گفتگو نہیں ہوئی ہے، تو فساد کیسے ہو جائے گا؟

وہابی بڑا قاضی :- گفتگو کرنے سے نہیں بلکہ جماعت کرنے سے فساد ہو جائے گا۔

مجاہد ملت :- تم نے یہ کیسے جانا کہ یہ لوگ میری جماعت کے متعلق کہہ رہے ہیں، اس لئے کہ جماعتیں تو بہت سی ہوتی ہیں۔

وہابی بڑا قاضی :- نہیں، نہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ یہ حبیب الرحمٰن کٹکی[ع] ہے۔ لہذا تم الگ نماز نہیں پڑھ سکتے۔ اگر تم الگ نماز پڑھوگے تو تمھیں پکڑ کر تمھارے سفیر کے پاس بھیج دونگا۔

مجاہد ملت :- الگ نماز پڑھنے سے کیا مراد ہے؟ کیا میں اکیلا بھی نہیں پڑھ سکتا؟

ع حضور شیخ مخدوم قدس سرہ کٹکی نہیں تھے۔ لیکن کٹک ایک زمانے میں اڑیسہ کی راجدھانی رہا۔ اسی لئے لوگ اڑیسہ کے ہر آدمی کو کٹک کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ ۱۲

الوهابي الجالس بيمين مجاهد الملة :- يلزمك ان تؤدى الصلوة خلفه -

مجاهد الملة :- لا يمكن هذا على حال - لا أؤدى الصلوة خلفه حتى تذهب عقائده الفاسدة -

الوهابي (متهيجًا) :- لا بد لك ان تؤدى الصلوة خلفه -

مجاهد الملة :- لن أؤدى الصلوة خلفه - (وكرر الوهابي قوله ذلك فقال مجاهد الملة) هذا رئيس المحاكم والقتل والحبس والجدل وغيرها تحت اختياره لكنه خارج عن اختياره ان يصيرنى مقتديه فلما سمعه الوهابي سكت -

مجاهد الملة (متوجها الى رئيس المحاكم الوهابية) :- افلا يجوز لى ان أؤدى الصلوة فى الحرم النبوى الشريف منفردا ؟

رئيس المحاكم الوهابية (بعد توقف) :- نعم يجوز لك والشرط ان لا يكون احد شريكا معك -

مجاهد الملة :- المنفرد فى الصلوة هو الذى لا يكون معه احد - واذا كان احد شريكه فى الصلوة لم يبق منفردا -

وفى الختام انتهى الامر الى ان الشيخ المخدوم لا يصلى خلفه ولا يؤدى الصلوة بالجماعة المستقلة بل يؤديها منفردا وكان الشيخ المخدوم قدس سره قد ادى الى هذا الوقت اربعا وخمسين صلوة بالجماعة المستقلة وفيها صلوات الجمعة ايضًا ولكن الوهابية الهنود ارادوا اذاعة امر فذهبوا يقولونه وهو ان الشيخ المخدوم ادى الصلوات هناك مختفيا واقوى الشهادة خلاف ما قال هٰؤلاء الوهابية الهنود لرئيس المحاكم بالمدينة المنورة يظهر بشهادته ان الشيخ المخدوم قدس سره ادى الصلوات مختفيا ام وقعت هذه الواقعات لادائه الصلوات وصلوة الجمعة بالجماعة المستقلة علانية -

فان كان للوهابية الهنود الذين حضروا الحرمين الشريفين قائلين انهم يؤدون الحج فى السنة المذكورة جراءة فليبا هلونا فى ان الشيخ المخدوم ادى الصلوة فى الحرمين مختفيا ام علانية -

وھابی (جو حضور کے داہنے بیٹھا ہوا تھا) :- تم کو ان کے پیچھے نماز پڑھنا پڑے گا۔

مجاہد ملت :- یہ تو کسی قیمت پر نہیں ہو سکتا۔ جب تک ان کی بدعقیدگی نہ جائے گی اس وقت تک کبھی ان کے پیچھے نماز نہ پڑھونگا۔

وھابی (جھنجھلا کر) :- تم کو ضرور ان کے پیچھے نماز پڑھنا پڑے گا۔

مجاہد ملت :- ہرگز نہ پڑھونگا۔ (اس وہابی کے بار بار ایسا کہنے پر حضور نے فرمایا) یہ بڑا قاضی ہے، اسس کو قتل کرنے، جیل بھیجنے، کوڑا وغیرہ مارنے کا اختیار ہے۔ یہ یہ سب کر سکتا ہے، لیکن مجھ کو اپنا مقتدی بنالے، یہ اس کے اختیار سے باہر ہے۔

یہ سن کر وہ وہابی چپ ہو گیا۔

مجاہد ملت (بڑے قاضی کی طرف متوجہ ہو کر) :- کیا میں اکیلا بھی حرم نبوی شریف میں نماز نہیں پڑھ سکتا ؟

وہابی بڑا قاضی (تھوڑی دیر توقف کرنے کے بعد) :- ہاں، تم پڑھ سکتے ہو، بشرطیکہ ایک دو آدمی بھی تمھارے ساتھ شامل نہ ہوں۔

مجاہد ملت :- منفرد اسی کو کہتے ہیں کہ ایک دو آدمی بھی اس کے ساتھ شامل نہ ہوں۔ شامل ہو جانے سے منفرد نہیں رہتا۔

آخر کار بات اس پر ختم ہو گئی کہ ان کے پیچھے حضور نماز نہ پڑھیں گے اور جماعت بھی نہ کریں گے۔ بلکہ اکیلے پڑھیں گے۔ اس وقت تک حضور قدس سرہ ۵۴ وقت جمعہ و جماعت کے ساتھ علیحدہ نماز پڑھ چکے تھے۔ لیکن ہندوستانی وہابیوں نے یہ بات مشہور کرنی چاہی اور جگہ جگہ یہ کہتے پھرے کہ حضرت مجاہد ملت نے وہاں چھپ کر نماز پڑھی۔ ان ہندوستانی وہابیوں کے خلاف سب سے بڑی شہادت مدینہ منورہ کے بڑے قاضی کی ہے۔ اس سے پتہ چل جائے گا کہ حضور نے وہاں چھپ کر نماز پڑھی یا بالاعلان جمعہ و جماعت کرنے پر یہ سب واقعات پیش آئے۔ اگر ہمت ہو تو ہندوستانی وہابی جو ٨٦ - ٨٧ھ میں حج کے نام پر وہاں گئے تھے۔ وہ سب کے سب اس بات پر مباہلہ کریں کہ حضرت مجاہد ملت نے حرمین شریفین میں چھپ کر نماز پڑھی یا علی الاعلان۔

وبعد هذه الواقعة استزار فضيلة الاستاذ العلامة السيد غلام محى الدين الجيلانى القادرى الجشتى بن فضيلة الاستاذ العلامة السيد محمد على الجيلانى القادرى الجشتى رحمه الله تعالى الاكبر الشيخ المخدوم قدس سره و بعد ما سمع الواقعة قال فضيلة الاستاذ هذه ليست جراءتك بل هذا فيض النسبة القادرية فقال الشيخ المخدوم قدس سره لاشك فيه واين انا من ذالك ان هذا من عطيات الحضرة الجيلانية رضى الله تعالىٰ عن صاحبها۔

ماكان لى قيمة مالم يقع بيعى ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ انت اشتريت فصرت الغالى الثمن

و لما رجع الشيخ المخدوم قدس سره من هذا السفر المبارك الى بومباى ونزل من سلمة النزل بعد صلوة المغرب و وصل البوابة فاذا عربي وهو يقول بين يديه بسرور عظيم وانشراح تام امام مكة امام الحرم امام مكة امام الحرم قال الشيخ المخدوم قدس سره سمعت ذلك فاذا توجهت اليه قال مرة اخرىٰ هذا امام مكة امام الحرم۔

فلما وجده الشيخ المخدوم قدس سره بتلك الكيفية اغتم اغتماما شديدا على هذا الامر وقال ويل لى ويل لى الف مرة ماضاق السنيين الذين فى الحرمين الشريفين لايستطيعون ان يظهروا سنيتهم۔

المباحثة التى دارت سنة ١٣٩٣ھ

وخلاصة المباحثة التى دارت بينهما سنة ثلث و تسعين بعد الف وثلثمائة هى هذه :۔

رئيس المحاكم الوهابية :۔ الا تؤدى الصلوة خلفنا ؟

مجاهد الملة :۔ لا أؤدى الصلوة خلفك۔

رئيس المحاكم الوهابية :۔ ما هو سبب ذلك ؟

مجاهد الملة :۔ ذلك لان عقائدى وعقائدك مختلفة ۔

اس واقعہ کے بعد ہی حضرت مولانا سید شاہ مہر علی جیلانی قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادہ حضرت مولانا سید شاہ غلام محی الدین جیلانی قادری چشتی نے حضور قدس سرہ کو یاد فرمایا اور واقعہ مذکورہ کو سماعت فرماکر ارشاد فرمایا "مولانا، یہ آپ کی جرأت نہیں ہے، یہ نسبت قادری کا فیض ہے"۔ اس پر حضور نے فرمایا یقیناً میری ہستی کیا ہے؟ یہ سب میرے سرکار کا صدقہ ہے۔

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا ؎ تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

حضور قدس سرہ جب حرمین طیبین کے مبارک سفر سے بمبئی تشریف لائے اور بعد نماز مغرب مسافر خانہ کے زینے سے اتر کر پھاٹک کے قریب پہنچے، سامنے سے ایک عرب صاحب نہایت فرحت و انبساط کے ساتھ فرمانے لگے "امام مکہ، امام حرم، امام مکہ امام حرم"۔ حضور قدس سرہ نے فرمایا اس پر جب میں ان کی طرف متوجہ ہوا تو پھر انھوں نے فرمایا "ھذا امام مکۃ، امام الحرم" (یہ امام مکہ ہیں، امام حرم ہیں)۔

حضور کو ان کی یہ کیفیت دیکھ کر اس بات پر انتہائی صدمہ ہوا اور فرمایا "افسوس، صد افسوس کہ حرمین شریفین کے سنی وہاں کس قدر مظلوم و مجبور ہیں کہ وہاں اپنی سنیت کو ظاہر نہیں کر سکتے"۔

۱۳۹۳ھ کا مباحثہ

اس وہابی بڑے قاضی اور حضور قدس سرہ کے درمیان ۱۳۹۳ھ میں جو گفتگو ہوئی تھی اس کا خلاصہ یہ ہے:

وہابی بڑا قاضی: کیا ہمارے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہو؟

مجاہد ملت :- میں تمہارے پیچھے نماز نہیں پڑھتا ہوں۔

وہابی بڑا قاضی:- اس کا سبب کیا ہے؟

مجاہد ملت :- وہ اس لئے کہ تمہارے اور میرے عقائد کے درمیان اختلاف ہے۔

رئيس المحاكم الوهابية :- ماهو الاختلاف بيننا وبينك فى العقائد ؟

مجاهد الملة :- نحن نجوز الاستغاثة وانتم لا تجوزونها -

رئيس المحاكم الوهابية :- هذا شرك جلى، هذا شرك جلى، هذا شرك جلى، (بعد التأمل)
نعم ان كان الانسان حيّا وبين يديه فهى جائزة -

مجاهد الملة :- يجوز عندكم ان يكون الحى شريك البارئ تعالى ولا يجوز ان يكون الميت شريكه - انما الشرك الجلى شرك فى كل حال -

رئيس المحاكم الوهابية :- اسكت ولا تباحث، اخرج ياخبيث، اخرج ياشيطان (ثم صادم مجاهد الملة وقال لمن كانوا ذهبوا اليه بمجاهد الملة) عرفوا اجميع الشرطيين اياه - فان ادى الصلوٰة فى المسجد نحن وه واحضروه فى دار القضاء وخذوه ايضًا ان صلى خلفنا ثم اعاد الصلوٰة -

مجاهد الملة :- لاحاجة للاعادة -

رئيس المحاكم الوهابية :- لماذا ؟

مجاهد الملة :- لا اصلين خلفك -

الحادثة التى حدثت سنة ١٣٩٩ھ

ففى سنة ثلاث وتسعين بعد الف وثلثمائة ادى الشيخ المخدوم قدس سره حجته التى هى الرابعة من الحجات التى اداها فى الدولة الوهابية النجدية السعودية ثم حضر المدينة المنورة سنة تسع وتسعين بعد الف وثلثمائة فحدثت الحادثة[ع] العظيمة التى تذكر :-

فى الليلة الثامنة بعد حضور المدينة المنورة زادها الله تعالى شرفا و

ع هذه ايضا ماخوذة مما كان رتبه اخونا مولانا الحاج محمد عبد التواب الحبيبى المكرم - ١٢

وہابی بڑا قاضی :۔ تمہارے اور ہمارے عقائد کے درمیان کیا اختلاف ہے ؟

مجاہد ملت :۔ ہم لوگ استغاثہ کو جائز کہتے ہیں اور تم لوگ اسے ناجائز کہتے ہو۔

وہابی بڑا قاضی :۔ یہ شرک جلی ہے، یہ شرک جلی ہے، یہ شرک جلی ہے۔ (غور کرنے کے بعد) ہاں، اگر انسان زندہ ہو اور اس کے سامنے ہو تو جائز ہے۔

مجاہد ملت :۔ تمہارے یہاں زندہ خدا کا شریک ہو سکتا ہے، مردہ نہیں ہو سکتا۔ شرک جلی تو ہر جگہ شرک ہے۔

وہابی بڑا قاضی :۔ چپ رہ، مت بول، نکل خبیث، نکل شیطان۔ (پھر حضور قدس سرہ کو دھکا دیا اور جو لوگ حضور کو اس کے پاس لے گئے تھے ان سے کہا) تمام سپاہیوں کو بھجوا دو۔ اگر مسجد میں نماز پڑھے تو پکڑ کر دار القضاء میں پیش کرو۔ اور اگر ہمارے پیچھے نماز پڑھ کر دہرائے، تب بھی پکڑو۔

مجاہد ملت :۔ دہرانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

وہابی بڑا قاضی :۔ کیوں ؟

مجاہد ملت :۔ تمہارے پیچھے پڑھوں گا ہی نہیں۔

۱۳۹۹ھ کا حادثہ

۱۳۹۹ھ میں حضور قدس سرہ نے وہ حج ادا فرمایا، جو وہابی نجدی سعودی حکومت کے عہد میں آپ کا چوتھا حج تھا۔ اس کے بعد آپ ۱۳۹۹ھ میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور وہ عظیم حادثہ[عہ] واقع ہوا جسے ذیل میں ذکر کیا جا رہا ہے :۔

مدینہ منورہ زادہا اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً میں حاضری کے بعد آٹھویں دن بعد

عہ یہ کبھی در اصل مکرم و محترم برادر خواجہ تاش حضرت مولانا الحاج محمد عبد التواب صاحب حبیبی کا مرتب کردہ ہے ۱۲

تعظيما لما كان الشيخ المخدوم ينصرف مع فضيلة الاستاذ العلامة السيد حامد اشرف الاشرفي الجيلاني دامت بركاته القدسية وغيره بعد اداء صلوٰة العشاء جاء شاب كان يظهر من صورته انه هندي او باكستاني - قال ذلك الشاب لفضيلة الاستاذ المذكور انك شيخ الطريقة الا تمنع هؤلاء ان يقفوا امام انسان ويمنياتهم على يسرياتهم - لتكون انت ايضاً مسئولا عن هذا الامر عند الله تعالىٰ - فقال الشيخ المخدوم قدس سره يجوز ان يقف انسان ويمناه على يسراه - فقال ذلك الرجل اهذا في القرآن ام في الحديث - قال الشيخ المخدوم قدس سره هذا[ع] في كتب فقه مذهبنا - قال ذلك الرجل متهيجا انا لنجعل هذا ممنوعا وذهب - وفي الليلة التي بعدها اعني الليلة التاسعة بعد حضور الشيخ المخدوم قدس سره المدينة المنورة بعد مضي اربع وعشرين ساعة من وقوع الواقعة المذكورة (اي في الليلة الثامنة عشرة من شهر ذي القعدة سنة تسع وتسعين بعد الف وثلثمائة) لما استعد الشيخ المخدوم قدس سره لاداء صلوٰة الوتر بعد اداء صلوٰة العشاء المفروضة والمسنونة جاء رجل (وكان يظهر من صورته انه هندي او باكستاني) وسأل الشيخ المخدوم قدس سره هل اديت الصلوٰة بالجماعة المستقلة لتاخير مجيئك ام لقولك بعدم جواز الصلوٰة خلف امام الحرم - قال الشيخ المخدوم قدس سره لكلا الوجهين قد جئت بالتاخير وانا اقول بعدم جواز الصلوٰة خلفه - فانصرف ذلك الرجل واخبر الشرطة بهذا - فجاء الشرطيون واخذوا الشيخ المخدوم قدس سره وذهبوا به الى ضابط الشرطة يجرّونه جرّا - وبعد ما كلّم ذلك الضابط الشيخ المخدوم قدس سره ارسله الى رئيس المحاكم الوهابية بالمدينة المنورة والامام والخطيب بالحرم المدني الشيخ عبد العزيز - و خلاصة المباحثة التي دارت بينهما كما يجيئ :-

---

ع ه (في الهنداوي) العالمكيرية في بيان آداب الزيارة عن الاختيار شرح المختار ويقف كما يقف في الصلوٰة - ١٢

نماز عشاء جب حضور قدس سرہ سلام عرض کرنے کے بعد حضرت مولانا سید شاہ حامد اشرف صاحب اشرفی جیلانی دامت برکاتہم القدسیہ وغیرہ کے ہمراہ واپس ہو رہے تھے۔ ایک نوجوان شخص (جو صورت سے ہندوستانی یا پاکستانی معلوم ہو رہا تھا) آیا۔ اس نے آکر حضرت مولانا سید شاہ حامد اشرف صاحب قبلہ اشرفی جیلانی دامت برکاتہم القدسیہ سے کہا "آپ پیر ہیں، ان لوگوں کو روکتے نہیں، یہ لوگ انسان کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں، آپ بھی خدا کے یہاں جواب دہ ہوں گے۔" اس پر حضور قدس سرہ نے فرمایا "ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا جائز ہے۔" اس پر اس شخص نے کہا "قرآن میں ہے یا حدیث میں؟" حضور قدس سرہ نے فرمایا "ہماری[عہ] کتب فقہ میں ہے۔" اس شخص نے جھنجھلا کر کہا "ہم اس کو بند کرائیں گے" اور چلا گیا۔ اس کے دوسرے دن یعنی حضور قدس سرہ کی مدینہ منورہ میں حاضری کے نویں دن، اس واقعہ سے تقریباً چوبیس گھنٹے کے بعد (حجازی تاریخ اٹھارہویں شب، ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۰/ اکتوبر ۱۹۷۹ء) حضور قدس سرہ عشاء کی نماز فرض و سنت کے بعد جب وتر کے لئے تیار ہوئے، ایک شخص آیا (جو صورت سے ہندوستانی یا پاکستانی معلوم ہوتا تھا) اور حضور سے پوچھا "آپ نے دیر سے آنے کی وجہ سے الگ جماعت کی ہے یا آپ "امام حرم" کے پیچھے نماز کو ناجائز سمجھتے ہیں؟" حضور قدس سرہ نے فرمایا "دونوں وجہیں ہیں۔ دیر بھی ہو گئی ہے اور میں ان کے پیچھے نماز کو ناجائز بھی سمجھتا ہوں۔" وہ شخص واپس گیا اور پولس کو اطلاع دی۔ پولس کے لوگ آئے اور حضور قدس سرہ کو پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے حرم کے افسر کے پاس لے گئے۔ گفتگو کے بعد

.

اس نے حضور قدس سرہ کو مدینہ منورہ کے وہابی بڑے قاضی خطیب و امام حرم شیخ عبد العزیز کے پاس بھیج دیا۔ وہابی بڑے قاضی سے حضور قدس سرہ کی جو گفتگو ہوئی، اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

عہ فتاوی عالمگیریہ کے آداب زیارت کے بیان میں اختیار شرح مختار سے منقول ہے کہ زائر اسی طرح کھڑا ہوگا جس طرح نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ ۱۲

رئیس المحاکم الوهابیة :- لماذا لا تصلی خلفنا ؟

مجاهد الملة :- لا أؤدی الصلوٰة خلفکم بناء علی اختلاف العقائد -

رئیس المحاکم الوهابیة :- ما هو الاختلاف ؟

مجاهد الملة :- نحن نقول بجواز التوسل بالانبیاء والمرسلین صلوات الله وسلامه علیهم اجمعین وانتم تعدونه شرکا- فنحن من المشرکین بناء علی عقیدتکم- فقد اختلف بیننا وبینکم فی کونه شرکا وعدمه- کیف نؤدی الصلوٰة خلفکم فی هذه الحال ؟ فلهذا لا اؤدی الصلوٰة خلفکم -

واذا اراد رئیس المحاکم الذی هو الامام والخطیب بالحرم النبوی الشریف بعد ما سُجل بیان الشیخ المخدوم هذا ان یوقّع علیه قال الشیخ المخدوم قدس سره زد لفظ الوهابی مع امام الحرم حتی یتضح اتضاحا تاما انی لا اؤدی الصلوٰة خلف امام الحرم الوهابی. فزاد رئیس المحاکم نفسه بقلمه لفظ الوهابی وجعل الشیخ المخدوم یوقع علیه ثم جرت المکالمة -

رئیس المحاکم الوهابیة :- تب من عقیدتک هذه -

مجاهد الملة :- هذه العقیدة حقة فلا اتوب عنها -

وبعد ذلک قال الشیخ المخدوم قدس سره لرئیس المحاکم لیُعطی صورة بیانی المعتمدة - قال انها لتُعطاک ونقل القضیة الی نائبه - وکان مضی اکثر اللیلة فلم یعمل اجراء آخر وارسل الشیخ المخدوم قدس سره الی الحجز وبعد اربع وعشرین ساعة فی لیلة الاربعاء نودی بالقضیة امام نائب رئیس المحاکم هذا !-

نائب رئیس المحاکم :- لماذا لا تؤدی الصلوٰة خلفنا ؟

مجاهد الملة :- لا أؤدی الصلوٰة خلفکم بناء علی اختلاف العقائد فاننا نقو[ل] بجواز التوسل بالانبیاء والمرسلین علیهم السلام وانـ[تم] تجعلونه شرکا.

وہابی بڑا قاضی :۔ آپ ہمارے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے ؟

مجاہد ملت :۔ میں عقائد کے اختلاف کی بنا پر تم لوگوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا ہوں۔

وہابی بڑا قاضی :۔ کیا اختلاف ہے ؟

مجاہد ملت :۔ ہم انبیاء و مرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین سے توسل کو جائز کہتے ہیں اور تم لوگ اسے شرک کہتے ہو۔ اب تمہارے عقیدہ کی بناء پر ہم مشرک ٹھہرے۔ لہذا تم میں اور ہم میں شرک اور عدم شرک کا اختلاف ہو گیا۔ اب ہم تمہارے پیچھے کیسے نماز پڑھیں ؟ اس لئے میں تمہارے پیچھے نماز نہیں پڑھتا ہوں۔

حضور قدس سرہ کے اس بیان کو وہابی بڑے قاضی امام وخطیب حرم نے قلمبند کرا کے جب آپ کا دستخط لینا چاہا، تب حضور قدس سرہ نے فرمایا "امام حرم کے ساتھ وہابی کا لفظ بھی لکھو تاکہ یہ بات بالکل واضح ہو جائے کہ میں وہابی امام حرم کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا" چنانچہ وہابی بڑے قاضی نے خود اپنے قلم سے "وہابی" کا لفظ بڑھا کر حضور قدس سرہ کے دستخط لئے۔ اس کے بعد گفتگو پھر جاری ہو گئی۔

وہابی بڑا قاضی :۔ اپنے اس عقیدہ سے توبہ کر لو۔

مجاہد ملت :۔ یہ عقیدہ حق ہے، میں اس سے توبہ نہیں[5] کروں گا۔

اس کے بعد حضور قدس سرہ نے وہابی بڑے قاضی سے کہا "میرے بیان کی نقل مجھے دلواؤ" اس نے کہا "نقل ملے گی" اور مقدمہ کو اپنے ماتحت قاضی کے پاس منتقل کر دیا۔ رات کے زیادہ ہو جانے کی وجہ سے کوئی دوسری کارروائی نہ ہو سکی اور حضور قدس سرہ کو حوالات میں بھیج دیا گیا۔ چوبیس گھنٹے کے بعد یعنی منگل کا دن گزار کر رات کو وہابی چھوٹے قاضی کے سامنے پیشی ہوئی۔

وہابی چھوٹا قاضی :۔ آپ ہمارے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے ؟

مجاہد ملت :۔ اختلاف عقائد کی بناء پر تم لوگوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا، اسلئے کہ ہم انبیاء و مرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین سے توسل کو جائز کہتے ہیں اور تم لوگ اسے شرک کہتے ہو۔

---

[5] اسی "نہیں" کی مناسبت سے "مجاہد ملت کا حرف حقانیت" نام رکھا گیا ہے۔ ۱۲

نائب رئيس المحاكم :- ماهو الدليل على جواز اتخاذ الوسيلة ؟
مجاهد الملة :- قال الله تبارك وتعالیٰ وابتغوا اليه الوسيلة -
نائب رئيس المحاكم :- المراد بالوسيلة ههنا هو الصلوات والاعمال -
مجاهد الملة :- هی ایضاً غیر الله تعالیٰ -
نائب رئيس المحاكم :- بين ماهو سبب عدم جواز الصلوٰة خلفنا -
مجاهد الملة :- انكم مكفرو المسلمين فانه يلزم كون جميع المسلمين كفرة و مشركين بناء على جعلكم التوسل بالانبياء والمرسلين عليهم السلام شركا وقد قال فقهاء ناعه ان القول الذی یستلزم كون جميع المسلمين كفارا كفر نفسه وقد قال فقهاء ناعه ايضاً من لزم الكفر قوله فالصلوة خلفه ليست بجائزة فالصلوة ليست بجائزة خلفكم -
نائب رئيس المحاكم :- این درست ؟ فی اية مدرسة تدرّست ؟
مجاهد الملة :- فی المدرسة السبحانية باله آباد -
نائب رئيس المحاكم :- وفی اية مدرسة درست ؟
مجاهد الملة :- فی المدرسة المعينية العثمانية باجمير الشريف -
نائب رئيس المحاكم :- وفی اية مدرسة ؟
مجاهد الملة :- فی الجامعة النعيمية بمراد آباد -
نائب رئيس المحاكم :- اما درست فی المدرسة التی هی ببریلی سه ؟
مجاهد الملة :- لا -

عه وفی الشفاء وكذلك يقطع بتكفير كل من قال قولا يتوصل به الی تضليل الامة -١٢
عه قد قال العلامة التمرتاشی رحمه الله تعالیٰ فی تنوير الابصار وان كفر بها فلا يصح الاقتداء به اصلا -١٢
سه هذه مدرسة من مدارس اهل السنة -١٢

وہابی چھوٹا قاضی :- وسیلہ کے جواز کی دلیل کیا ہے؟

مجاہد ملت :- اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے وابتغوا الیہ الوسیلۃ۔

وہابی چھوٹا قاضی :- یہاں تو نماز و اعمال وسیلہ سے مراد ہیں۔

مجاہد ملت :- وہ بھی تو غیر اللہ ٹھہرے۔

وہابی چھوٹا قاضی :- ہمارے پیچھے نماز کے جائز نہ ہونے کی وجہ بتاؤ۔

مجاہد ملت :- تم لوگ "مکفر المسلمین" ہو، اس لئے کہ انبیاء و مرسلین صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہم اجمعین سے توسل کو تمہارے شرک کہنے کی بنا پر تمام مسلمانوں کا کافر و مشرک ہونا لازم آتا ہے۔ ہمارے فقہاء نے فرمایا ہے جس قول کی بناء پر تمام مسلمانوں کا کافر ہونا لازم آتا ہو وہ قول خود کفر ہوتا ہے۔ ہمارے فقہاء نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس شخص کے قول پر کفر لازم آئے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔ لہذا تمہارے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔

وہابی چھوٹا قاضی :- کہاں پڑھا ہے؟ کس مدرسہ میں پڑھا ہے؟

مجاہد ملت :- مدرسہ سبحانیہ، الہ آباد میں۔

وہابی چھوٹا قاضی :- اور کہاں پڑھا ہے؟

مجاہد ملت :- مدرسہ معینیہ عثمانیہ، اجمیر شریف میں۔

وہابی چھوٹا قاضی :- اور کہاں؟

مجاہد ملت :- جامعہ نعیمیہ، مراد آباد میں۔

وہابی چھوٹا قاضی :- بریلی کے مدرسہ میں نہیں پڑھا ہے؟

مجاہد ملت :- نہیں۔

عہ شفا میں ہے کہ "ہر ایسے شخص کو قطعاً کافر مانا جائے گا جس کے قول کو امت کو گمراہ قرار دینے کی طرف سبب بنایا جاتا ہو"۔ ۱۲

عہ علامہ تمرتاشی علیہ الرحمۃ نے تنویر الابصار میں فرمایا ہے کہ اگر مبتدع اپنی بدعت سے کفر کر جائے تو اس کی اقتداء ہرگز صحیح نہ ہوگی۔ ۱۲

عہ یہاں سنت کے مدارس میں سے ایک مدرسہ ہے۔ ۱۲

نائب رئيس المحاكم :- هل معك رجال أخرون[عه] يؤمنون بعقائدك ؟

مجاهد الملة :- نعم .

نائب رئيس الاحكام (متهيجا) :- انك لترحل الى بلادك ممنوعا اداء الحج فانه ما للمشرك من الحج ؟

مجاهد الملة :- فان كان الامر هكذا ان المتوسل بالانبياء والمرسلين عليهم السلام مشرك حيث لا يصح له اداء الحج فكيف جوزتم حج الشيعة وهم يتوسلون بسيدنا على كرم الله تعالى وجهه وسيدنا الحسين رضى الله تعالى عنه ؟

نائب رئيس المحاكم :- انهم يؤدون الصلوٰة خلفنا .

مجاهد الملة :- هل يغفر للناس شركهم بسبب اداء الصلوٰة خلفكم ؟ اهذا مذهب ؟ اهذا دين ؟ اهذا هو الاسلام ؟ لا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم . معاذ الله .

وبعد هذا لم يكلم نائب رئيس المحاكم الشيخ المخدوم قدس سره واصدر قراره . واذا نطق به طلب الشيخ المخدوم قدس سره صورة بيان نفسه والقرار الذى اصدره نائب رئيس المحاكم وجرت المكالمة مرة اخرىٰ .

مجاهد الملة :- اعطنى صورة بيانى والقرار الذى اصدرته .

عه على ما أخبرنا به فى بومباى انه بعد ما خرج الموكب التحريكى الموفق تحت منظمة ال اند يا تبليغ سيرة فرع مهارا شتر تحريكا ضد نقض القبة الخضراء الشريفة كان الوهابية الديوبندية الهنود ارسلوا خطابا الى الحكومة العربية السعودية ملتمسين ان يمنع الرضاخانيون[عه] الحج . فسأل نائب رئيس المحاكم هل معك رجال أخرون يؤمنون بعقائدك وفى الاجابة عنه قال الشيخ المخدوم نعم . لكن نائب رئيس الاحكام لم يطلب اسماءهم وعناوينهم . يظهر بهذا ان هذا اعملهم الاختبارى الاول . فان وجدوا الامر طبق المرام منعوا جميع اهل السنة اداء الحج . ١٢

عه اى اهل السنة . ١٢

وہابی چھوٹا قاضی :- تمھارے عقیدہ کے اور بھی لوگ تمھارے ساتھ ہیں؟ عہ

مجاہد ملت :- ہاں۔

وہابی چھوٹا قاضی (برافروختہ ہوکر) :- تمھارا حج بند کرکے تمھیں روانہ کر دیا جائے گا۔ مشرک کا حج کیسا؟

مجاہد ملت :- اگر یہی بات ہے کہ انبیاء و مرسلین صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین سے توسل کرنے والا ایسا مشرک ہے کہ اس کے لئے حج نہیں ہے تو شیعہ کا حج کرنا کیسے جائز رکھا جب کہ وہ مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توسل کرتے ہیں۔

وہابی چھوٹا قاضی :- وہ ہمارے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں۔

مجاہد ملت :- کیا تمھارے پیچھے نماز پڑھ لینے سے شرک معاف ہو جاتا ہے؟ یہ کوئی مذہب ہے؟ یہ کوئی دین ہے؟ یہ اسلام ہے؟ لاحول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ معاذ اللہ۔

اس کے بعد وہابی چھوٹے قاضی نے اور کوئی گفتگو نہ کرتے ہوئے حکم لکھ دیا۔ جب اس نے حکم سنایا، حضور قدس سرہ نے اپنے بیان اور اس کے حکم کی نقل کا مطالبہ فرمایا اور گفتگو پھر جاری ہوگئی۔

مجاہد ملت :- میرے بیان اور اپنے حکم کی مجھے نقل دو۔

عہ جیسا کہ بمبئی میں سنا گیا ہے، گنبد خضراء شریف کے ڈھانے کے خلاف احتجاج کے سلسلے میں آل انڈیا تبلیغ سیرت شاخ مہاراشٹر کی جانب سے جو کامیاب احتجاجی جلوس نکلا تھا، اس کے بعد یہاں کے وہابیوں دیوبندیوں نے سعودی حکومت کو لکھ بھیجا تھا کہ رضاخانیوں عـ کو حج کرنے نہ دیا جائے۔ چنانچہ وہابی چھوٹے قاضی نے یہ سوال کیا کہ "تمھارے ساتھ تمھارے عقیدہ کے اور بھی لوگ ہیں" جس پر حضور قدس سرہ نے فرمایا "ہیں"۔ لیکن وہابی چھوٹے قاضی نے ان کے نام اور پتے نہیں دریافت کئے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تجربہ کے طور پر ان کی پہلی کاروائی ہے۔ اگر انھیں اطمینان ہوگیا تو تمام سنیوں کو حج کرنے سے روک دیں گے۔ ۱۲

عـ یعنی اہل سنت کو۔ ۱۲

نائب رئيس المحاكم :- لا تعطى الصورة -

مجاهد الملة :- قد وعدنى رئيس المحاكم الشيخ عبد العزيز ان يعطيني الصورة -

نائب رئيس المحاكم :- لا تعطى الصورة -

مجاهد الملة :- انا استئنف امام محكمة عليا -

نائب رئيس المحاكم :- لا يؤذن لذلك -

ثم ارسل الشيخ المخدوم قدس سره الى الحجز وبعد ذلك الى السجن وكان يعطى فى السجن ورقة حمراء فيها خلاصة الجرائم والقرار الصادر بعد لفظ القضية - نسخ الشيخ المخدوم قدس سره تلك الورقة ومضمونها كما يأتى :-

القضية / امتناعه عن الصلوٰة مع الجماعة واعتقاده بالتوسل بالانبياء والمرسلين وقد صدر بحقه القرار الشرعى / ٢١٦٢/ $\frac{١٨}{١٩}$ - ١١ - ١٣٩٩ - بعدم تمكينه من الحج وترحيله الى بلاده -

ففى الليلة التاسعة عشرة من شهر ذى القعدة سنة تسع وتسعين بعد الف وثلثمائة أبقى الشيخ المخدوم قدس سره فى الحجز بعد ما نطق نائب رئيس المحاكم بالقرار الذى اصدره لمامر وفى يومها ارسل الى سجن المدينة المنورة باب علي - وفى اليوم الواحد والعشرين يوم الجمعة وضع شرطى فى يدى الشيخ المخدوم قدس سره القيد وجعله يقف عند بوابة السجن فى الشمس المحرقة الى مدة طويلة لامتناعه عن اداء الصلوٰة خلف الامام فى السجن - وفى اليوم الثانى من شهر ذى الحجة جاء شرطى من محكمة الجوازات وذهب بالشيخ المخدوم قدس سره الى البوابة يجره جرا ولطمه بالشدة فاخذ الشيخ المخدوم الدوار فقعد - فلما فُرّج عنه قال الحمد لله -

وفى اليوم الثالث نقل الشيخ المخدوم قدس سره من سجن المدينة المنورة الى الترحيل بجدة - وفى الليلة السادسة من ذى الحجة رُحل الشيخ المخدوم من جدة الى الهند بطريق كراتشى - وفى يومها وصل الشيخ المخدوم كراتشى واقام فى فندق كراتشى كالمحجوز لعدم التأشيرة - وغادر كراتشى اليوم السابع يوم الاثنين بعد الظهر فى الساعة الرابعة الا الربع ووصل بومباى

وہابی چھوٹا قاضی :۔ نقل نہیں دی جائے گی۔
مجاہد ملت :۔ بڑے قاضی شیخ عبدالعزیز نے نقل دینے کا مجھ سے وعدہ کیا ہے۔
وہابی چھوٹا قاضی :۔ نقل نہیں دی جائے گی۔
مجاہد ملت :۔ میں اوپر استغاثہ کروں گا۔
وہابی چھوٹا قاضی :۔ یہ بھی نہیں ہو سکتا۔

اس کے بعد اس نے حضور قدس سرہ کو جیل بھیجدیا۔ وہاں جیل میں ایک سرخ کارڈ دیا جاتا ہے، جس میں لفظ "القضیة" (مقدمہ) کے بعد جرم اور حکم کا خلاصہ رہتا ہے۔ حضور قدس سرہ نے اسے نقل فرمالیا اور وہ حسب ذیل ہے:۔

مقدمہ/ اس شخص کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے باز رہنا اور انبیاء و مرسلین سے توسل کے درست ہونے کا اعتقاد رکھنا۔ اور اس کے حق میں یہ شرعی (یعنی وہابی) فیصلہ/ ۲۱۶۲/ ۱۸/۱۹-۱۱-۱۳۹۹- صادر ہوا کہ اسے حج کرنے نہ دیا جائے اور اسے اس کے ملک میں بھیج دیا جائے۔

انیسویں شب ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ کو مذکورہ بالا فیصلہ سنا کر وہابی چھوٹے قاضی نے حضور قدس سرہ کو حوالات میں رکھا اور اسی تاریخ کو دن میں آپ کو مدینہ منورہ کے جیل، بسیر علی میں بھیج دیا۔ ۲۱ر ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ جمعہ کے دن جیل میں امام کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے ایک سپاہی نے حضور قدس سرہ کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال کر جیل کے پھاٹک سے لگا کر آپ کو تیز دھوپ میں بہت دیر تک کھڑا رکھا۔ ۲ر ذی الحجہ ۹۹ھ کو محکمۂ جوازات (پاسپورٹ کے محکمہ) کا ایک سپاہی آیا۔ وہ حضور قدس سرہ کو گھسیٹتا ہوا پھاٹک پر لے گیا اور آپ کے

زور سے تھپڑ مارا جس سے حضور کے سر میں چکر آگیا اور آپ بیٹھ گئے۔ جب آپ کی طبیعت سنبھلی آپ نے "الحمد للہ" پڑھا۔

۳ر ذی الحجہ ۹۹ھ کی شام کو حضور کو مدینہ منورہ کے جیل سے مقام ترحیل جدہ منتقل کر دیا گیا۔ چھٹی شب ذی الحجہ ۹۹ھ مطابق ۲۷ر اکتوبر ۷۹ء کو حضور قدس سرہ کو جدہ سے براہ کراچی ہندوستان روانہ کر دیا گیا۔ ۶ر ذی الحجہ ۹۹ھ کو حضور قدس سرہ کراچی پہنچے اور پاکستان کا ویزا نہ ہونے کی وجہ سے کراچی ہوٹل میں بطور نظر بند قیام فرمایا۔

بتاریخ ۷ر ذی الحجہ ۹۹ھ بروز دوشنبہ بوقت پونے چار بجے سہ پہر کراچی سے روانہ ہو کر

فی لیلة الثلاثاء۔

وبعد عدة ایام حدثت حادثة جریان اطلاق النار فی المسجد الحرام بمکة المکرمة۔

ثم امر الشیخ المخدوم قدس سره ان یُرسل استفتاء فی مسئلة التوسل الی علماء البلاد الاسلامیة وان لا یُرسل فی الهند الی علماء اهل السنة بل الی الوهابیة الدیوبندیة والوهابیة الغیر المقلدین فقط۔

الاستفتاء رقم ١

وقبل ان یرسل ذلك الاستفتاء الی علماء البلاد الاسلامیة والوهابیة جاء فی استفتاء من اخینا الاستاذ محمد علی جناح الحبیبی المدرس بالجامعة الحبیبیة بالله آباد وصورته هکذا:۔

٧٨٦
٩٢

الی سماحة الشیخ الاستاذ العلامة محمد عاشق الرحمٰن القادری الحبیبی لازالت شموس جلالته بازغة رئیس المدرسین بالجامعة الحبیبیة الله آباد

ما تقولون فی ان اهل السنة یجوزون الاعتقاد بالتوسل باولیاء الله تعالیٰ قدست اسرارهم وبالانبیاء والمرسلین علیهم السلام لکن الوهابیة یجعلونه شرکا ویستدلون علی قولهم هذا؟ ما هی ادلة اهل السنة علی قولهم وکیف یرد قول الوهابیة؟

قد اخبرت انه سیرسل استفتاء فی مسئلة کون الاعتقاد بالتوسل بالانبیاء والمرسلین علیهم السلام شرکا اوعدمه الی المفتین فی الدیار الاسلامیة فی الشرق والغرب۔ ارجو ان ترسل ذلك انت نفسك ولا تفوضه الی غیرك حتی لا تتطرق الی هذا الامر ید من لا تهمه المسئولیة۔

منگل کی رات میں بمبئی تشریف لائے۔

اس کے چند ہی روز کے بعد وہ حادثہ پیش آیا جس میں مکہ مکرمہ میں واقع مسجد حرام شریف میں گولیوں کا چلنا جاری رہا۔

اس کے بعد حضور مخدوم قدس سرہ نے حکم فرمایا کہ توسل کے مسئلہ میں ایک استفتاء بلاد اسلامیہ کے علماء کو بھیجا جائے اور یہ استفتاء ہندوستان میں علماء اہلِ سنّت کو نہ بھیجا جائے بلکہ صرف دیوبندی وہابیوں اور غیر مقلد وہابیوں کو بھیجا جائے۔

استفتاء

بلاد اسلامیہ کے علماء اور وہابیہ کو اُس استفتاء کے بھیجنے سے پہلے بندہ کے پاس برادرِ طریقت مولانا محمد علی جناح صاحب حبیبی مدرس جامعہ حبیبیہ الہ آباد کا ایک استفتاء آیا۔ وہ حسب ذیل ہے :-

۷۸۶
۹۲

بخدمت سماحۃ الشیخ الاستاذ علامہ محمد عاشق الرحمٰن قادری حبیبی لازالت شموس جلالتہ بازغۃً صدر المدرسین جامعہ حبیبیہ الہ آباد۔

آپ اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ اہلِ سنّت اولیاء اللہ تعالیٰ قدست اسرارہم اور انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل کے اعتقاد کو جائز رکھتے ہیں، لیکن وہابیہ اسے شرک قرار دیتے ہیں اور اپنے اس قول پر استدلال کرتے ہیں؟ اہلِ سنّت کی اپنے قول پر کیا دلیلیں ہیں اور وہابیہ کے قول کو کس طرح رد کیا جاتا ہے؟

مجھے یہ خبر ملی ہے کہ عنقریب مشرق و مغرب کے مفتیان دیار اسلامیہ کو انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل کا اعتقاد رکھنے کے شرک ہونے یا نہ ہونے کے مسئلہ میں ایک استفتاء بھیجا جائے گا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آپ خود وہ استفتاء بھیجیں گے اور اس کام کو دوسرے کے سپرد نہ کریں گے تاکہ اس کام کی طرف کسی ایسے آدمی کا ہاتھ نہ پہنچے جسے ذمہ داری کا احساس نہ ہو۔

السائل :- محمد علی جناح الحبیبی غفرله المدرس بالجامعة الحبیبیة الله آباد

١٨ - ١٢ - ٧٩ ع

وقد قیّدت هذا الاستفتاء برقم ١-

وبعد ذلك ارسلت انا نفسی استفتاء الی علماء الدیار الاسلامیة و الوهابیة حسب امر الشیخ المخدوم وبدءت الارسال الیوم السابع والعشرین من شهر محرم سنة الف و اربعمائة المطابق للتاسع عشر من شهر دسمبر سنة تسع وسبعین بعد الف وتسعمائة م - و فرغت من الارسال فی عدة ایام -

وصورة هذا الاستفتاء هكذا :-

الاستفتاء رقم ٢

ماذا یقول علماء الدین فی المسئلتین الآتیتین :-

١ - ماهو حكم الاعتقاد بالتوسل بالانبیاء والمرسلین علیهم الصلوات والتسلیمات؟ هل هو شرك ام لا ؟

٢ - ماهو حكم المعتقد بالتوسل بالانبیاء والمرسلین علیهم الصلوات والتسلیمات؟ هل هو مؤمن ام هو مشرك ؟ و هل یعتد باعماله من الصلوة والحج وغیرهما ام لا ؟

بینوا بالكتاب والسنة والاجماع واقوال السلف ـ

المستفتی محمد عاشق الرحمٰن ع ١٤٠١ اترسئیا ـ اله آباد ٣ هند

Muhammad Ashiqurrahman, 1401, Attersuiya, Allahabad-3, U. P., INDIA

وقد قیّدت هذا الاستفتاء برقم ٢ -

ثم حضر الشیخ المخدوم قدس سره بغداد لزیارة غوث الثقلین سیدنا الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی الله تعالیٰ عنه والاولیاء العظام والعلماء الكبار الآخرین قدست اسرارهم وانا معه - فاستفتیت علماء

سائل : محمد علی جناح حبیبی غفرلہ مدرس جامعہ حبیبیہ الہ آباد

۱۸ - ۱۲ - ۶۷۹

بندہ نے اس استفتاء پر نمبر ۱ ڈال دیا ہے۔

اس کے بعد حضور مخدوم قدس سرہ کے حکم کے مطابق بندہ نے خود ایک استفتاء دیار اسلامیہ کے علماء اور وہابیہ کو بھیجا۔ اس کام کو بندہ نے ۲۷ر محرم ۱۴۰۰ھ مطابق ۱۹ر دسمبر ۱۹۷۹ء کو شروع کیا اور چند روز میں اس سے فارغ ہوا۔ یہ استفتاء حسب ذیل ہے:۔

استفتاء ۲

علماء دین ان دو مسئلوں میں کیا فرماتے ہیں:۔

۱- انبیاء و مرسلین علیہم الصلوات والتسلیمات سے توسل کا اعتقاد رکھنے کا حکم کیا ہے؟ یہ شرک ہے یا نہیں؟

۲- انبیاء و مرسلین علیہم الصلوات والتسلیمات سے توسل کا اعتقاد رکھنے والے کا حکم کیا ہے؟ یہ مؤمن ہے یا مشرک؟ اور اس کے نماز، حج وغیرہ اعمال معتبر ہیں یا نہیں؟

کتاب اللہ تعالیٰ، سنت نبویہ شریفہ، اجماع اور سلف کے اقوال سے بیان فرمائیں۔

مستفتی محمد عاشق الرحمن ۱۴۰ اترسئیا۔ الہ آباد ۳، ہندوستان

Muhammad Ashiqurrahman, 140, Attersuiya, Allahabad - 3, U. P., INDIA

اس استفتاء پر بندہ نے نمبر ۲ ڈال دیا ہے۔

اس کے بعد حضور مخدوم قدس سرہ بندہ کو ساتھ لئے ہوئے حضور غوث الثقلین سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے اولیاء عظام و علماء کبار قدست اسرارھم کی زیارت کے لئے بغداد مقدس حاضر ہوئے۔ حضور کے حکم سے بندہ نے اس مسئلہ میں علماء

بغداد ايضًا فى هذه المسئلة بامر الشيخ المخدوم قدس سره وبدءت بالعلامة عبد الكريم محمد وصورة ذلك الاستفتاء هكذا :ـ

الاستفتاء رقم ٣

فضيلة الاستاذ العلامة الشيخ عبد الكريم المحترم

المدرس والامام بمسجد الشيخ عبد القادر الجيلانى الغوث الاعظم قدس سره

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

ماهو قولكم فى المسئلة الآتية :ـ

هل التوسل بالانبياء والمرسلين عليهم السلام جائز والمعتقد به مؤمن واعماله الصالحة من الصلوٰة والحج وغيرهما معتد بها ام الاعتقاد بالتوسل بهم عليهم السلام شرك والمعتقد به مشرك واعماله المذكورة غير معتد بها؟

بينوا بالكتاب والسنة واقوال السلف.

المستفتى

محمد عاشق الرحمٰن القادرى ١٤٠٠ الحسنيا بلدة الله اباد الهند

نزيل بغداد

٨/ ١١/ ١٤٠٠هـ

وقد قيدت هذا الاستفتاء برقم ٣

وكان غرض الشيخ المخدوم قدس سره من الاستفتاء ان يظهر ان المتوسل بالانبياء عليهم السلام واولياء الله الكرام قدست اسرارهم لا يحصر فيه ومن معه بل فى اقطار العالم من يجوز الاعتقاد بالتوسل و يتوسل غير الوهابية ومن هاذى محاذاتهم فالوهابية النجدية يكفرون جميع المسلمين ويقولون اننا نحن المسلمون فالكفر لازم لهم ومن لزمه الكفر لم يجز الصلوٰة خلفه وان يظهر ان جميع الوهابية ايضًا

بغداد سے بھی استفتاء کیا اور سب سے پہلے اسے حضرت علامہ عبد الکریم محمد دامت فیوضہم القدسیہ کی خدمت میں پیش گیا۔ وہ استفتاء یہ ہے:۔

استفتاء ۳

فضیلۃ الاستاذ محترم علامہ عبد الکریم صاحب
مدرس و امام، مسجد حضور غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس مسئلہ میں جناب کیا فرماتے ہیں:۔

کیا انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل جائز ہے، اس کا اعتقاد رکھنے والا مؤمن ہے اور اس کے نماز۔ حج وغیرہ اعمال صالحہ معتبر ہیں یا آپ حضرات سے توسل کا اعتقاد رکھنا

شرک ہے، اس کا اعتقاد رکھنے والا مشرک ہے اور اس کے اعمال مذکورہ غیر معتبر ہیں؟
کتاب اللہ تعالی، سنت نبویہ شریفہ اور سلف کے اقوال سے بیان فرمائیں۔

مستفتی

محمد عاشق الرحمن قادری ۱۴۲۰ اترسئیا شہر الہ آباد، ہندوستان
نزیل بغداد

۸/ ۱۱/ ۱۴۰۰ھ

اس استفتاء پر بندہ نے نمبر ۳ ڈالا ہے۔

حضور شیخ مخدوم قدس سرہ کا استفتاء کرنے سے اس بات کا ظاہر ہو جانا مقصود تھا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام قدست اسرارہم سے توسل کرنے والے صرف آپ اور آپ کے ساتھ والوں میں منحصر نہیں ہیں بلکہ سوائے وہابیوں کے اور ان لوگوں کے جو ان کی طرح ہیں، توسل کے اعتقاد کو جائز رکھنے والے اور توسل کرنے والے اقطار عالم میں پھیلے ہوئے ہیں، تو یہ نجدی وہابی تمام مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم ہی مسلمان ہیں، لہذا انھیں کفر لازم ہے اور جس کو کفر لازم ہے اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔ اس بات کا ظاہر ہو جانا بھی آپ کا مقصود تھا کہ سارے

لايجترءون على ان يحكموا على التوسل بانه شرك .
وانا الآن اقدم جوابات العلماء الكرام على الاستفتاء رقم ٣
لغرض وقد مر ذلك الاستفتاء آنفا فلا اذكره مرة اخرى .

جوابات علماء العراق وسورية وفلسطين على الاستفتاء رقم ٣

فتوى فضيلة الاستاذ الشيخ الكبير العلامة عبد الكريم محمد المدرس والامام بالحضرة الكيلانية ببغداد مع تصديقات الشيخ محمد نمر الخطيب الفلسطيني ومولانا نوري سياب ومولانا رشيد حسن البغداديين ومولانا محمد شيخ عبد القادر من حي سليمانية الجمهورية العراقية وفضيلة الاستاذ العلامة الشيخ محمد على حماة سورية بجواز التوسل .

بسم الله الرحمن الرحيم .

الحمد لله والصلوة والسلام على سيدنا محمد رسول الله وعلى اله وصحبه واتباعه المستقيمين على دين الله . وبعد :-

وہابی بھی توسل پر شرک کا حکم کرنے کی جرأت نہیں کرتے ہیں۔

اب بندہ ایک مقصد کے تحت استفتاء نمبر ۳ پر علماء کرام کے صادر فرمائے ہوئے جوابات کو پہلے پیش کرتا ہے۔ یہ استفتاء اس سے پہلے گزر چکا ہے، لہذا اسے دوبارہ ذکر نہ کیا جائے گا۔

استفتاء نمبر ۳ پر جوابات علماء عراق و شام و فلسطین

فتویٰ فضیلۃ الاستاذ شیخ کبیر علامہ عبد الکریم محمد مدرس و امام، حضرۃ جیلانیہ (رضی اللہ تعالیٰ عن صاحبہا) بغداد مقدس مع تصدیقات شیخ محمد نمر الخطیب فلسطینی و مولانا نوری سیاب بغدادی و مولانا رشید حسن بغدادی و مولانا محمد شیخ عبد القادر، سلیمانیہ، عراق و فضیلۃ الاستاذ علامہ شیخ محمد علی حماۃ، شام کہ توسل جائز ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ واتباعہ المستقیمین علی دین اللہ وبعد:

فان التوسل بذوات الانبياء الكرام والرسل العظام عليهم الصلوة والسلام فى الحياة والممات جائز ومشروع فان التوسل نوع من مباشرة اسباب الخير وقد قرر الله سبحانه وتعالى لكل شئ سببا فان التعليم من اسباب حصول العلم و الجهاد من اسباب الفوز بالخير والفلاح والصيام والرياضة النفسية المباحثة من اسباب تصفية القلب وتزكية النفس وللانبياء والرسل الكرام جاه عظيم عند الله تعالى - قال سبحانه وتعالى وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم وقال فى شان سيدنا موسى عليه السلام وكان عند الله وجيها وحديث توسل الرسول محمد صلى الله عليه وسلم بحقه وحق الانبياء قبله فى عفو (فاطمة) ام سيدنا على كرم الله وجهه وارد مقبول وحديث اصحاب الرقيم فى كشف الصخرة عنهم وتوسلهم باعمالهم الصالحة مروى فى الصحاح وكذلك حديث تشفع الصحابى المكفوف بجاه الرسول محمد صلى الله عليه وسلم ورد بصره اليه ثابت واذا كان حادثة عمى سيدنا يعقوب تزول بمس قميص سيدنا يوسف كما نصت عليه الآية الشريفة فكيف يبقى مجال انكار للتوسل بذوات الرسل عليهم الصلوة والسلام فالتوسل بهم وبالاولياء الكرام وباعمالهم الصالحة وباعمال نفس الداعين كل ذلك حق مشروع وفيه كمال الاعتراف بالعبودية ولا ينكره الا جاهل غبى انحرف عن طريق الرشد واجماع المسلمين وما رآه[ع]

عنه قال العلامة السخاوى رحمه الله تعالى فى المقاصد الحسنة رواه احمد فى كتاب السنة من حديث ابى وائل عن ابن مسعود وهو موقوف حسن ولكن اخرجه البزار والطيالسى والطبرانى وابو نعيم فى ترجمة ابن مسعود من الحلية بل هو عند البيهقى فى الاعتقاد من وجه آخر عن ابن مسعود وقال عبد الله محمد الصديق بل هو فى المسند ايضا اقول وقد اعترف ابن قيم بصحة معناه فى كتابه الذى صنفه فى احكام الروح - ١٢

انبیا اکرام و مرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ذاتوں سے توسل کرنا آپ حضرات کی حیات ظاہری میں بھی جائز و مشروع ہے، آپ حضرات کے وصال کے بعد بھی جائز و مشروع ہے، اس لئے کہ توسل اسباب خیر کے استعمال کا ایک طریقہ ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر شئی کے لئے سبب مقرر فرما دیا ہے، اس لئے کہ تعلیم حصول علم کے اسباب میں سے ہے، جہاد خیر و عافیت اور فلاح و بہبود کے ساتھ فائز المرام ہونے کے اسباب میں سے ہے اور نفس کش صوفیانہ ریاضت تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس کے اسباب میں سے ہے۔ پھر انبیاء و مرسلین کرام کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک جاہ عظیم حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم (اور اللہ کا کام نہیں کہ انھیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو) اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی شان میں فرماتا ہے وکان عند اللہ وجیھا (اور موسیٰ اللہ کے یہاں آبرو والے ہیں) اور سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ (فاطمہ) کی بخشش کے لئے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق محمدی اور حق انبیاء سابقین سے توسل کرنے کی حدیث وارد ہے اور یہ حدیث مقبول ہے۔ اصحاب غار کے اپنے پاس سے پتھر کو ہٹانے اور اپنے اعمال صالحہ سے توسل کرنے کی حدیث صحاح میں مروی ہے۔ اسی طرح نابینا صحابی کے جاہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت طلب کرنے اور بینا ہو جانے کی حدیث ثابت ہے۔ جب سیدنا یوسف علیہ السلام کے قمیص کے چھو جانے سے سیدنا یعقوب علیہ السلام کی بینائی لوٹ آئے، جس پر نص آیت کریمہ موجود ہے، تب مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ذاتوں سے توسل کے انکار کی مجال کیسے باقی رہ سکتی ہے؟ لہذا انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل، اولیاء کرام سے توسل، اعمال صالحہ سے توسل اور خود دعاء و توسل کرنے والوں کا اپنے اعمال سے توسل، یہ سب حق ہیں، مشروع ہیں۔ اس میں عبودیت کا کمال اعتراف ہے۔ اس سے انکار نہیں کرے گا مگر جاہل، احمق، جو رشد و ہدایت کے طریق سے اور اجماع مسلمین سے منحرف ہو۔ اور جس کو مسلمان لوگ اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا

عہ علامہ سخاوی علیہ الرحمہ نے مقاصد حسنہ میں فرمایا ہے اسے امام احمد نے کتاب السنہ میں روایت کیا ہے۔ یہ ابو وائل سے مروی ہے اور انھوں نے اسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث موقوف حسن ہے۔ اسے بزار، طیالسی اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ابو نعیم نے بھی حلیہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں روایت کیا ہے۔ بلکہ اسے بیہقی نے اعتقاد میں حضرت ابن مسعود سے دوسرے طریق سے روایت کیا ہے۔ عبد اللہ محمد الصدیق نے کہا ہے بلکہ یہ مسند امام احمد میں بھی ہے۔ بندہ کہتا ہے کہ اس کے معنیٰ کی صحت کو ابن قیم نے بھی اپنی اس کتاب میں مانا ہے، جس کو اس نے احکام روح میں تصنیف کیا ہے۔ ۱۲

المسلمون حسنا فهو عند الله حسن هذا واسئل الله العصمة والتوفيق.

الامام والمدرس بالحضرة الكيلانية عبد الكريم محمد (التوقيع) ١٩/٩/١٩٨٠

محمد نمر الخطيب خطيب الحضرة الكيلانية

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الاولين والآخرين محمد وعلى آله وصحبه . وبعد :-

فان جواب الشيخ عبد الكريم محمد المدرس فى الحضرة القادرية على سؤال الشيخ محمد عاشق الرحمن صحيح ولا يعتريه شك او جدل والله الموفق.

(التوقيع) نورى سياب امام الحضرة القادرية ٢٠/٩/١٩٨٠

نؤيد الجواب للشيخ عبد الكريم

(التوقيع) رشيد حسن

انى اصدقه بما فيه

امام وخطيب بالى شيخ محمد شيخ عبد القادر (التوقيع)

بسم الله الرحمن الرحيم ، الحمد لله رب العالمين ، وافضل الصلاة و اتم التسليم ، على سيدنا محمد وآله وصحبه اجمعين ، وبعد : فان التوسل من الاسلام ولا يتعارضه مع قوله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم : اذا سألت فاسأل الله الخ فان المسئول فى كل دعاء هو الله تعالى وحده ذكرت الوسيلة ام لا. فان المتوسل يقول هكذا اللهم اشفنى ، اللهم انصرنى ، اللهم وفقنى بوجاهة سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم ، فاننا لم نسأل رسول الله النصر والشفاء و التوفيق وانما سألنا الله تعالى وحده ، واذا كان التوسل مشروعا بالاعمال الصالحة دون معارض وهى مخلوقة مع كونها لا ندرى هل تلك الاعمال مقبولة ام لا ، فكيف لا يجوز التوسل بالنبى صلى الله عليه وسلم وهو افضل مخلوق ومقبول لدى الله تعالى فى حياته وبعد وفاته باعتباره حيا وتعرض عليه اعمالنا دائما كما ورد ،

ہے۔ ھذا و اسئل اللہ العصمۃ و التوفیق۔

امام ومدرس، حضرۃ جیلانیہ عبد الکریم محمد (دستخط) ۱۹۸۰/۹/۱۹

محمد فخر الخطیب خطیب حضرۃ جیلانیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الاولین والآخرین محمد و علی آلہ وصحبہ۔ وبعد:۔

شیخ محمد عاشق الرحمٰن کے سوال پر شیخ عبد الکریم محمد مدرس حضرۃ قادریہ کا صادر فرمایا ہوا جواب صحیح ہے۔ اسے کوئی شک یا جدال لاحق نہیں ہوتا۔ واللہ الموفق۔

(دستخط) نوری سیاب امام حضرۃ قادریہ ۱۹۸۰/۹/۲۰

ہم شیخ عبد الکریم کے جواب کی تائید کرتے ہیں۔

(دستخط) رشید حسن

اس جواب کی اور ان امور کی جن پر یہ جواب متضمن ہے، میں بے شک تصدیق کرتا ہوں۔

محمد شیخ عبد القادر امام و خطیب مقام ابو شیخ (دستخط)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الحمد للہ رب العالمین، وافضل الصلاۃ واتم التسلیم، علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔ وبعد:۔

توسل اسلام میں ہے ہے۔ حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول "جب سوال کرو اللہ تعالیٰ سے سوال کرو الخ" کے ہوتے ہوئے توسل اسلام کے معارض نہیں ہے، اس لئے کہ ہر دعا میں اللہ تعالیٰ تنہا مسؤل ہے، خواہ وسیلہ کا ذکر کرو یا نہ کرو۔ توسل کرنے والا اس طرح کہتا ہے کہ "اے اللہ، جاہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے تو مجھے شفا بخش، میری مدد فرما، مجھے توفیق عطا کر۔" تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد نہیں مانگی، شفا کا سوال نہیں کیا، توفیق نہیں چاہی، بلکہ ہم نے تنہا اللہ تعالیٰ ہی سے سوال کیا۔ جب اعمال صالحہ سے توسل بغیر کسی معارض کے مشروع ہے، اور یہ اعمال مخلوق ہیں، ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ یہ مقبول ہیں یا نہیں، تو پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کیسے ناجائز ہوگا جبکہ آپ افضل الخلق ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک حیات ظاہرہ میں بھی مقبول ہیں اور وفات آنی کے بعد بھی مقبول ہیں اسلئے کہ اس عالم میں بھی آپ کی حیات کا ہونا معتبر ہے، اور آپ کے روبرو ہمارے اعمال ہمیشہ پیش ہوتے رہتے ہیں،

لذلك نؤيد جواب الشيخ عبد الكريم فيما اجاب المستفتى وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم.

خادم العلم والعلماء محمد على حماة سورية

جواب الشيخ عبد الباقى محمد نجيب القادرى البغدادى بجواز التوسل

بسم الله الرحمن الرحيم

ورد سؤال لى الوسيلة فالتوسل بالوسيلة وبحرمة الانبياء والمرسلين وارد بقوله عليه الصلاة والسلام والله اعلم.

(التوقيع) امام وخطيب جامع الشيخ سراج الدين عبد الباقى محمد نجيب القادرى شيخ الحلقة القادرية

فتوى فضيلة الاستاذ الشيخ الكبير العلامة احمد حسن الطه المدرس بكلية الشريعة فى بغداد بجواز التوسل

بسم الله الرحمن الرحيم وبه نستعين

والصلاة والسلام على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه ومتبعيه وبعد:-

فان الله تعالى هو المؤثر فى كل شئ وبناء على هذه العقيدة فلا

جیسا کہ وارد ہے، اس لئے مستفتی کے لئے شیخ عبدالکریم کے صادر فرمائے ہوئے جواب کی ہم تائید کرتے ہیں۔ وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔

خادم علم و علماء، محمد علی حماۃ، شام

جواب شیخ عبد الباقی محمد نجیب قادری بغدادی کہ توسل جائز ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ حدیث وارد ہے کہ "میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ کا سوال کرو"۔ لہٰذا حضور رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے (مومنین سے اپنے لئے وسیلہ کا سوال کرنے کیلئے) فرمان سے وسیلہ سے توسل کرنا اور حرمت انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل کرنا وارد ہے۔ واللہ اعلم

(دستخط) عبد الباقی محمد نجیب القادری، امام و خطیب جامع شیخ سراج الدین شیخ حلقۂ قادریہ۔

فتویٰ فضیلۃ الاستاذ شیخ کبیر علامہ احمد حسن الطہٰ مدرس، کلیۃ الشریعہ، بغداد کہ توسل جائز ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین

والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ ومتبعیہ۔ وبعد:۔

اللہ تعالیٰ ہی ہر شے میں مؤثر ہے۔ اس عقیدہ کی بنا پر مطلقاً انبیاء علیہم السلام اور صالحین سے

مانع شرعا فى التوسل بالانبياء عليهم الصلاة والسلام والصالحين مطلقا - بل ان التوسل لايخل بالتوحيد كما لا تخل الشفاعة بالتوحيد وبالله تعالى التوفيق وصلى الله على محمد وعلى آله وصحبه وسلم والحمد لله رب العالمين .

(التوقيع) احمد حسن الطه المدرس فى كلية الشريعة بغداد

وها اليكم الآن جوابات العلماء على الاستفتاء رقم ٢ الذى كنت ارسلت اليهم انا نفسى وقبل مر -

جوابات علماء سورية ولبنان واندونيسيا وباكستان على الاستفتاء رقم ٢

فتوى فضيلة الاستاذ الشيخ الكبير العلامة عبد الحميد طهماز المدرس والخطيب بجامع السلطان بحماة سورية بان التوسل جائز وليس بشرك بل هو مستحب مع تصديق رسمى بانه من العلماء المعتمدين فى حماة سورية -

الجمهورية العربية السورية
وزارة الاوقاف الاسلامية
مديرية اوقاف حماة
الرقم - (١١/٤)
التاريخ -

التصنيف :-
الموضوع :-
المرفقات :-

تصديق رسمى

ان مديرية اوقاف حماة تشهد بان الموقع على الكتاب المرفق هو فضيلة

توسل کرنے میں شرعاً کوئی امر مانع نہیں ہے۔ بلکہ توسل اسی طرح توحید میں مخل نہیں ہے جیسے طرح شفاعت توحید میں مخل نہیں ہے۔ وبا اللہ تعالیٰ التوفیق وصلی اللہ علی محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم والحمد للہ رب العالمین۔

(دستخط) احمد حسن الطٰہٰ مدرس، کلیۃ الشریعہ، بغداد

اب بندہ کے بھیجے ہوئے استفتاء ۲ پر علماء کے دئے ہوئے جوابات پیش کئے جارہے ہیں۔ استفتاء ۲ اس سے پہلے گذر چکا ہے۔

استفتاء ۲ پر شام، لبنان، انڈونیشیا اور پاکستان کے علماء کے جوابات۔

فتویٰ فضیلۃ الاستاذ شیخ کبیر علامہ عبد الحمید طھماز مدرس وخطیب، جامع سلطان، حماۃ، شام کہ توسل جائز ہے، شرک نہیں ہے، بلکہ یہ مستحب ہے، مع تصدیق اصولی کہ آپ حماۃ، شام کے معتمد علماء میں سے ہیں۔

شامی عربی جمہوریہ	نوع :۔
وزارت اوقاف اسلامی	موضوع :۔
محکمۂ مدیر اوقاف، حماۃ	منسلکات :۔
نمبر۔ (۲/۱۱)	
تاریخ	

تصدیق اصولی

بے شک محکمۂ مدیر اوقاف، حماۃ اس امر کی تصدیق کرتا ہے کہ منسلک مکتوب پر دستخط فرمانے والے

الاستاذ عبد الحميد طهماز خطيب ومدرس جامع السلطان بحماة وهو من السادة العلماء المعتمدين فى حماة . واشعارا بذلك نوقع .

مديرا وقاف حماة

(التوقيع)

ختم مديرية اوقاف حماة

وزارة الاوقاف الاسلامية

الجمهورية العربية السورية

٢٣/٣/١٤٠٠هـ

٩/٢/١٩٨٠م

بسم الله الرحمن الرحيم

السيد محمد عاشق الرحمن المحترم السلام عليكم ورحمة الله وبركاته وارجو لك الخير والعافية اليك جواب ماسألت عنه فى موضوع التوسل بالانبياء والمرسلين الى الله سبحانه وتعالى اثناء الدعاء جائز بل هو مستحب دلت على مشروعيته الآية الكريمة (ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما) سورة النساء الآية ٦٤ ويؤيده الحديث النبوى الشريف الذى اخرجه النسائى والترمذى وصححه ان رجلا ضريرا اتى النبى صلى الله عليه وسلم فقال: ادع الله لى ان يعافينى . قال (ان شئت دعوت وان شئت صبرت وهو خير لك) قال : فادعه فامره صلى الله عليه وسلم ان يتوضأ فيحسن وضوءه ويدعو بهذا الدعاء : (اللهم انى اسألك واتوجه اليك بنبيك محمد صلى الله عليه وسلم نبى الرحمة - يا محمد انى اتوجه بك الى ربى فى قضاء حاجتى لتقضى لى اللهم شفعه فى) وصحح هذا الحديث البيهقى ايضا وزاد فى روايته : فقام وقد ابصر . وهذا المعنى حاصل فى حياته عليه الصلاة والسلام وبعد وفاته لان فضله لم ينقطع بوفاته صلى الله عليه وسلم اذ هو الرحمة المهداة من رب العالمين لكل العالمين (وما ارسلناك

فضیلۃ الاستاذ عبدالحمید طہماز خطیب و مدرس، جامع سلطان حماۃ ہیں اور آپ حماۃ کے معتمد علماء کرام میں سے ہیں۔ اور اس امر کا اعلان کرتے ہوئے ہم دستخط کرتے ہیں۔

مدیر اوقاف، حماۃ

(دستخط)

مہر محکمۂ مدیر اوقاف، حماۃ

وزارت اوقاف اسلامی ۲۳/۳/۱۴۰۰ھ

شامی عربی جمہوریہ ۹/۲/۱۹۸۰م

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم جناب محمد عاشق الرحمٰن، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید کہ آپ خیر و عافیت کے ساتھ ہوں گے۔ موضوع توسل میں آپ نے جو سوال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے:۔ دعا کرتے کے درمیان اللہ تعالیٰ کی جانب انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل کرنا جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔ اس کے مشروع ہونے پر آیت کریمہ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاءوك فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما (اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اگر اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں) سورۂ نساء آیت ۶۴ دال ہے۔ نسائی کی روایت کردہ اور ترمذی کی روایت و تصحیح کردہ یہ حدیث نبوی شریف اس کی تائید کرتی ہے کہ ایک نابینا شخص حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اس نے کہا میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعاء فرمائیں کہ مجھے اچھا کردے۔ آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو دعاء کردوں، اور اگر تم چاہو تو صبر کرو اور یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ کہا دعاء فرمائیں اس پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو حکم فرمایا کہ اچھی طرح وضو کرے اور یہ دعاء کرے: اللهم انى اسألك واتوجه اليك بنبيك محمد صلى الله عليه وسلم نبى الرحمة۔ يا محمد انى اتوجه بك الى ربى فى قضاء حاجتى لتقضى لى اللهم شفعه فى (اے اللہ، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری جانب تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی رحمت کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں، اے حضرت محمد (صلی اللہ علیک وسلم)، میں اپنی حاجت کے پورے ہونے میں اپنے رب کی طرف آپ کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت پوری ہو۔ اے اللہ، میرے معاملے میں آپ کی شفاعت قبول فرما)، بیہقی نے بھی اس حدیث کو

الا رحمة للعلمين) سورة الانبياء قال العلامة ابن حجر الهيثمي رحمه الله في كتابه الجوهر المنظم : استعمل السلف هذا الدعاء في حاجاتهم بعد موته صلى الله عليه وسلم وقد علمه عثمان بن حنيف الصحابي وهو راوي هذا الحديث لمن كان له حاجة عند عثمان بن عفان زمن امارته بعده صلى الله عليه وسلم وفعله فقضاها - رواه الطبراني والبيهقي - وورد في حديث الثلاثة الذين دخلوا غارا فانسد عليهم بابه انهم توسلوا الى الله تعالى باعمالهم الصالحة مع كونها اعراضا فالذوات الفاضلة اولى - وحديث الغار موجود في الصحيحين وغيرهما وقال الله تبارك وتعالى (يايها الذين آمنوا اتقوا الله وابتغوا اليه الوسيلة وجاهدوا في سبيله لعلكم تفلحون) سورة المائدة ٣٦-

واخرج البخاري في صحيحه في ابواب الاستسقاء من حديث انس بن مالك ان عمر بن الخطاب رضي الله عنه كان اذا قحطوا استسقى بالعباس بن عبد المطلب فقال (اللهم انا كنا نتوسل اليك بنبينا صلى الله عليه وسلم فتسقينا وانا نتوسل اليك بعم نبينا فاسقنا) قال فيسقون واراد عمر بتوسله بالعباس ان يظهر مكانة العباس لانه عم النبي صلى الله عليه وسلم قال ابن حجر في فتح الباري : ويستفاد من قصة العباس استحباب الاستشفاع باهل الخير والصلاح واهل بيت النبوة وفيه فضل عمر لتواضعه للعباس ومعرفته بحقه -

صحیح قرار دیا ہے اور یہ زائد روایت کی ہے کہ وہ شخص اس حال میں اتھا کر بینا ہو چکا تھا۔ یہ معنی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں بھی حاصل ہیں۔ آپ کی وفات کے بعد بھی حاصل ہیں، اس لئے کہ آپ کی وفات سے آپ کا فضل منقطع نہیں ہو گیا کہ آپ تمام عالموں کیلئے رب العالمین کی جانب سے بھیجی ہوئی رحمت ہیں۔ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین (اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے عالموں کے لئے) سورۂ انبیاء۔ علامہ ابن حجر ھیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب جوہر منظم میں فرمایا ہے، حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرات سلف نے اس دعا کو اپنی حاجتوں میں استعمال فرمایا ہے۔ اس حدیث کے راوی عثمان بن حنیف صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ایسے شخص کو حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں یہ دعا سکھائی ہے جسے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی ضرورت تھی۔ اس شخص نے ایسا کیا (یعنی اسی طرح یہ دعا مانگی)، تب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکی ضرورت پوری فرما دی۔ اسے طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ وہ تین شخص جو غار میں داخل ہوئے تھے اور غار کا دروازہ ان پر بند ہو گیا تھا، انکے بارے میں آئی ہوئی حدیث میں یہ بھی وارد ہے کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی جانب اپنے اعمال صالحہ سے توسل کیا تھا، حالانکہ اعمال عرض ہیں۔ تو فضیلت والی ذاتوں سے توسل کرنا بدرجۂ اولیٰ جائز ہو گا۔ یہ حدیث غار بخاری، مسلم اور دوسری کتب حدیث میں موجود ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلہ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون (اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور اسکی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اسکی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ) سورۂ مائدہ ۲۶/۴۔

اور بخاری نے صحیح البخاری کے ابواب الاستسقاء میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت کیا ہے کہ جب لوگ قحط میں مبتلا ہوئے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے استسقاء فرمایا۔ آپ نے یہ دعا کی: اے اللہ، ہم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تیری جانب توسل کرتے تھے تو تو ہمیں سیراب کرتا تھا، ہم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکرم چچا سے تیری جانب توسل کرتے ہیں۔ تو ہمیں سیراب فرما۔ کہا لوگ سیراب ہوتے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توسل کرنے سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصود یہ تھا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ ظاہر ہو کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں فرمایا: حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس واقعہ سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اہل خیر، اہل تقویٰ اور اہل بیت نبوۃ سے شفاعت کی درخواست کرنا مستحب ہے۔ اور اس واقعہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت بھی ظاہر ہوتی ہے کہ آپ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے تواضع فرمایا اور آپ کے حق کو پہچانا۔

وهذا يدل على ان التوسل ليس شركا بل هو امر مشروع مستحب فى الدعاء وكيف يسوغ القول بانه شرك وقد فعله امير المؤمنين عمر بمحضر من الصحابة دون ان ينكر عليه واحد منهم. ويفعله يوم القيامة اهل المحشر عندما يسألون الانبياء عليهم الصلوة والسلام ليشفعوا لهم عند الله سبحانه ليريحهم من اهوال المحشر فيعتذر الانبياء عليهم السلام حتى يصلوا الى سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم فيقوم بها ويشفع الى الله سبحانه فيشفع كما صرحت بذلك احاديث الشفاعة الكبرى المروية فى الصحيحين وغيرهما. واذا كانت الشفاعة ليست شركا فالوسيلة ايضا ليست شركا لانهما بمعناها. فهى ليست سوى مكانة يتفضل الله بها على من يشاء من عباده اظهارا لفضله سبحانه على عبده، قال سبحانه فى حق موسى عليه السلام (وكان عند الله وجيها) - الانبياء - افلا يكون خاتم الرسل والانبياء وجيها عند الله سبحانه ؟!!

اسأل الله سبحانه متوسلا اليه بسيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يلهمنا رشدنا ويوفقنا لما يحبه ويرضاه لنا. اللهم آمين.

الفقير الى الله تعالى ٢٠/٢/١٤٠٠هـ

عبد الحميد طهماز

مدرس وخطيب جامع السلطان فى حماة - سوريا

مصدق مدير اوقاف حماة

٢٣ ربيع الاول ١٤٠٠هـ

ختم مديرية اوقاف حماة

(التوقيع) وزارة الاوقاف الاسلامية الجمهورية العربية السورية

یہ اس پر بھی دلالت کرتا ہے کہ توسل شرک نہیں ہے، بلکہ یہ امر مشروع ہے اور دعا کرتے وقت مستحب ہے۔ اسے شرک کہنے کی مجال کیسے ہو سکتی ہے جبکہ حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی موجودگی میں توسل فرمایا اور ان میں سے کسی نے اس پر انکار نہیں کیا اور جبکہ قیامت کے روز اہل محشر اس وقت توسل کریں گے جبکہ انبیاء علیہم السلام سے درخواست کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سفارش فرمائیں تاکہ انھیں محشر کے خوف سے راحت بخشے۔ اس پر انبیاء علیہم السلام عذر بیان فرمائیں گے یہانتک کہ وہ لوگ حضور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں گے، تب آپ شفاعت کے لئے جلوہ گر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت فرمائیں گے اور آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی، جس کی بخاری، مسلم اور دوسری کتب احادیث میں مروی شفاعت کبریٰ کی حدیثیں تصریح کرتی ہیں۔ جب شفاعت شرک نہیں ہے تو وسیلہ بھی شرک نہیں ہے، اس لئے کہ وہ اس کے معنیٰ میں ہے۔ یہ سوائے ایک مرتبہ کے اور کچھ نہیں ہے، جسے عطا فرما کر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے، اس پر مہربانی فرماتا ہے تاکہ اس بندہ پر اس کا فرمایا ہو فضل ظاہر ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں فرمایا ہے وکان عند اللہ وجیھا (اور موسیٰ اللہ کے یہاں آبرو والے ہیں) سورۂ انبیاء۔ تو کیا حضور خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نزدیک جاہ والے نہ ہوں گے؟

میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرتا ہوا اللہ تعالیٰ سے سائل ہوں کہ ہمیں رشد و ہدایت عطا فرمائے اور جس امر کو وہ محبوب رکھتا ہے اور پسند فرماتا ہے اسی کی ہمیں توفیق بخشے۔ اللھم آمین۔

۲۰/۲/۱۴۰۰ھ

اللہ تعالیٰ کی جانب محتاج
عبد الحمید طھماز
مدرس وخطیب، جامع سلطان، حماۃ، شام

تصدیق کردہ مدیر اوقاف، حماۃ
۲۳ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ
مہر محکمۂ مدیر اوقاف، حماۃ

(دستخط)
وزارت اوقاف اسلامی، شامی عربی جمہوریہ

فتوى فضيلة الاستاذ الشيخ الكبير العلامة صالح النعمان امين فتوى حماة وخطيب جامع المدفن بسوريا بان التوسل جائز وجوازه مجمع عليه بل هو مستحسن ولا دليل على قول غلاة الوهابية ان المتوسل مشرك وهم متسرعون بالتكفير والدين برئ من فعلهم هذا

الجمهورية العربية السورية

وزارة الاوقاف

ادارة الافتاء العام

والتدريس الديني

الرقم :-

بسم الله الرحمن الرحيم

الموضوع :-

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين.

من العبد الفقير اليه تعالى - امين فتوى حماة بسوريا وخطيب جامع المدفن الى السائل الاخ السيد عاشق الرحمن بولاية الله آباد بالهند تحية طيبة مباركة. وبعد فقد جاء في سؤال شرعي منكم، وقد طال عنكم الجواب لانني كنت مسافرا بالحجاز.

تسألون عن التوسل الى الله تعالى بالانبياء والمرسلين. وعن حكم من توسل. والجواب

فتویٰ فضیلۃ الاستاذ شیخ کبیر علامہ صالح النعمان، مفتی حماۃ وخطیب جامع مدفن، شام کہ توسل جائز ہے، اسکے جائز ہونے پر اجماع ہے، بلکہ یہ مستحسن ہے، غالی وہابیوں کے اس قول پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ توسل کرنے والا مشرک ہے، یہ لوگ تکفیر کرنے میں جلدی کرتے ہیں اور ان کے اس فعل سے دین بری ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شامی عربی جمہوریہ
وزارت اوقاف
ادارۂ افتاء عام
و تدریس دینی
نمبر :-

موضوع :-

الحمد للہ رب العالمین ۔ والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین ۔

اللہ تعالیٰ کے محتاج بندہ، حماۃ، شام کے مفتی اور جامع مدفن کے خطیب کی جانب سے سائل برادر دینی جناب عاشق الرحمٰن، الہ آباد، ہندوستان کے نام

سلام طیب ومبارک ۔ اس کے بعد یہ ہے کہ :- آپ کے پاس سے ایک شرعی سوال میرے پاس آیا، اور جواب میں تاخیر ہوگئی اس لئے کہ میں حجاز میں مسافر تھا ۔

آپ انبیاء ومرسلین علیہم السلام سے اللہ تعالیٰ کی جانب توسل کرنے اور توسل کرنے والے کے حکم کی بابت دریافت کرتے ہیں ۔ اور جواب :-

الحمد لله تعالى

ان التوسل الى الله تعالى بنبيه او بالاولياء والصالحين او بالاعمال الخالصة لوجهه الكريم لا مانع شرعا منه لانه تعالى قال (وابتغوا اليه الوسيلة) وقال ايضا (ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما) ولان الصحابة رضوان الله عليهم كانوا يتوسلون برسول الله صلى الله عليه وسلم كما روى ان اعمى توسل برسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ففتح عينيه. وقد اجمعت على جواز التوسل اذا صحت العقيدة واجماع الامة حجة شرعية كما قال عليه السلام . لا تجتمع امتي على ضلالة. اما ما يدعيه بعض الغلاة من الوهابية بان حكم المتوسل بانه شرك فلا دليل عليه شرعا ولا عقلا لان المتوسل لا يخرج عن قوله عليه السلام (اذا سألت فاسأل الله واذا استعنت فاستعن بالله) فهو لا يسأل الا الله ولا يستعين الا بالله. نعم يسأله بحبيب اليه من اجل استجابة دعائه وهذا مما يحبه ربنا عز وجل فكيف نحكم بشركه وهو غير مشرك وهذا مما يمقته الشرع ويبرأ منه الدين لانه ورد من كفر مؤمنا فقد كفر وقد قتل سيدنا اسامة بن زيد مشركا بعد ان قال لا اله الا الله فلما بلغ ذلك رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم انكر اشد الانكار على سيدنا اسامة فقال له اقتلته بعد ان قال لا اله الا الله فقال قالها والسيف على رأسه فكرر عليه

الحمد للہ تعالیٰ

بے شک اللہ تعالیٰ کی ذات کریم کے لئے اسکی طرف اسکے نبی کریم علیہ السلام، اولیا، و صالحین یا اعمال خالصہ سے توسل کرنے سے شرعًا کوئی مانع نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وابتغوا الیہ الوسیلۃ (اور اسکی طرف وسیلہ ڈھونڈو) اور ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما (اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اگر اے محبوب تمھارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں) اور اس لئے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرتے تھے، جیسا کہ مروی ہے کہ نابینا نے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کیا تو بینا ہو گیا۔ اور صحیح عقیدہ کے ساتھ توسل کے جائز ہونے پر اجماع ہو چکا ہے اور اجماع امت حجت شرعیہ ہے جیسا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا ہے میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ توسل کرنے والے پر حکم کرتے ہوئے بعض غالی وہابی یہ جو دعویٰ کرتے ہیں کہ اس نے شرک کیا اس پر نہ تو کوئی شرعی دلیل ہے نہ کوئی عقلی دلیل ہے اس لئے کہ توسل کرنے والا نبی کریم علیہ السلام کے قول "جب سوال کرو اللہ تعالیٰ سے سوال کرو اور جب مدد مانگو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو" سے خارج نہیں ہو جاتا ہے۔ نہ تو وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے سوال کرتا ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے مدد مانگتا ہے۔ ہاں، وہ اللہ تعالیٰ کے کسی محبوب کے وسیلہ سے اس سے سوال کرتا ہے تاکہ اسکی دعا مقبول ہو جائے اور یہ ان امور میں سے ہے جن کو رب تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔ تو ہم کیسے اس پر شرک کا حکم کریں گے جبکہ یہ مشرک نہیں ہے۔ اس فعل کو شرع شریف مبغوض و ناپسند رکھتا ہے اور دین اس سے بری ہے، اس لئے کہ یہ وارد ہے "جس نے کسی مومن کی تکفیر کی اس نے خود کفر کیا"۔ حضرت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ایسے شخص کو جو کہ مشرک تھا، اس وقت قتل کر دیا جبکہ وہ کلمہ پڑھ چکا تھا۔ حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی، آپ نے حضرت اسامہ پر بہت شدید انکار فرمایا۔ آپ نے ان سے فرمایا "تم اسے کلمہ پڑھنے کے بعد قتل کرتے ہو؟" حضرت اسامہ نے آپ سے کہا "اس نے اس وقت کلمہ پڑھا جبکہ اسکے سر پہ تلوار تھی"۔ آپ نے ان پر دوبارہ انکار فرمایا۔ تب حضرت اسامہ نے کہا "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)، اس نے تقیہ کے طور پر کلمہ پڑھا"۔ اس پر حضور نے فرمایا "کیا تم نے اس کے دل کو چیر کر دیکھ لیا تھا؟" آپ بار بار ان پر انکار فرماتے رہے یہاں تک کہ انھیں یہ تمنا ہوئی کہ کاش، اسے قتل کرنے کے بعد ہی ایمان لائے ہوتے کہ ایمان لانا

الانكار فقال يارسول الله قالها تقية فقال له هل شققت عن قلبه فما زال يكرر الانكار عليه حتى تمنى ان لم يكن امن الا بعد قتله من اجل ان يكون الايمان غفر ان اله فمن هذا الحديث وغيره نجد ان بعض الوهابية قد يتسرعون بالتكفير كما فعلوا مع مآت الالوف بالحجاز فانهم امضوا القتل فيهم وهم يقولون لا اله الا الله وكما فعل الخوارج زمن سيدنا على كرم الله وجهه فتلخص ان التوسل لا مانع منه بل هو مستحسن شرعا وانه لا يجوز اطلاق الشرك على مؤمن وذلك كما في الكتب الشرعية المعتبرة والله اعلم.

٦ جمادى الاولى ١٤٠٠ \ ٢٢ آذار سنة ١٩٨٠ امين فتوى حماة

(التوقيع)

ختم وزارة الاوقاف

دائرة محافظة حماة

فتوى فضيلة الاستاذ الشيخ الكبير العلامة الي سليمان سهيل الزبيبي امام جامع النجارين بدمشق بان الاعتقاد بالتوسل جائز وليس هو بشرك ولا كفر وان المتوسل ليس بمشرك وعباداته صحيحة.

(صحفة اولى)

بسم الله الرحمن الرحيم وصلى الله على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين اما بعد فانك قد ارسلت الينا رسالة طالبا فيها

ان کے لئے بخشش کا سبب ہو جاتا۔ اس حدیث سے اور اس کے علاوہ دوسری حدیثوں سے ہمیں یہ حاصل ہوتا ہے کہ بعض وہابی تکفیر میں جلدی کر جاتے ہیں۔ جیسا کہ ان لوگوں نے حجاز مقدس میں لاکھوں کے ساتھ کیا کہ وہ لوگ کلمہ پڑھتے تھے اور ان لوگوں نے انھیں قتل کرنا جاری کر دیا، اور جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے زمانے میں خارجیوں نے کیا۔ اس سے یہ خلاصہ نکلا کہ توسل سے کوئی امر مانع نہیں ہے، بلکہ وہ شرعاً مستحسن ہے، اور کسی مومن پر شرک کا اطلاق جائز نہیں ہے، جیسا کہ معتبر کتب شرعیہ میں ہے واللہ اعلم۔

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ ۲۲ مارچ ۱۹۸۰ء مفتی حماۃ

(دستخط)

مہر وزارت اوقاف

صوبہ حماۃ

فتویٰ فضیلۃ الاستاذ شیخ کبیر علامہ ابو سلیمان سہیل الزبیبی امام جامع النجارین دمشق کہ توسل کا اعتقاد جائز ہے، نہ وہ شرک ہے نہ کفر، اور توسل کرنیوالا مشرک نہیں ہے اور اس کی عبادتیں صحیح ہیں۔

(صفحہ اول)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ الطیبین الطاہرین ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین۔ امابعد:۔ آپ نے ہمیں ایک خط بھیجا ہے جس میں آپ نے انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے توسل کرنے کے اعتقاد

الفتوى عن الاعتقاد بالتوسل بالانبياء والمرسلين عليهم الصلاة والتسليم
ونص السؤال هل المعتقد بذلك يكون مشركا ام كافرا وهل تكون
عبادا ته من الصلوة والزكاة والحج والصوم صحيحة ام فاسدة
واردت البيان من الكتاب العزيز لانه مصدر التشريع الاول
ومن السنة الصحيحة لانها المرتبة الثانية فى الاستدلال بعد
القران الكريم فى الحجة ومن الاجماع واقوال السلف الصالح رضى
الله عنهم لانهم اقرب منا الى الفهم فهم كتاب الله وسنة
رسوله صلى الله عليه وسلم،
فاقال الجواب مستعينا بحول الله وقوته
ان الاعتقاد بالتوسل بالانبياء والمرسلين عليهم الصلوة والتسليم و
بالاولياء الصالحين المجمع على فضلهم وصلاحهم وعدلهم و
ولايتهم ايمان لاكفر وجائز عندى لامحظور وان المتوسل بهؤلاء
الى الله تعالى لتقضى حاجاته يكون مؤمنا موحدا ليس بمشرك
وتصح جميع عباداته

(صحيفة ثانية)

فمن الادلة القرانية قول الله تبارك
وتعالى (يايها الذين امنوا اتقوا الله وابتغوا
اليه الوسيلة) من المائدة اية ٣٦ جزء فقد
استدل بعض العلماء بهذه الاية على مشروعية
الاستغاثة والتوسل بالصالحين من عباد الله تعالى
وجعلهم وسيلة بين الله تعالى وبين العباد لتقضى
حاجاتهم بشرط ان يعتقد المتوسل والمستغيث بان الفعال
هو الله ليس غير فان اعتقد غير ذلك فقد كفر والعياذ بالله
تعالى ومن الادلة القرانية ايضا قول الله تبارك وتعالى
ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله و

کے بارے میں فتویٰ طلب کیا ہے ۔ سوال یہ ہے کہ :۔ کیا اس کا اعتقاد رکھنے والا مشرک ہوجائیگا
یا کافر ہوجائے گا اور کیا اسکی نماز، زکوٰۃ، حج اور روزہ کی عبادتیں صحیح ہوں گی یا فاسد ہوجائیگی
اور آپ نے کتاب اللہ شریف سے بیان چاہا ہے اس لئے کہ وہ تشریع (شریعت کے ظاہر کرنے) کا
اوّلین سرچشمہ ہے، اور صحیح سنّت نبویہ (حدیث شریف) سے، اس لئے کہ قرآن کریم کے بعد دوسرے
مرتبہ پر جس حجت شرعیہ سے استدلال کیا جاتا ہے وہ یہی ہے، اور اجماع سے،
اور سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اقوال سے اس لئے کہ کتاب اللہ تعالیٰ
اور سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سمجھنے کی طرف آپ حضرات
ہم لوگوں کی بہ نسبت قریب تر ہیں۔

تو میں اللہ تعالیٰ کی قوت وطاقت سے مدد مانگتا ہوا جواب بتاتا ہوں :۔

بے شک انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے اور جن کی بزرگی، تقویٰ، انصاف اور
ولایت پر اتفاق ہے، ان اولیاء صالحین سے توسل کرنے کا اعتقاد ایمان میں سے ہے،
کفر نہیں ہے، یہ میرے نزدیک جائز ہے، ممنوع نہیں ہے۔ اور اپنی ضرورتوں کے پورے
ہونے کے لئے آپ حضرات سے اللہ تعالیٰ کی طرف توسل کرنے والا مؤمن موحد ہے، مشرک
نہیں ہے اور اس کی تمام عبادتیں صحیح ہیں۔

(صفحۂ دوم)

قرآنی دلیلوں میں سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ قول ہے :۔ یاایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ
الوسیلۃ (اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور اسکی طرف وسیلہ ڈھونڈو) سورۂ مائدہ، آیت ۳۵، پارہ ۶
بے شک بعض علماء نے اس آیت سے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صالحین سے توسل اور استغاثہ کرنے کے
مشروع ہونے پر، اور اس شرط کے ساتھ کہ توسل کرنے والا اور استغاثہ کرنے والا یہ اعتقاد رکھے کہ
اللہ تعالیٰ ہی فعّال (مؤثر) ہے کوئی دوسرا نہیں۔ اپنی ضرورتوں کے پورے ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ
اور بندوں کے درمیان میں آپ حضرات کو وسیلہ بنانے کے مشروع ہونے پر استدلال کیا ہے۔ اگر
توسل کرنے والا یا استغاثہ کرنے والا اعتقاد مذکور کے خلاف اعتقاد رکھے تو کفر کرے۔ والعیاذ
باللہ تعالیٰ۔ قرآنی دلیلوں میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی ہے کہ :۔ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم
جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما (اور
جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اگر اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں

استغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما) من سورة النساء آية ٦٤ جزء ٥ قال ابن كثير فى تفسير هذه الآية يرشد الله تعالى العصاة والمذنبين اذا وقع منهم الخطأ والعصيان ان يأتوا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فيستغفروا الله عنده ويسألوه ان يغفر لهم فانهم اذا فعلوا ذلك تاب الله عليهم ورحمهم وغفر لهم

(صحيفة ثالثة)

ولهذا قال (لوجدوا الله توابا رحيما) وقد ذكر جماعة منهم الشيخ ابو منصور الصباغ فى كتابه الشامل الحكاية المشهورة عن العُتبى قال - كنت جالسا عند قبر النبى صلى الله عليه وسلم فجاء اعرابي فقال : السلام عليك يا رسول الله سمعت الله يقول (ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما) وقد جئتك مستغفرا لذنبي مستشفعا بك الى ربي ثم انشأ يقول

يا خير من دفنت بالقاع اعظمه
فطاب من طيبهن القاع والاكم
لنفسى الفداء لقبر انت ساكنه
فيه العفاف وفيه الجود والكرم

ثم انصرف الاعرابي فغلبتني عيني فرأيت النبي صلى الله عليه وسلم فى النوم فقال يا عتبي الحق الاعرابي فبشره ان الله قد غفر له " اهـ كلام ابن كثير وهاك دليلا من الحديث

اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں) سورۂ نساء، آیت ۶۳، پارہ ۵۔ ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے " اللہ تعالیٰ عاصیوں اور گنہگاروں کو ہدایت فرماتا ہے کہ جب خطا و عصیان سرزد ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں، آپ کے نزدیک اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں اور اس سے بخشش کا سوال کریں، اس لئے کہ جب وہ اتنا کر لیں گے اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرے گا، ان پر رحم فرمائے گا اور انھیں بخش دے گا۔

(صفحۂ سوم)

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لوجد وا اللہ توابا رحیما (ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں)۔ عتبی سے کی ہوئی مشہور حکایت کو ایک جماعت نے ذکر کیا ہے۔ ان میں سے شیخ ابو منصور صباغ ہیں جو اپنی کتاب میں اس حکایت کو لائے ہیں۔ عتبی نے کہا:- میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ایک اعرابی آیا۔ اس نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ، میں نے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوك فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما (اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اگر اے محبوب تمھارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں)۔ میں اپنے گناہ کے سبب بخشش کا سوال کرتا ہوا اپنے رب کی جانب آپ کی شفاعت کی درخواست کرتا ہوا آپ کی خدمت میں آیا ہوں۔ پھر شعر کہا:-

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمہ ٭ فطاب من طیبھن القاع والاکم

نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ ٭ فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم

(اے وہ ذات گرامی، جو ان تمام حضرات میں بہترین ہے جنکی ہڈیوں (یعنی جسموں) کو ہموار زمین میں دفن کیا گیا تو انکی خوشبو سے ہموار زمین بھی معطر ہو گئی، ٹیلے بھی معطر ہو گئے، میری جان اس قبر پر قربان ہو جسمیں آپ ہیں۔ اسی میں پارسائی ہے، اسی میں سخاوت وفیاضی ہے)

پھر وہ اعرابی لوٹ گیا۔ تب مجھے نیند آگئی۔ میں نے خواب میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا اے عتبی، اعرابی سے جا ملو، پھر اسے خوشخبری دو کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا ہے"۔

ابن کثیر کا کلام ختم ہوا۔ اور حدیث شریف سے ایک دلیل لیجئے۔ اسے ائمہ حفاظ حدیث ابن خزیمہ، نسائی، ترمذی، اور حاکم نے روایت کیا ہے۔ ابن خزیمہ نے اسے صحیح میں روایت کیا ہے (اور صحیح

الشريف. اخرج الائمة الحفاظ، ابن خزيمة فی صحیحه (وهو فی
هذا الشأن قريب من صحیح مسلم فی الدرجة) والنسائی فی کتابه،
عمل اليوم والليلة، والترمذی فی جامعه وقال حسن صحيح غريب، يعنی
بالنسبة لتفرد ابي جعفر عمير بن يزيد الخطمی المدنی ثم البصری.
وهو ثقة نص علی توثيقه النسائی وابن معين ولذلك لاتضر الغرابة
فی صحته، وابن ماجة ونقل تصحيحه عن ابي اسحاق واقره. و
الحاكم فی مستدركه وقال علی

(صحيفة رابعة)

شرط الشيخين واقره الذهبی عن عثمان بن حُنيف
انه كان عند النبی صلی الله عليه وسلم فجاءه رجل
فشكا اليه ذهاب بصره. فقال له النبی صلی الله
عليه وسلم ان شئت دعوت الله لك وان شئت صبرت
فهو خير لك، فقال يا رسول الله انه قد شق علی
فقد بصری وليس لی قائد. فامره النبی صلی
الله عليه وسلم ان ينطلق فيتوضأ ويحسن الوضوء
ويصلی ركعتين ثم يدعو بهذا الدعاء، و
لفظه عند الترمذی (اللهم انی اسألك واتوجه
اليك بنبيك محمد نبی الرحمة، يا محمد انی اتوجه
بك الی ربی فی حاجتی هذه لتقضی لی. اللهم
فشفعه فیّ) قال عثمان، فوالله ما تفرقنا ولاطال
بنا الحديث، حتی دخل علينا الرجل كانه لم
يكن به ضُر قط. فهذا حديث صحيح وهو صريح فی
امره صلی الله عليه وسلم لذوی الحاجات بالتوسل و
ندائه فی مغيبه فی حياته وبعد وفاته. وقد فهم الصحابة
منه ذلك فان امره صلی الله عليه وسلم للواحد من امته

ابن خزیمہ اس شان میں درجہ کے اعتبار سے صحیح مسلم سے قریب ہے)، نسائی نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں روایت کیا ہے، ترمذی نے اسے جامع میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، یعنی راوی ابوجعفر عمیر بن یزید خطمی مدنی ثم بصری کے تفرد کی وجہ سے (غریب ہے)، اور ابوجعفر مذکور ثقہ ہیں، ان کے ثقہ ہونے کی نسائی اور ابن معین نے تصریح کی ہے، لہذا یہ غرابت حدیث کے صحیح ہونے کو نقصان نہیں پہنچاتی ہے، اور ابن ماجہ نے اس کو روایت کیا ہے اور ابو اسحاق سے اس کا صحیح ہونا نقل کیا ہے اور اسے مانا ہے۔ اور حاکم نے اس حدیث کو مستدرک میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ

(صفحۂ چہارم)

بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے اور ذہبی نے اسے تسلیم کیا ہے۔ یہ ائمۂ حفاظ حدیث حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ ایک آدمی آپ کی خدمت میں آیا۔ اس نے آپ سے اپنی بینائی کے چلے جانے کے بارے میں عرض کیا۔ اس پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا "اگر تم چاہو تو تمھارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعاء کروں، اور اگر چاہو تو صبر کرو، یہ تمھارے لئے بہتر ہے"۔ اس آدمی نے کہا "یارسول اللہ، میری نابینائی مجھ پر بہت شاق گزر رہی اور مجھے لے چلنے والا کوئی نہیں ہے"۔ اس پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو حکم فرمایا کہ "جاؤ، اچھی طرح وضو کرو، دو رکعت نماز ادا کرو، پھر یہ دعاء پڑھو"۔ ترمذی کے نزدیک اس دعاء کے الفاظ اس طرح ہیں:۔ اللهم انی اسئلك واتوجه اليك بنبيك محمد نبی الرحمة، يا محمد انی اتوجه بك الی ربی فی حاجتی هذه لتقضی لی۔ اللهم فشفعه فیّ (اے اللہ، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی محمد نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، اے حضرت محمد صلی اللہ علیک وسلم، میں اپنی اس ضرورت کے پورے ہونے کیلئے اپنے رب کی طرف آپ کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں۔ اے اللہ میرے معاملہ میں آپ کی شفاعت کو قبول فرما)۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا "اللہ کی قسم، نہ ہم لوگ جدا ہوئے تھے اور نہ ہی ہم لوگوں کی باتوں میں دیر ہوئی تھی، وہ آدمی ہم لوگوں کے پاس اس حالت میں آیا کہ گویا اس کے کبھی نابینائی تھی ہی نہیں"۔ یہ حدیث صحیح ہے اور یہ حاجت مندوں کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کی صراحت کرتی ہے کہ وہ توسل کریں اور آپ کو پکاریں، آپکی حیات ظاہرہ میں اس وقت بھی جبکہ آپ سامنے جلوہ فرما نہ ہوں، اور آپ کی وفات آنی کے بعد بھی۔ اور بے شک صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس سے یہی سمجھے ہیں، اس لئے کہ آپ کا اپنی امت میں سے ایک کو حکم فرمانا تمام زمانوں

متوجه لكل الامة فى جميع الازمنة مالم يقم دليل على التخصيص. فكيف اذا قام الدليل على عدمه. فقد روى الطبرانى فى معجمه الكبير والصغير ان رجلا كان يختلف الى عثمان بن عفان رضى الله عنه فى حاجة له، وكان عثمان لا يلتفت اليه ولا ينظر فى حاجته، فلقى عثمان بن حنيف فشكا ذلك اليه. فقال له عثمان بن حنيف ائت الميضأة فتوضأ ثم ائت المسجد فصل فيه ركعتين ثم قل: (اللهم انى اسئلك واتوجه اليك بنبيك محمد صلى الله عليه وسلم

(صحيفة خامسة)

نبى الرحمة يا محمد انى اتوجه بك الى ربي فيقضى حاجتى) (وتذكر حاجتك) ورح الى حتى اروح معك، فانطلق الرجل فصنع ما قال له ثم اتى باب عثمان بن عفان فجاء البواب حتى اخذ بيده فادخله على عثمان بن عفان فاجلسه معه على الطنفسة اى البساط الذى يجلس عليه الامير خاصة) وقال ماحاجتك؟ فذكر حاجته فقضاها له. ثم قال: ماذكرت حاجتك حتى كانت هذه الساعة؟ وقال ما كانت لك من حاجة فائتنا. ثم ان الرجل خرج من عنده فلقى عثمان بن حنيف فقال له: جزاك الله خيرا، ما كان ينظر فى حاجتى ولا يلتفت الى حتى كلمته فى. فقال عثمان بن حنيف: والله ما كلمته، ولكن شهدتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم ...

...... وساق قصة الضرير، قال الطبرانى والحديث

میں ساری امت کے لئے متوجہ ہے جب تک تخصیص پر کوئی دلیل قائم نہ ہو ۔ تو کیا حال ہوگا جبکہ تخصیص کے نہ ہونے پر دلیل قائم ہو؟ بے شک طبرانی نے معجم کبیر اور معجم صغیر میں روایت کیا ہے کہ ایک آدمی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے بار بار جاتا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ اس کی طرف التفات کرتے تھے، نہ اس کی ضرورت کے بارے میں سوچتے تھے ۔ اس آدمی کی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی ۔ اس نے ان سے یہ بات عرض کی ۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا " تم وضوخانہ پر جاؤ ، وضو کرو ، پھر مسجد میں جاؤ، وہاں

دو رکعت نماز پڑھو ، پھر کہو :۔" اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی محمد

(صفحہ پنجم)

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں ۔ اے حضرت محمد، صلی اللہ علیک وسلم ، میں اپنی ضرورت کے پورے ہونے کے لئے اپنے رب کی طرف آپ کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں "۔ پھر اپنی حاجت کا ذکر کرو ۔ اور میرے پاس آؤ کہ میں بھی تمھارے ساتھ چلوں ۔ وہ آدمی گیا، حضرت عثمان بن حنیف نے جو کہا تھا وہ کیا، پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر آیا ۔ بواب آیا ، اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچادیا ۔ آپ نے اسے اپنے ساتھ طنفسہ (وہ گدا جس پر خاص کر امیر بیٹھتا ہے) پر بٹھایا اور فرمایا " تمھاری ضرورت کیا ہے ؟" اس نے اپنی ضرورت بتائی ۔ آپ نے اسے پورا فرمادیا ۔ پھر فرمایا " اپنی ضرورت نہیں بتائی یہاں تک کہ یہ وقت ہوگیا ؟" اور فرمایا " جب بھی تمھیں کوئی ضرورت پیش آئے ، ہمارے پاس آنا "۔ اس کے بعد وہ آدمی آپ کے پاس سے چلا آیا ۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے اس کی ملاقات ہوئی ۔ اس نے آپ سے کہا " اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے ، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری ضرورت کے بارے میں سوچتے بھی نہ تھے ، نہ ہی میری طرف توجہ فرماتے تھے ، یہانتک کہ آپ نے ان سے میرے بارے میں گفتگو کی ۔ تب حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا " اللہ کی قسم ، میں نے ان سے گفتگو نہیں کی لیکن میں نے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ " اور نابینا والا واقعہ بیان فرمایا ۔ طبرانی نے کہا " یہ حدیث صحیح ہے "۔ اسے بیہقی نے

صحيح ورواه البيهقي في دلائل النبوة بسند جيد. ✓

١٥ ابو سليمان سهيل الزبيبي امام جامع النجارين في حي الشاغور قريب من جامع الشيخ احمد السروجي قدس الله سره

جواب الشيخ حسن خالد مفتي الجمهورية اللبنانية بانه جرت الامة طبقة فطبقة على التوسل بالانبياء والصالحين احياء واموات.

دار الفتوى　　　بسم الله الرحمن الرحيم

في الجمهورية اللبنانية

بيروت

رقم ٣٥/٣

الحمد لله، والصلاة والسلام على نبي الله، محمد وصحبه ومن والاه.

✓ وقد اجاز التوسل في عصرنا هذا مفتي الدنيا شيخنا العلامة ابو اليسر عابدين فلقد ذهبنا معه الى نوى قرى في حوران مدفون هناك الشيخ محي الدين النواوي فلما ان وصلنا الى ضريحه امرنا شيخنا ابو اليسر بان نسأل الله تعالى حاجاتنا عنده وقال لنا ان الدعاء عنده مستجاب وكذلك ممن اجاز التوسل شيخنا المحدث عبد الله الهرري الحبشي الشيبي العبدري نسبة لعبد الدار. وكذا شيخنا صالح فرفور العلامة تلميذ الشيخ المحدث الاكبر بدر الدين الحسني قدس الله سره. وعلى ذلك عمل اهل الشام وكفى بهم حجة اه وصلى الله على سيدنا محمد وآله وبارك.

بھی دلائل النبوۃ میں سند جید کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ۷؎

اھ ابو سلیمان سہیل الزبیبی امام جامع النجارین، محلہ شاغورہ، نزد جامع شیخ احمد مروجی قدس اللہ تعالیٰ سرہ

جواب شیخ حسن خالد مفتی جمہوریۂ لبنان کہ انبیاء علیہم السلام اور صالحین سے حیات میں بھی اور بعد وفات بھی توسل کرنے پر یہ امت متواتر چلی۔

دار الفتویٰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جمہوریۂ لبنان

بیروت

نمبر ۴۳۵

الحمد للہ، والصلوٰۃ والسلام علی نبی اللہ، محمد وصحبہ ومن والاہ۔

۷؎ اور بے شک ہمارے اس زمانے میں ہمارے شیخ مفتی دنیا علامہ ابو الیسر عابدین نے توسل کو جائز قرار دیا ہے۔ ہم لوگ آپ کے ساتھ حوران کے گاؤں نوی گئے ہیں، جہاں شیخ محی الدین نواوی مدفون ہیں۔ جب ہم آپ کی قبر کے پاس پہنچے، ہمارے شیخ ابو الیسر نے ہمیں یہ حکم فرمایا کہ ہم آپ کی قبر کے پاس اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتوں کے پورے ہونے کے لئے سوال کریں۔ اور آپ نے ہم سے فرمایا "بے شک یہاں یہ دعا مستجاب ہوتی ہے" اسی طرح جن حضرات نے توسل کو جائز قرار دیا ہے ان میں سے ہمارے شیخ محدث عبد اللہ ہرری حبشی شیبی عبدری ہیں (قبیلہ عبد الدار کی طرف جو منسوب ہو، اسے عبدری کہا جاتا ہے ۱۲) اور اسی طرح ہمارے شیخ علامہ صالح فرفور، تلمیذ شیخ محدث اکبر بدر الدین حسنی قدس اللہ سرہ ہیں۔ اور اسی پر اہل شام کا عمل ہے اور حجت ہونے میں یہ لوگ بہت ہیں۔ اھ وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وبارک۔

جاء لفظ الوسيلة فی القراٰن فی قوله سبحانه: "یایها الذین اٰمنوا اتقوا الله وابتغوا الیه الوسیلة" وفی قوله تعالیٰ: "قل ادعوا الذین زعمتم من دونه فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا اولئك الذین یدعون یبتغون الی ربهم الوسیلة ایهم اقرب ویرجون رحمته ویخافون عذابه ان عذاب ربك کان محذورا"

یعنی جل ثناؤه بذلك "یاایها الذین صدقوا الله ورسوله فیما اخبرهم ووعدهم من الثواب واوعد من العقاب اتقوا الله، یقول: اجیبوا الله فیما امرکم ونهاکم فی الطاعة له بذلك، وحققوا ایمانکم وتصدیقکم ربکم ونبیکم بالصالح من اعمالکم، وابتغوا الیه الوسیلة یقول: واطلبوا القربة الیه بالعمل بما یرضیه، تفسیر الطبری ٦/١٣٦"

کما جاء ذکر الوسیلة فی السنة النبویة المطهرة، والاحادیث عنه علیه الصلاة والسلام معروفة ومن ذلك امره بطلب الوسیلة والفضیلة والمقام المحمود کما ثبت فی صحیح مسلم عن عبد الله بن عمرو عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال: "اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول ثم صلوا علی، فانه من صلی علی مرة صلی الله علیه عشرا ثم سلوا لی الله الوسیلة فانها درجة فی الجنة لا تنبغی الا لعبد من عباد الله، وارجو ان اکون انا ذلك العبد "فمن سال لی الوسیلة حلت علیه شفاعتی یوم القیامة"

قرآن مجید میں "وسیلہ" کا لفظ اللہ تعالیٰ کے قول یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ (اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو) اور قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا اولٰئک الذین یدعون یبتغون الی ربھم الوسیلۃ ایھم اقرب ویرجون رحمتہ ویخافون عذابہ ان عذاب ربک کان محذورا (تم فرماؤ پکارو انہیں جن کو اللہ کے سوا گمان کرتے ہو تو وہ اختیار نہیں رکھتے تم سے تکلیف کے دور کرنے اور نہ پھیر دینے کا۔ وہ مقبول بندے جنھیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تمھارے رب کا عذاب ڈر کی چیز ہے) میں آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ یہ فرماتا ہے کہ (یعنی اس کی مراد یہ ہے کہ) "اے اللہ تعالیٰ کی اور ثواب کے وعدہ اور عقاب کی وعید کی خبروں میں اس کے رسول کی تصدیق کرنے والے لوگو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو" فرماتا ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو ان کی طاعت کرنے میں جس امر کا حکم فرمایا ہے، اور جس امر سے روکا ہے اس میں اس کے امر و نہی کو مانو، اپنے اعمال صالحہ کے ساتھ اپنے رب اور اپنے نبی پر اپنے ایمان و تصدیق کو مضبوط کر لو، اور اس کی جانب وسیلہ ڈھونڈو" فرماتا ہے کہ "جس عمل کا کرنا اس کے نزدیک پسندیدہ ہے، اس عمل کے ساتھ اس کی جانب قربت ڈھونڈو" تفسیر طبری ۱۴۶/۶۔

جس طرح سنت نبویہ مطہرہ میں وسیلہ کا ذکر آیا ہے۔ اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کی ہوئی حدیثیں معروف ہیں۔ ان میں سے آپ کا وسیلہ، فضیلت اور مقام محمود طلب کرنے کا حکم ہے، جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔ آپ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "جب تم لوگ مؤذن کی اذان سنو، جس طرح وہ کہتا ہے، اسی طرح کہو، پھر مجھ پر درود بھیجو، اس لئے کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا، اللہ تعالیٰ نے اس پر دس بار رحمت نازل فرمائی، پھر میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو کہ وہ جنت میں ایک درجہ ہے جو مناسب نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ کے لئے، اور مجھے امید ہے کہ میں ہی وہ بندہ ہوؤں (اس میں تواضع ہے) تو جس نے میرے لئے وسیلہ مانگا، اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت حلال ہے"۔

وفى صحيح البخارى عن جابر عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال: "من قال حين سمع النداء" اللهم رب هذه الدعوة التامة، والصلاة القائمة، آت محمداً الوسيلة والفضيلة والدرجة الرفيعة، وابعثه مقاما محمودا الذى وعدته انك لا تخلف الميعاد حلت له شفاعتى يوم القيامة كما انه من صلى على مرة صلى الله عليه عشرا، فان الجزاء من جنس العمل" قاعدة جليلة.

واما سؤال المخلوق فلا يجب بل ولا يستحب الا فى بعض المواضع ويكون المسئول مامورا بالاعطاء قبل السؤال، واذا كان المؤمنون ليسوا مأمورين بسؤال المخلوقين فالرسول

-٢-

اولى بذلك صلى الله عليه وسلم فانه اجل قدرا، واغنى بالله عن غيره.

واما التوسل بالنبى صلى الله عليه وسلم والتوجه به فى كلام الصحابة فيريدون به التوسل بدعائه وشفاعته.

والتوسل به فى عرف كثير من المتأخرين يراد به: الاقسام به، والسؤال به كما يقسمون بغيره من الانبياء والصالحين ومن يعتقد فيه الصلاح. المرجع السابق.

واما السؤال المعظم كالسؤال بحق الانبياء فهذا فيه نزاع، المرجع السابق /ص/٥٦/ وعلى التوسل بالانبياء والصالحين احياء وامواتا جرت الامة طبقة فطبقة، وقول عمر فى الاستسقاء "وانا نتوسل اليك بعم نبينا"

اور صحیح البخاری میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، آپ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "اذان سننے پر جس نے کہا اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ اٰت محمد الوسیلۃ والفضیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ وابعثہ مقاما محمودا الذی وعدتہ انک لا تخلف المیعاد (اے اللہ، اے اس کامل دعوت اور قائم نماز کے رب، حضور رسول اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ، فضیلت اور بلند درجہ عطا فرما اور آپ کو اس مقام محمود پر بھیج جس کا تو نے آپ سے وعدہ فرمایا ہے کہ تو وعدہ کے خلاف نہیں فرماتا ہے) اس کے لئے قیامت کے روز میری شفاعت حلال ہے" جس طرح آپ نے یہ فرمایا ہے کہ "جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا اللہ تعالیٰ نے اس پر دس بار رحمت نازل فرمائی"، اس لئے کہ قاعدہ جلیلہ ہے :۔ جزاء حسن عمل سے ہے۔

لیکن مخلوق سے سوال کرنا واجب نہیں ہے، بلکہ مستحب بھی نہیں ہے مگر بعض مقامات پر، اور جس سے سوال کیا جائے وہ سوال کرنے سے پہلے عطا کرنے پر مامور ہو۔ اور جب مؤمنین مخلوقوں سے سوال کرنے پر مامور نہیں ہیں، تو حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

— ۲ —

اس معاملے میں اولیٰ ہیں اس لئے کہ آپ جلیل ترین قدر والے ہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم رہ کر اس کے غیر سے سب سے زیادہ بے نیاز ہیں۔

صحابۂ کرام کے کلام میں حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو توسل اور آپ کے وسیلہ سے توجہ وارد ہے، اس سے آپ حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا، اور آپ کی شفاعت سے توسل کو مراد لیتے ہیں۔

متاخرین میں سے بہت سے حضرات کے عرف میں آپ سے توسل کرنے کے معنی یہ ہیں :۔
آپ کی قسم اور آپ سے سوال، جس طرح دوسرے انبیاء علیہم السلام کی، صالحین کی اور جس کے صلاح و تقویٰ کا اعتقاد ہو اس کی قسم لوگوں میں رائج ہے۔ مرجع سابق۔

اور حق انبیاء علیہم السلام کے وسیلہ سے سوال کرنے ایسے سوال معظم میں اختلاف ہے، مرجع سابق (ص ۵۶) اور انبیاء علیہم السلام اور صالحین سے حیات میں بھی اور بعد وفات بھی توسل کرنے پر یہ امت متواتر چلی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول "اور ہم تیری جانب اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سے توسل کرتے ہیں" حضرات صحابہ کرام کے توسل پر نص ہے

نص على توسل الصحابة، وفيه انشاء التوسل بشخص العباس رضى الله عنه
والخلاف ينحصر في جواز التوسل بالميت او عدمه»
والله اعلم»

بيروت في ٧ ذى القعدة ١٤٠٠هـ ختم
و ١٦/ ٩/ ١٩٨٠م مفتى الجمهورية اللبنانية وما توفيقى الا بالله
(التوقيع) بسم الله الرحمن الرحيم
(الشيخ حسن خالد)

فتوىٰ فضيلة الاستاذ الحاج احمد شيخو رئيس المجلس المركزى لاتحاد المبلغين بجاكرتا بان التوسل جائز.

المجلس المركزى
لاتحاد المبلغين

الذين يبلغون رسلت الله ويخشونه ولايخشون
احدا الا الله، وكفى بالله حسيبا. (الاحزاب ٣٩)
ادع الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة
وجادلهم بالتى هى احسن (النحل ١٢٥)

P.P. ITTIHADUL MUBALLIGHIN
Jl. S. Parman No 68A Slipi Telp. 593480
اتحاد المبلغين Jakarta Barat

الرقم: ٢٤٩/ اتحاد/ ١٤٠٠هـ
التاريخ: ١٩ ربيع الاول ١٤٠٠هـ

حضرة محمد عاشق الرحمٰن
١٤٠ اتورسئيا - الله آباد - ٣
الهند

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

اور اس میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات سے توسل کا کرنا پایا جاتا ہے۔
اور میت سے توسل کرنے کے جائز ہونے یا ناجائز ہونے میں اختلاف منحصر ہے۔
واللہ اعلم

بیروت، ۷ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ
۱۶/۹/۱۹۸۰ء

مہر
مفتی جمہوریۂ لبنان
(دستخط)
(شیخ حسن خالد)

وما توفیقی الا باللہ
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتویٰ فضیلۃ الاستاذ الحاج احمد شیخو رئیس مجلس مرکزی، اتحاد المبلغین، جاکرتا کہ توسل جائز ہے۔

مجلس مرکزی
اتحاد المبلغین
P.P. ITTIHADUL MUBALLIGHIN
Jl. S. Parman No 66A Slipi Telp. 592480
اتحاد المبلغین Jakarta Barat

الذین یبلغون رسٰلٰت اللہ ویخشونہ ولا یخشون احدا الا اللہ وکفیٰ باللہ حسیبا۔ (احزاب ۳۹)
ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن ۵ (نحل ۱۲۵)

نمبر:- ۲۲۹ / اتحاد / ۱۴۰۰ھ
تاریخ:- ۱۹ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

حضرت محمد عاشق الرحمٰن
۱۴۰ اتر سنڈیا۔ الہ آباد ۳
ہندوستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اشارة الى خطابكم المورخ ١٤٠٠/٢/١هـ بشأن حكم الوسيلة، اسمحوا لى ان ارسل اليكم الجواب من قبل رئيس اتحاد المبلغين بارك الله جهودكم فى خدمة الاسلام وامدنا جميعا بتوفيقه.

جاكرتا.

المجلس المركزى

ختم لاتحاد المبلغين

ITTIHADUL MUBALLIGHIN

اتحاد المبلغين

PIMPINAN PUSAT

الرئيس

(التوقيع)

(الحاج احمد شيخو)

تحقيق معنى الوسيلة والفضيلة والمقام المحمود.

الوسيلة: قال اللغويون هى ما يتقرب به الى الملك الكبير يقال توسلت اى تقربت ويطلق على المنزلة العلية كما صرح به قوله فانها منزلة فى الجنة ويمكن ردها الى الاول بان الواصل الى تلك المنزلة قريب من الله فكان كالقربة التى يتوصل بها.

وقد اختلف المفسرون فى قوله تعالى "وابتغوا اليه الوسيلة" على قولين:

-١- احدهما: انها القربة وهو محكى عن ابن عباس ومجاهد وعطاء والفراء، وقال قتادة: تقربوا اليه بما يرضيه. وقال ابوعبيدة: توسلت اليه واختاره الواحدى والبغوى والزمخشرى فقال التوسل الى الله تعالى بنبيه صلى الله عليه وسلم.

-٢- والثانى: انها المحبة اى تحببوا الى الله حكاه الماوردى وابوالفرج عن ابى زيد وهو راجع الى المعنى الاول، القول البديع

وسیلہ کے حکم سے متعلق آپ کے مورخہ ۱/۲/۱۴۰۰ھ کے خط کے حوالہ سے۔ مجھے اجازت دیجیئے کہ رئیس اتحاد المبلغین کی جانب سے آپ کو جواب بھیجوں۔ اللہ تعالیٰ اسلام کی خدمت میں آپ کی مشقتوں کو مبارک فرمائے اور ہم سب کو زائد سے زائد توفیق بخشے۔

جاکرتا

مجلس مرکزی

اتحاد المبلغین

مہر

ITTIHADUL MUBALLIGHIN

اتحاد المبلغین

PIMPINAN PUSAT

رئیس

(دستخط)

(الحاج احمد شیخو)

وسیلہ، فضیلت اور مقام محمود کے معنیٰ کی تحقیق

وسیلہ: لغویین نے کہا یہ وہ ہے جس سے بادشاہ عظیم کی طرف قربت حاصل کی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے "توسلت" یعنی "میں نے تقرب کیا" بلند منزلت پر بھی اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول تصریح کرتا ہے کہ وہ جنت میں ایک منزلت ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس معنیٰ کو معنیٔ اول کی طرف اس طرح لوٹایا جائے کہ اس منزلت کی طرف پہنچنے والی ذات اللہ تعالیٰ سے قریب ہے، تو وہ اس قربت کی طرح ہے جس سے پہنچا جاتا ہے۔

مفسرین اللہ تعالیٰ کے قول "وابتغوا الیہ الوسیلۃ" (اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو) کے بارے میں دو مختلف قولوں پر ہیں:۔

۱۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ:۔ یہ قربت ہے۔ اس کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، مجاہد، عطاء و فراء سے حکایت کی گئی ہے۔ قتادہ نے کہا:۔ اللہ تعالیٰ کی جانب اس سے قربت ڈھونڈو جو اسے پسند ہو۔ ابو عبیدہ نے کہا:۔ میں نے اس کی طرف توسل کیا اور اسی کو واحدی، بغوی اور زمخشری نے اختیار کیا۔ کہا یہ اللہ تعالیٰ کی جانب اس کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل ہے۔

۲۔ دوم :۔ یہ محبت ہے، یعنی اللہ تعالیٰ سے محبت کرو۔ اسے ماوردی اور ابو الفرج نے ابن زید سے حکایت کیا ہے اور یہ معنیٔ اول کی طرف راجع ہے۔ (القول البدیع

للحافظ شهاب الدين محمد بن عبد الرحمن بن ابي بكر السخاوى المتوفى فى المدينة سنة ٩٠٢ هـ.

فى التوسل والاستعانة والتشفع بالنبى صلى الله عليه وسلم

اعلم انه يجوز ويحسن التوسل والاستعانة والتشفع بالنبى صلى الله عليه وسلم الى ربه سبحانه وتعالى وجواز ذلك وحسنه من الامور المعلومة لكل ذى دين المعروفة من فعل الانبياء والمرسلين وسير السلف الصالحين والعلماء والعوام من المسلمين ولم ينكر احد ذلك من اهل الاديان ولا سمع به فى زمن من الازمان حتى جاء ابن تيمية وتكلم فى ذلك بكلام يلبس فيه على الضعفاء. وابتدع مالم يسبق اليه فى سائر الاعصار فى الحكاية عن مالك فان فيها قول مالك للمنصور: استشفع به.

وحسبك ان انكار ابن تيمية للاستغاثة والتوسل قول لم يقله عالم قبله وصار به بين اهل الاسلام مثلة.

واقول ان التوسل بالنبى صلى الله عليه وسلم جائز فى كل حال قبل خلقه وبعد خلقه فى مدة حياته فى الدنيا وبعد موته فى مدة البرزخ وبعد البعث فى عرصات القيامة والجنة وهو على ثلاثة انواع:

النوع الاول: ان يتوسل به بمعنى ان طالب الحاجة يسأل الله تعالى به او بجاهه او ببركته فيجوز ذلك فى الاحوال الثلاثة. وقد ورد فى كل منها خبر صحيح.

اما الحالة الاولى قبل خلقه فيدل على ذلك آثار الانبياء

تصنیف حافظ حدیث شہاب الدین محمد بن عبدالرحمن بن ابو بکر سخاوی ، جن کی مدینہ منورہ میں ۹۰۲ھ میں وفات ہوئی)۔

توسل، استعانت اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے سوال کے بارے میں

جان لو کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے رب تعالیٰ کی طرف توسل کرنا ، مدد مانگنا اور آپ کی شفاعت کا سوال کرنا جائز اور حسن ہے ۔ اس کا جواز اور حُسن ان امور میں سے ہے جن کو ہر ایک دین دیکھنے والا جانتا ہے اور جو انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے فعل سے ، سلف صالحین کی سیرت سے اور علماء و مسلم عوام سے معلوم ہیں ۔ اہل ادیان میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا ، نہ ہی زمانوں میں سے کسی زمانے میں اس کا انکار سنا گیا ، یہاں تک کہ ابن تیمیہ آیا اور اس پر ایسا کلام کیا جو کمزور لوگوں پر اس کے عیب کو چھپادے ۔ اور حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حکایت کرنے کے بارے میں ایسی بدعت کی جس کی طرف تمام زمانوں میں اس سے پیشتر کوئی نہ گیا ، اس لئے کہ اس حکایت میں منصور کے لئے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمایا ہوا یہ قول ہے کہ :-
آپ سے (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے) شفاعت کی درخواست کرو ۔

تمہارے لئے اتنا بہت ہے کہ ابن تیمیہ کا استعانت اور توسل سے انکار ایک ایسا قول ہے جس کو اس سے پہلے کسی عالم نے قبول نہیں کیا اور ابن تیمیہ اپنے اس انکار سے اہل اسلام کے درمیان نکٹ کنکٹ ہو گیا ۔

اور میں کہتا ہوں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرنا ہر حال میں جائز ہے ۔ آپ کی پیدائش سے پہلے بھی ، پیدائش کے بعد بھی ، دنیوی حیات ظاہرہ کے زمانے میں بھی ، وفات آنی کے بعد مدتِ برزخ میں بھی ، بعث کے بعد میدان قیامت میں بھی اور جنت میں بھی ۔

اور یہ توسل تین قسموں پر ہے :-

قسم اول یہ ہے کہ :- آپ سے توسل اس معنیٰ میں کیا جائے کہ ضرورت کے پورے ہونے کا طالب آپ کی ذات کریم کے وسیلہ سے ، آپ کے جاہ عظیم کے وسیلہ سے یا آپ کی برکت کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے سوال کرے ۔ یہ تینوں حالتوں میں جائز ہے ۔ ان میں سے ہر ایک کے بارے میں حدیث صحیح وارد ہے ۔ پہلی حالت میں یعنی آپ کی پیدائش سے قبل توسل :- اس برگزشتہ

الماضين صلوات الله وسلامه عليهم اجمعين. اقتصرنا منها على ما تبين لنا صحته وهو ما رواه الحاكم ابو عبد الله بن البيع فى المستدرك على الصحيحين او احدهما.

- ٢ -

عن عمر بن الخطاب رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا رب اسألك بحق محمد صلى الله عليه وسلم فقال الله عز وجل يا آدم وكيف عرفت محمدا ولم اخلقه قال يا رب لانك لما خلقتني بيدك ونفخت فيّ من روحك رفعت رأسي فرأيت على قوائم العرش مكتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله فعرفت انك لم تضف اسمك الا احب الخلق اليك، فقال الله صدقت يا آدم انه لاحب الخلق الىّ اذ سألتني بحقه فقد غفرت لك، ولولا محمد ما خلقتك. قال الحاكم هذا صحيح الاسناد ورواه البيهقى ايضا فى دلائل النبوة وذكره الطبرانى وزاد فيه وهو آخر الانبياء من ذريتك وذكر الحاكم مع هذا الحديث ايضا عن ابن عباس. والحديث المذكور لم يقف عليه ابن تيمية بهذا الاسناد ولا بلغه ان الحاكم صححه ولو بلغه ان الحاكم صححه لما قال ذلك.

ولا فرق فى هذا المعنى بين ان يعبر عنه بلفظ التوسل او الاستغاثة او التشفع او التجوه والداعى بالدعاء المذكور وما فى معناه متوسل بالنبى صلى الله عليه وسلم لانه جعله وسيلة لاجابة الله دعاءه ومستغيث به والمعنى انه

انبیاء کرام صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کے بارے میں وارد حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔ ہم نے ان میں سے صرف اس پر اقتصار کیا جس کی صحت ہمارے لئے ظاہر ہے۔ یہ وہ ہے جسے حاکم ابو عبداللہ بن البیع نے "المستدرک علی الصحیحین او احدھما" میں روایت کیا ہے۔

***

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرمایا حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ (حضرت آدم علیہ السلام نے عرض فرمایا) اے رب، میں حق محمدی علی صاحبہ الصلوٰۃ و السلام کے وسیلے تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم، تم نے کیسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پہچانا جبکہ میں نے ابھی ان کو (اس عالم میں) پیدا ہی نہیں کیا ہے۔ آپ نے عرض فرمایا یہ اس لئے کہ جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور اپنی جانب سے روح شریف کو مجھ میں ڈالا، میں نے اپنا سر اٹھایا۔ میں نے قوائم عرش پر یہ لکھا ہوا دیکھا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ تب میں نے یہ جانا کہ تو نے اپنے نام پاک کے ساتھ کسی کے نام کا اضافہ نہیں فرمایا مگر اس ذات کریم کے نام پاک کا جو ساری مخلوقات میں سے تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم، تم نے سچ کہا، بے شک وہ ساری مخلوقات میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ جب تم نے مجھ سے حق محمدی (علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) کے وسیلہ سے سوال کیا، میں نے تمھیں بے شک بخش دیا۔ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں تمھیں پیدا ہی نہ کرتا۔ حاکم نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ اسے بیہقی نے بھی دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے۔ طبرانی نے بھی اسے ذکر کیا ہے اور اس روایت میں اتنا زائد ہے کہ "وہ انبیاء علیہم السلام میں سے جو کہ تمھاری ذریت میں سے ہوں گے، آخری نبی ہیں۔" حاکم نے اس حدیث کے ساتھ یہ بھی ذکر کیا ہے کہ "یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مروی ہے۔" ابن تیمیہ اس سند کے ساتھ حدیث مذکور پر واقف نہ تھا۔ نہ ہی اسے یہ خبر پہنچی کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اگر اسے یہ بات پہنچتی کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، تو ایسا نہ کہتا۔ اس معنیٰ میں اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ اسے "توسل" کے لفظ سے تعبیر کیا جائے، یا "استعانت" کے لفظ سے، یا "تشفع" کے لفظ سے، یا "تجوہ" کے لفظ سے۔ اور مذکور دعاء کے ساتھ، یا جو اس کے معنیٰ میں ہے اس کے ساتھ، دعاء کرنے والا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرنے والا ہے، اس لئے کہ اس نے آپ کو وسیلہ بنایا کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعاء کو قبول فرمائے، اور وہ آپ کے ساتھ استغاثہ کرنے والا ہے۔ معنیٰ یہ ہیں کہ اس نے اپنے مقصد میں آپ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی۔ یہاں لفظ نبی پر اور اسکی

استغاث الله به على ما يقصده فالباء ههنا للسببية وقد ترد للتعدية كما يقول استغاث به فاغثه ومستشفع به ومتجوه به ومتوجه فان التجوه والتوجه راجعان الى معنى واحد. والمقصود جواز ان يسأل العبد الله تعالى بمن يقطع ان له عند الله قدرا او رتبة ولا شك ان النبى صلى الله عليه وسلم له عند الله قدر على ومرتبة رفيعة وجاه عظيم.

ولسنا فى ذلك سائلين غير الله تعالى ولا داعين الا اياه ويكون ذكر المحبوب او التعظيم سببا للاجابة كما فى الادعية المأثورة واسألك بانك انت الله واسألك بكل اسم لك واسألك باسمائك واسألك بانك انت واعوذ برضاك من سخطك واسألك بحق السائلين.

وحديث الغار الذى فيه الدعاء بالاعمال الصالحة وهو فى الاحاديث الصحيحة المشهورة.

الحالة الثانية: المتوسل به بذلك النوع بعد خلقه صلى الله عليه وسلم فى مدة حياته فمن ذلك ما رواه الترمذى فى جامعه فى كتاب الدعوات عن عثمان بن حنيف ان رجلا ضرير البصر اتى النبى صلى الله عليه وسلم فقال ادع الله ان يعافينى فقال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فهو خير لك قال فادعه قال فامره ان

طرف راجع ضمیر پر داخل) "ب" سببیت کے لئے ہے۔ اور کبھی یہ "ب" تعدیت کے لئے بھی آتی ہے، جیسے آدمی کہتا ہے "استغاث بہ فاغاثہ" (اس نے اس سے مدد مانگی تو اس نے اس مدد مانگنے والے کی مدد کی)، اور "مستشفع بہ" (وہ اسکی شفاعت دوسرے کی طرف مانگنے والا ہے)۔ اور "متجوہ بہ" (وہ اسکے وسیلہ سے دوسرے کی طرف متوجہ ہے) اور "متوجہ بہ" (وہ اسکے وسیلہ سے دوسرے کی طرف توجہ کرنیوالا ہے) اس لئے کہ تجوہ اور توجہ دونوں ایک ہی معنی کی طرف راجع ہیں۔ مقصود یہ ہے کہ بندہ کا ایسی ذات کے وسیلہ سے جس کے بارے میں اسے یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی قدر یا منزلت ہے، اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا جائز ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضور نبی کریم علیہ السلام کو اعلیٰ قدر، بلند مرتبت اور جاہ عظیم حاصل ہے۔

اس میں ہم غیر اللہ سے سوال کرنے والے نہیں ہیں، نہ ہی غیر اللہ سے دعاء کرنے والے ہیں۔ محبوب کا ذکر یا تعظیم تو صرف اجابتِ دعاء کے سبب ہوتی ہے، جیسا کہ ماثور دعاؤں میں ہے:۔ واسألك بانك انت الله واسألك بكل اسم لك واسألك باسمائك واسألك بانك انت واعوذ برضاك من سخطك واسألك بحق السائلين (میں اس کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے، میں تیرے ہر نام پاک کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں، میں تیرے ناموں پاک کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں، میں اس کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو تو ہے۔ میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کے وسیلہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ میں سوال کرنے والوں کے حق کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں)۔

اور جیسا کہ اس حدیث غار میں ہے جس میں اعمال صالحہ کے وسیلہ سے دعاء ہے اور یہ حدیث مشہور احادیث صحیحہ میں ہے۔

دوسری حالت میں یعنی اسی قسم پر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی پیدائش کے بعد آپ کی حیات ظاہرہ کی مدت میں توسل:۔ اس میں سے یہ حدیث ہے جس کو ترمذی نے جامع کی کتاب الدعوات میں حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:۔ ایک نابینا آدمی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے کہا "اللہ تعالیٰ سے دعاء فرمائیں کہ مجھے صحت بخشے"۔ آپ نے فرمایا "اگر تم چاہو تو دعاء کر دوں، اور اگر چاہو تو صبر کرو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے"۔ اس نے کہا "دعا فرمائیں"۔ راوی نے کہا

يتوضأ فيحسن وضوءه ويدعو بهذا الدعاء، اللهم انى اسألك واتوجه اليك بنبيك محمد نبى الرحمة يا محمد

- ٣ -

انى توجهت بك الى ربى فى حاجتى ليقضى لى اللهم شفعه فى. قال الترمذى حديث حسن صحيح غريب ورواه النسائى فى عمل اليوم الليلة واخرجه ابن ماجة فى الصلاة ورأيناه فى دلائل النبوة للحافظ ابي بكر البيهقي فى كتاب الدعوات باسناد صحيح عند روح بن عبادة عن شعبة قال ففعل الرجل فبرأ ورواه ابن خزيمة وقال الحاكم صحيح على شرط البخارى ومسلم.

الحالة الثالثة ان يتوسل بذلك بعد موته صلى الله عليه وسلم لما رواه الطبرانى فى المعجم الكبير فى ترجمة عثمان بن حنيف امر رجلا ان يدعو بالدعاء السابق فى حاجته ونص قوله تعالى "ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما" الآية صريحة فى التوسل بمن له نسبة من النبى صلى الله عليه وسلم كما كان عمر بن الخطاب رضى الله عنه اذا قحط استسقى بالعباس بن عبد المطلب رضى الله عنه ويقول اللهم انا كنا اذا قحطنا توسلنا اليك بنبينا فتسقينا وانا نتوسل اليك

تب آپ نے اسے حکم فرمایا کہ اچھی طرح وضوء کرے اور یہ دعا مانگے :- اللھم انی اسألك واتوجه الیك بنبیك محمد نبي الرحمة یا محمد

- ۳ -

انی توجهت بك الی ربي فی حاجتی لیقضی لی اللھم شفعه فیّ (اے اللہ، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی رحمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے توجہ کرتا ہوں، اے حضرت محمد صلی اللہ علیک وسلم. میں اپنی ضرورت کے پورے ہونے میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا، اے اللہ، میرے معاملے میں آپ کی شفاعت کو قبول فرما) ـــــ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اسے نسائی نے "عمل الیوم واللیلة" میں روایت کیا ہے۔ ابن ماجہ نے اسے کتاب الصلوٰۃ میں روایت کیا ہے۔ ہم نے اس حدیث کو حافظ حدیث ابوبکر بیہقی کی "دلائل النبوۃ" کی کتاب الدعوات میں سند صحیح کے ساتھ دیکھا ہے۔ اس میں یہ روح بن عبادہ سے مروی ہے، اور انھوں نے اسے حضرت شعبہ سے روایت کیا ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ تب اس آدمی نے ایسا کیا اور اچھا ہوگیا۔ اسے ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور حاکم نے اس حدیث کو روایت کرکے یہ کہا ہے کہ یہ بخاری اور مسلم کی شرط پہ صحیح ہے۔

تیسری حالت میں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ظاہرہ کے بعد آپ سے اسی طرح توسل، اس لئے کہ طبرانی نے معجم کبیر میں ترجمہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ آپ نے ایک آدمی کو اس کی اپنی حاجت میں مذکورہ دعاء مانگنے کے لئے حکم کیا۔ اور نص قرآنی ہے :- " ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما" (اور جب وہ اپنی جانوں پہ ظلم کریں تو اگر اے محبوب تمھارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں)۔ یہ آیت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت رکھنے والے سے توسل کرنے کے بارے میں صریح ہے، جیسے قحط کے زمانے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے وسیلہ سے استسقاء فرمایا تھا۔ آپ یہ دعاء فرماتے تھے کہ " اے اللہ، ہم قحط کے زمانے میں تیری طرف اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرتے تھے تو تو ہمیں سیراب فرماتا تھا۔

يعم نبينا محمد صلى الله عليه وسلم فاسقنا قال فيسقون رواه البخارى - انتهى - من كتاب القول البديع للسخاوى المتوفى سنة ٩٠٢ﻫ ملخصا من كتاب تحفة الذاكرين شرح الشوكانى على كتاب الحصن الحصين من كلام سيد المرسلين وكتاب شفاء السقام فى زيارة خير الانام للشيخ المحدث تقى الدين السبكى الشافعى المتوفى سنة ٧٥٦ﻫ

ختم المجلس المركزى لاتحاد المبلغين

ITTIHADUL MUBALLIGHIN

اتحاد المبلغين

PIMPINAN PUSAT

فتوى الشيخ العلامة المفتى محمد عبد القيوم القادرى الهزاروى الباكستانى من شيوخ الجامعة النظامية الرضوية بلاهور بان التوسل جائز بل هو مطلوب شرعا فاستحال ان يكون شركا وان المعتقد به مؤمن وليس بمشرك واعماله مقبولة وان من جعل التوسل شركا والمعتقد به مشركا فقد كذب الله والرسول والصحابة والاسلاف وهو خارج من جماعة المسلمين وهو غال

اور ہم تیری طرف اپنے نبی مکرم حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مکرم چچا سے توسل کرتے ہیں، تو ہمیں سیراب فرما۔" فرمایا تب سیراب ہوتے تھے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔ انتھیٰ۔ یہ کتاب "القول البدیع" تصنیف سخاوی متوفیٰ ۹۰۲ھ سے ماخوذ ہے جیسا کہ "الحصن الحصین من کلام سید المرسلین" پر شوکانی کی لکھی ہوئی شرح "تحفۃ الذاکرین"، اور شیخ محدث تقی الدین سبکی شافعی متوفیٰ ۷۵۶ھ کی "شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام" سے ملخص ہے۔

مہر مجلس مرکزی، اتحاد المبلغین

ITTIHADUL MUBALLIGHIN

اتحاد المبلغین

PIMPINAN PUSAT

فتویٰ شیخ علامہ مفتی محمد عبد القیوم قادری ہزاروی پاکستانی، جامعہ نظامیہ رضویہ۔ لاہور کہ توسّل جائز ہے۔ بلکہ شرعاً مطلوب ہے، تو یہ محال ہے کہ وہ شرک ہو، توسل کا معتقد مؤمن ہے، مشرک نہیں ہے، اس کے اعمال مقبول ہیں، جس نے توسّل کو شرک قرار دیا اور توسّل کے معتقد کو مشرک کہا اس نے بیشک اللہ تعالیٰ، حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرات اسلاف کی تکذیب کی، وہ مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہے، اس میں غلو ہے، وہ دین کے معاملے میں تشدید کرنے والا ہے، یہ لازم ہے کہ اس میں خارجیوں کی خاصیت ہو اور یہ بھی لازم ہے کہ

ومشدد فی الدین ویلزمه ان یکون فیه خواص الخوارج

ویلزمه ان یکون ضالاً ولیعلم ان للشیخ المذکور جوابا

آخر علی هذ الاستفتاء اخصر من الجواب الآتی ولا نذکره

لان الجواب الآتی متضمن علی مافیه لکنه علینا ان نذکر ان

علی جوابه المختصر تصدیق الشیخ العلامة المفتی محمد

عبد الحکیم شرف القادری وعلیه ختم الجامعة

النظامیة الرضویة۔

الجواب وهو الموفق للصواب

بسم الله الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذی جعل التوسل من خصائص خلقه وهو المنزه عن ان یکون وسیلة و الصلوٰة والسلام علی سید الخلق وهو للخلق وسیلة وآله وصحبه وهم الذین اتخذوه وسیلة۔

اما بعد فالاعتقاد بالتوسل بالانبیاء والمرسلین بل بالصالحین حق ثابت بکتاب الله تعالیٰ و سنة رسول الله صلی الله علیه و سلم و اجماع الصحابة ومن قال انه شرك فهو جاهل

وہ گمراہ ہو۔ جاننا چاہیئے کہ شیخ مذکور کا اسی استفتاء پر ایک دوسرا جواب ہے جو آنے والے جواب کی بہ نسبت مختصر ہے۔ لیکن ہم اُس جواب کو اس لئے نہیں ذکر کریں گے کہ آنے والا جواب اس کے مضمون پر متضمن ہے۔ ہاں، یہ ذکر کر دینا ہمارے لئے ضروری ہے کہ اُس مختصر جواب پر شیخ علامہ مفتی محمد عبد الحکیم شرف قادری کی تصدیق اور جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کی مہر ہے۔

الجواب وھو الموفق للصواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل التوسل من خصائص خلقہ وھو المنزہ عن ان یکون وسیلۃ والصلوٰۃ والسلام علی سید الخلق وھو للخلق وسیلۃ وآلہ وصحبہ وھم الذین اتخذوہ وسیلۃ

اما بعد :۔ انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے، بلکہ صالحین سے توسل کرنے کا اعتقاد حق ہے۔ یہ کتاب اللہ تعالیٰ، سنت حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اجماع سے ثابت ہے۔ جس نے یہ کہا کہ وہ شرک ہے، وہ جاہل ہے یا گمراہ و گمراہ گر ہے۔ اس لئے کہ توسل شرعاً مطلوب ہے اور حسن ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مامور بہ ہے۔ تو یہ کیسے شرک ہوگا؟

اوضال ومضل لان التوسل مطلوب وحسن شرعا بل هو مامور به من الله فكيف يكون شركا والشرك قبيح لذاته والامر من الله يقتضى حسن المامور به فما هو حسن يستحيل ان يكون قبيحا لذاته فناسب لنا ان نظهر ماخفى عليهم .

فاقول اوّلا التوسل لغة جعل الشئ وسيلة وتسببا لحصول المقصد وفى اصطلاح الشرع جعل الشئ الذى له عند الله قدر ومرتبة وسيلة لاجابة الدعاء فما له قدر ومنزلة عند الله فالتوسل به جائز وحسن ذاتا كان او عملا صالحا .

لا شك ان الانبياء والمرسلين والمسلمين الصالحين لهم عند الله قدر ومنزلة قد قال الله تعالى تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كلم الله ورفع بعضهم درجٰت (الاية ، جزء ٣ س البقرة) وقال الله تعالى فى شان حبيبه عليه الصلوٰة والسلام ما كان الله ليعذبهم وانت فيهم (الاية ، جزء ٩ ، س انفال) ولسوف يعطيك ربك فترضى (الاية ، جزء ٣٠ ، س والضحى) ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما (الاية . جزء ٥ س نساء) وقال الله تعالى لله العزة ولرسوله وللمؤمنين (الاية جزء ٢٨ ، س المنفقون)

وكذا ثبت لهم القدر والمنزلة بالاحاديث قد روى الترمذى قال رسول الله

شرک تو قبیح لذاتہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے صادر ہونے والا امر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ مامور بہ میں حسن ہو۔ تو جو حَسَن ہے اس کے لئے محال ہے کہ وہ قبیح لذاتہ ہو۔ ایسے میں ہمارے لئے مناسب ہے کہ ہم اس امر کو ظاہر کر دیں جو ان لوگوں پر پوشیدہ رہا۔

میں اوّلاً یہ کہتا ہوں کہ :۔ لغت میں توسل کے معنیٰ مقصد کے حصول کے لئے شئی کو وسیلہ اور سبب بنانے کے ہیں اور شرع شریف کی اصطلاح میں اس کے معنیٰ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قدر و مرتبت والی شئی کو دعا کے قبول ہونے کے لئے وسیلہ بنانے کے ہیں۔ لہذا جس کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک قدر و منزلت ہے، اس سے توسل جائز اور حَسَن ہے، خواہ وہ ذات ہو یا عمل صالح ہو۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرات انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور صالح مسلمین کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک قدر و منزلت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كلم الله ورفع بعضهم درجٰت الآية (یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا) (پارہ ۳، سورۂ بقرہ)، اپنے حبیب اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں فرمایا ہے ماكان الله ليعذبهم وانت فيهم الآية (اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو) (پارہ ۹، سورۂ انفال)، ولسوف يعطيك ربك فترضىٰ الآية (اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے) (پارہ ۳۰، سورۂ والضحیٰ) اور ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما الآية (اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اگر اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں) (پارہ ۵، سورۂ نساء)۔ اور فرمایا ہے لله العزة ولرسوله وللمؤمنين الآية (عزت تو اللہ اور اسکے رسول اور مسلمانوں کے لئے ہے) (پارہ ۲۸، سورۂ المنٰفقون)۔

اسی طرح احادیث کریمہ سے آپ حضرات کی قدر و منزلت ثابت ہے۔ ترمذی نے روایت کیا ہے کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میری امت کے لئے دو

صلى الله علیه وسلم انزل الله علی امانین لامتی وما کان الله لیعذبهم وانت فیهم، وماکان الله معذبهم وهم یستغفرون (ترمذی، ابواب التفسیر، ص ٤٣٩)

وروی الطبرانی وغیره قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله لیدفع المسلم الصالح عن مائة من اهل بیت جیرانه۔ (کنز العمال، ج ٩، ص ٥)

وروی الترمذی فی الجامع قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الناس رجلان رجل برتقی کریم علی الله ورجل شقی مهین علی الله۔ (ترمذی، ص ٤٢٠)

فهذه النصوص صریحة فی ان للمرسلین والصّلحین عند الله مرتبة ومنزلة فاذاثبت هذا فالتوسل بذوات الانبیاء والصالحین وکذا بالاعمال الصالحة جائز وحسن۔

اماجوازه بالذوات فثابت بالکتاب والسنة والاجماع وکذا باقوال السلف۔

اما الکتاب فقوله تعالیٰ وابتغوا الیه الوسیلة (جزء ٦، س مائده)

وهی شاملة للذوات والاعمال لان الوسیلة کل مایتوسل به ای یتقرب به الی الله من قرابة اوصنیعة اوغیر ذلك۔

(تفسیر کشاف، جاداللہ زمخشری م ٥٣٨ﻫ)

ولان المراد من الوسیلة القربة کما قال عامة المفسرین والقربة اما ان یکون بمعنی اسم الفاعل ای مقرب والمقرب الحقیقی

امامیں نازل فرمائیں :- وما کان اللہ لیعذ بھم وانت فیھم (اور اللہ کا کام نہیں کہ انھیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو) اور وما کان اللہ معذ بھم وھم یستغفرون (اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں)۔ (ترمذی، ابواب التفسیر، ص۴۳۹)۔

طبرانی وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ صالح مسلمان کو اس کے پڑوسیوں میں سے سو گھروں کے لوگوں سے بچاتا ہے۔ (کنز العمال ص ج ۵/۹)۔

ترمذی نے جامع میں روایت کیا ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ دو قسموں کے ہیں۔ ایک وہ ہے جو نیک ہے، پرہیز گار ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزیز ہے اور دوسرا وہ ہے جو بدبخت ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل ہے۔ (ترمذی ص۴۲۰)۔

یہ نصوص صراحۃً اس پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرات مرسلین علیہم السلام اور صالحین کے لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرتبہ و منزلت ہے۔ جب یہ ثابت ہے، تب حضرات انبیاء علیہم السلام اور صالحین کی ذاتوں سے، نیز اعمال صالحہ سے توسل جائز و حسن ہے۔

آپ حضرات کی ذاتوں سے توسل کرنے کا جواز کتاب اللہ تعالیٰ، سنتِ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، اجماع امت اور سلف صالحین کے اقوال سے ثابت ہے۔

کتاب اللہ میں سے اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ قول اس پر دال ہے :- وابتغوا الیہ الوسیلۃ (اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو) (پارہ ۶، سورۂ مائدہ)۔ یہ ذاتوں کو بھی شامل ہے، اعمال کو بھی شامل ہے، اس لئے کہ وسیلہ ہر اس کو کہا جاتا ہے جس سے توسل کیا جاتا ہے یعنی جس سے باری تعالیٰ کی طرف قربت ڈھونڈی جاتی ہے، خواہ وہ قرابت ہو، عمل حسن ہو یا اور کچھ ہو۔

(تفسیر کشاف از جار اللہ زمخشری متوفّٰی ۵۳۸ھ)

اور وسیلہ ذوات و اعمال دونوں کو اس لئے شامل ہے کہ وسیلہ سے مراد قربت ہے جیسا کہ عامۂ مفسرین نے فرمایا ہے۔ لفظ قربت یا تو اسم فاعل کے معنیٰ میں ہے یا اسم مفعول کے معنیٰ میں ہے۔ اسم فاعل کے معنیٰ میں ہونے کی صورت میں اس سے مراد مقرِّب (قریب کر دینے والا) ہوگا۔ لیکن مقرِّبِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہ یہاں مراد نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا قربت کی طرف اسناد سے مراد

هو الله تعالیٰ وهو لیس بمراد ههنا فیکون الاسناد الی السبب ای سبب القرب الی الله او یکون القربة بمعنی اسم المفعول ای مقرب الی الله فالقربة بکلا المعنیین شاملة للذات والعمل لان سبب القرب الی الله او المقرب الی الله کما یکون اعمالا کذلک یکون ذواتا فقد قال الله تعالیٰ ماکان الله لیعذبهم وانت فیهم، کما قال وما کان الله معذبهم وهم یستغفرون، وانت فیهم فی الاٰیة الاولیٰ بیان للذوات وهم یستغفرون فی الاٰیة الثانیة بیان للاعمال وکذا قال الله تعالیٰ ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما، فاستغفروا الله، بیان للاعمال، واستغفر لهم الرسول، بیان للذوات فعلم ان سبب القرب او المقرب الی الله علی ای المعنیین تحمل الوسیلة فهی شاملة للذوات والاعمال لهذا المعنی قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انزل الله علی امانین لامتی وماکان الله لیعذبهم وانت فیهم وماکان الله معذبهم وهم یستغفرون (رواه الترمذی، ابواب التفسیر، ص ٤٣٩) روی الحاکم م ٤٠٥ھ فی المستدرك ج ٢، ص ٣١٢ عن حذیفة رضی الله عنه فی قوله تعالیٰ

درحقیقت اس کے سبب کی طرف اسناد ہوگی، اور قربت کے معنی " قرب الٰہی کے سبب " کے ہوں گے۔ اور اسم مفعول کے معنی میں ہونے کی صورت میں اس سے مراد مقرَّب (قریب کیا ہوا) ہوگا۔ ان دونوں میں سے ہر معنیٰ کے اعتبار سے قربت ذات اور عمل دونوں کو شامل ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کا سبب یا اللہ تعالیٰ کی طرف مقرَّب یعنی قریب کیا ہوا جس طرح عمل ہوتا ہے، اسی طرح ذات بھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم (اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو) جیسے یہ بھی فرمایا ہے کہ وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون (اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں)۔ پہلی آیت میں وارد " وانت فیھم " (جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو) ذوات کے بیان کے لئے ہے اور آیت دوم میں " وھم یستغفرون " (جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں) اعمال کے بیان کے لئے ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولوانھم اذ ظلموا انفسھم جاءوك فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما (اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اگر اے محبوب تمھارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں)۔ یہاں " فاستغفروا اللہ " (پھر اللہ سے معافی چاہیں) اعمال کے بیان کے لئے ہے اور " واستغفر لھم الرسول " (اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں) ذوات کے بیان کے لئے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان دو معنیٰ کے اعتبار سے سببِ قرب بھی وسیلہ پر محمول ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف مقرَّب (قریب کیا ہوا) بھی۔ اس طرح وسیلہ ذوات کو بھی شامل ہے، اعمال کو بھی شامل ہے۔ اسی لئے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر میری امت کے لئے اللہ تعالیٰ نے دو امانیں نازل فرمائیں:۔ وماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم (اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو) اور وماکان اللہ معذبھم وھم یستغفرون (اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں) (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔ جامع الترمذی، ابواب التفسیر، ص ۴۳۹)۔ حاکم متوفّٰی ۴۰۵ھ نے مستدرک (ج ۲ ص ۳۱۲) میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے قول وابتغوا الیہ الوسیلة (اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو)

وابتغوا اليه الوسيلة ، قال لقد علم المحفوظون من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم ان ابن عه ام عبد من اقربهم الى الله وسيلة .

روى البخارى فى الصحيح ، ج ۱ ، ص ۱۳۷ فى باب الاستسقاء عن انس رضى الله عنه ان عمر رضى الله عنه استسقىٰ متوسلا بالعباس رضى الله عنه وقال عمر للناس اتخذوه وسيلة الى الله تعالىٰ . (فتح البارى ، ج ۲ ، ص ۴۱۲)

اخرج ابن سعد م ۲۳۰ھ فى الطبقات ، ج ۷ ، ص ۴۴۴) ان معاوية استسقى متوسلا بيزيد بن الاسود الجرشى .

رواه الامام ابو اسحٰق م ۴۷۲ھ فى المهذب باب الاستسقاء نقلهما ابن تيمية فى رسالته التوسل والوسيلة ، سيأتى تفصيل الروايات المذكورة ان شاء الله .

فعلم من هذه الروايات ان النبى صلى الله عليه وسلم واصحابه يحملون اٰية الوسيلة على المعنى الشامل للذوات والاعمال كما سيزيد وضوحا بالاحاديث الاٰتية .

واما بالسنة : فقد روى ابن ماجة م ۲۷۳ھ فى سننه باب صلوٰة الحاجة ، ص ۹۹ عن عثمان بن حنيف ان رجلا ضرير البصر اتى النبى صلى الله عليه وسلم فقال ادع الله لى ان يعافينى فقال ان شئت اخرت لك وهو خير وان شئت دعوت فقال ادعه فامره ان يتوضأ فيحسن وضوءه ويصلى ركعتين ويدعو بهذا الدعاء : اللهم انى اسألك

عه هو سيدنا عبد الله بن مسعود رضى الله تعالىٰ عنه . ۲

کے بارے میں یہ روایت کیا ہے :- فرمایا بے شک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے محفوظ حضرات نے جان لیا کہ ابن[عہ] ام عبد وسیلہ کے طور پر اللہ تعالیٰ کی جانب ان حضرات میں سے اقرب اشخاص میں ہیں۔

بخاری نے صحیح البخاری (صـ۱۳۷ جـ۱) کے باب الاستسقاء میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توسل کرتے ہوئے استسقاء فرمایا اور لوگوں سے فرمایا "آپ کو اللہ تعالیٰ کی جانب وسیلہ بناؤ"۔ (فتح الباری صـ۴۱۲ جـ۲)۔

ابن سعد متوفی ۲۳۰ھ نے طبقات (صـ۴۴۴ جـ۷) میں روایت کیا ہے کہ حضرت معاویہ نے حضرت یزید بن اسود جرشی سے توسل کرتے ہوئے استسقاء کیا۔

امام ابواسحاق متوفی ۴۷۲ھ نے اسے مہذب کے باب الاستسقاء میں روایت کیا ہے۔ ان دونوں روایتوں کو ابن تیمیہ نے اپنے رسالہ "التوسل والوسیلۃ" میں نقل کیا ہے۔ ان شاء اللہ روایات مذکورہ کی تفصیل عنقریب آئے گی۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آیت وسیلہ (میں وارد "وسیلہ") کو ایسے معنیٰ پر محمول فرماتے ہیں جو ذوات اور اعمال دونوں کو شامل ہیں، جیسا کہ آنے والی احادیث کریمہ سے مزید واضح ہو جائے گا۔

سنت نبویہ میں سے یہ حدیث ذوات سے توسل کرنے کے جواز پر دال ہے :- ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ نے سنن ابن ماجہ کے باب صلوٰۃ الحاجہ (صـ۹۹) میں حضرت عثمان بن حُنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک نابینا آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے کہا "آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمادیں کہ مجھے صحت عطا فرمائے"۔ آپ نے فرمایا "اگر تم چاہو تو تمہارے لئے اسے مقدم نہ رکھوں اور یہ تمہارے لئے بہتر ہے، اور اگر چاہو تو دعا کروں"۔ اس نے کہا "آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں"۔ تب آپ نے اسے حکم فرمایا کہ اچھی طرح وضو کرے، دو رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا مانگے :- اللھم انی اسألک واتوجہ الیک بمحمد نبی الرحمۃ یا محمد انی توجھت بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی اللھم شفعہ فیّ (اے اللہ، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری جانب

[عہ] یعنی سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲

واتوجـــه اليك بمحمد نبى الـرحـمة يا محمد
انى توجهت بك الى ربى فى حـــاجـتى هذه لتقضى اللهم
شفعه فى، وقال فى آخره قـال اسحٰق هـذا
حـديثا صحيح، وفى روايـة الطـبرانى
قـال عـثمان بن حنيف فو الله ما تفرقنا ولا طـال بنا
الحديث حـتى دخل الرجل وقد ابصر كانه لم يكن به ضر۔
رواه الـتـرمـذى (م ۲۷۹ھ) فى الجامع ابواب الدعوات
ص ۵۱۵ وقـال هـذا حديث حسن صحيح۔
رواه البخارى (م ۲۵۶ھ) فى التاريخ، ج ۶، ص ۲۰۹
رواه الطبرانى (م ۳۶۰ھ) فى المعجم الصغير ص ۱۰۳ والكبير۔
رواه البيهقى (م ۴۵۸ھ) فى دلائل النبوة۔
رواه الحاكم (م ۴۰۵ھ) فى المستدرك ج ۱، ص ۵۱۹، كتاب
الدعا وقال صحيح على شرط البخارى ومسلم۔
رواه احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) فى مسنده، ج ۴، ص ۱۳۸۔
رواه ابن خزيمة (م ۳۳۱ھ) فى صحيحه۔
نقله المنذرى (م ۶۵۶ھ) فى الترغيب والترهيب، ج ۱، ص ۴۷۴۔
نقله النووى (م ۶۷۶ھ) فى كتاب الاذكار، باب صلوٰة الحاجة ص ۱۶۷۔
نقله تقى الدين السبكى الشافعى (م ۷۵۶ھ) فى كتابه شفاء السقام، ص ۱۶۵۔
نقله الحافظ نور الدين الهيثمى (م ۸۰۷ھ) فى مجمع الزوائد، ج ۲، ص ۲۷۹۔
نقله ابن تيميه (م ۷۲۸ھ) فى رسالته التوسل والوسيلة، ذكره محمد بن
عبد الرحمٰن بن عبد الرحيم فى تحفة الاحوذى شرح الجامع الترمذى،
ج ۴، ص ۲۸۲۔
نقله جلال الدين السيوطى (م ۹۱۱ھ) فى الجامع الصغير والكبير
وخصائص الكبرىٰ، ص ۲۰۱۔
نقله احمد بن محمد بن ابى بكر القسطلانى (م ۹۲۳ھ) فى المواهب اللدنية،

نبیِ رحمت حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں، اے حضرت محمد صلی اللہ علیک وسلم، میں نے اپنی اس حاجت کے پورے ہونے کے لئے اپنے رب کی طرف آپ کے وسیلہ سے توجہ کی، اے اللہ، میرے معاملہ میں آپ کی شفاعت کو قبول فرما)۔ ابن ماجہ نے اس کے اخیر میں کہا "اسحاق نے کہا یہ حدیث صحیح ہے" اور طبرانی کی روایت میں اتنا زائد ہے کہ حضرت عثمان بن حُنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "قسم اللہ تعالیٰ کی، نہ ہم لوگ جدا ہوئے تھے، نہ ہی ہماری گفتگو طویل ہوئی تھی کہ وہ آدمی اس حالت میں داخل ہوا کہ وہ بینا تھا، گویا وہ کبھی نابینا تھا ہی نہیں"۔

اسے ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ) نے جامع الترمذی کے ابواب الدعوات (ص ۵۱۵) میں روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اسے بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) نے تاریخ (ص ۲۰۹ ج ۶) میں روایت کیا۔

طبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) نے معجم صغیر (ص ۱۰۳) اور معجم کبیر میں

بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) نے دلائل النبوۃ میں۔

حاکم (متوفی ۴۰۵ھ) نے اسے مستدرک کی کتاب الدعوات (ص ۵۱۹ ج ۱) میں روایت کیا اور کہا یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) نے مسند میں (ص ۱۳۸ ج ۴)۔

ابن خزیمہ (متوفی ۳۳۱ھ) نے صحیح ابن خزیمہ میں۔

اس حدیث کو منذری (متوفی ۶۵۶ھ) نے ترغیب و ترہیب میں نقل کیا (ص ۴۷۴ ج ۱)۔

نووی (متوفی ۶۷۶ھ) نے کتاب الاذکار کے باب صلوٰۃ الحاجۃ میں (ص ۱۶۷)۔

علامہ تقی الدین سبکی شافعی (متوفی ۷۵۶ھ) نے اپنی کتاب شفاء السقام میں (ص ۱۶۵)۔

حافظ حدیث نورالدین ہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) نے مجمع الزوائد (ص ۲۷۹ ج ۲) میں۔

ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ) نے اپنے رسالہ "التوسل والوسیلۃ" میں، جیسا کہ محمد بن عبد الرحمٰن بن عبد الرحیم نے اپنی شرح جامع الترمذی "تحفۃ الاحوذی" میں ذکر کیا ہے (ص ۲۸۲ ج ۴)۔

علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) نے جامع صغیر، جامع کبیر اور خصائص کبریٰ (ص ۲۰۱) میں۔

علامہ احمد بن محمد بن ابوبکر قسطلانی (متوفی ۹۲۳ھ) نے مواہب لدنیہ کی زیارۃ قبر النبی

فصل زيارة قبره عليه السلام۔
نقله محمد بن عبد الباقی الزرقانی المالکی (م ١١٢٢ھ) فی شرح المواهب، ج ٨، ص ٣٦١۔
نقله الشوکانی (م ١٢٥٠ھ) فی تحفة الذاکرین، ص ١٦٢۔
نقله الشوکانی فی کتابه الدر النضید، ذکره محمد بن عبد الرحمن فی تحفة الاحوذی فی شرح الجامع الترمذی، ج ٤، ص ١٨٢۔

فثبت بهذا الحدیث ان التوسل بالذوات جائز لان النبی صلی الله علیه وسلم امر الرجل ان یتوسل بذاته الشریف فی دعائه للحاجة۔

وکذلک یجوز التوسل بذوات الصالحین کما اخرج البخاری (م ٢٥٦ھ) فی الجامع الصحیح، ج ١، ص ١٣٧ باب الاستسقاء۔

عن انس بن مالک رضی الله عنه ان عمر بن الخطاب رضی الله عنه کان اذا قحطوا استسقی بالعباس بن عبد المطلب رضی الله عنه فقال اللهم انا کنا نتوسل الیک بنبینا صلی الله علیه وسلم فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا صلی الله علیه وسلم فاسقنا قال فیسقون وذکر الحافظ ابن حجر فی الفتح بسند عن عبد الله بن عمر رضی الله عنه ثم عمر خطب الناس فقال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یری للعباس ما یری الولد للوالد فاقتدوا ایها الناس برسول الله صلی الله علیه وسلم فی عمه العباس واتخذوه وسیلة الی الله، (فتح ج ٢، ص ٤١٢)

علیہ السلام کی فصل میں۔

علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی (متوفی ۱۱۲۲ھ) نے شرح مواہب لدنیہ میں (ج ۸ ص ۳۶۱)۔

شوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ) نے تحفۃ الذاکرین میں (ص ۱۶۲)۔

شوکانی نے اس حدیث کو اپنی کتاب در نضید میں بھی نقل کیا ہے، جیسا کہ محمد بن عبد الرحمن نے اپنی شرح جامع الترمذی "تحفۃ الاحوذی" میں ذکر کیا ہے (ج ۴ ص ۲۸۲)۔

اس حدیث سے ثابت ہوگیا کہ ذوات سے توسل جائز ہے، اس لئے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو حکم فرمایا کہ وہ اپنی ضرورت کے پورے ہونے کے لئے دعا کرنے میں آپ کی ذات شریفہ سے توسل کرے۔

اسی طرح ذوات صالحین سے توسل کرنا بھی جائز ہے، جیسا کہ بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) نے جامع صحیح (صحیح البخاری) کے باب الاستسقاء (ج ۱ ص ۱۳۷) میں روایت کیا ہے۔

(بخاریؒ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (یہ روایت کیا ہے کہ):- جب لوگ خشک سالی میں مبتلا ہوئے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے استسقاء فرمایا۔ آپ نے عرض فرمایا "اے اللہ، ہم تیری جانب اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرتے تھے تو تو ہمیں سیراب فرماتا تھا، اب ہم تیری جانب اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکرم چچا سے توسل کرتے ہیں، تو ہمیں سیراب فرما۔" حضرت انس نے فرمایا وہ سیراب ہوتے تھے۔ حافظ حدیث علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح البخاری میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سند کے ساتھ اس حدیث کا ذکر کیا ہے کہ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ آپ نے فرمایا بے شک حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا مرتبہ ایسا تھا جیسا اولاد کی نظر میں والد کا ہوتا تھا۔ لہذا، اے لوگو، عم نبی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرو اور آپ کو اللہ تعالیٰ کی جانب وسیلہ بناؤ (فتح الباری ج ۲ ص ۴۱۲)۔

رواه البیهقی (م ٤٥٨ھ) فی السنن الکبرٰی، ج ٣، باب الاستسقاء ص ٣٥٢۔
رواہ ابن عساکر (م ٥٧١ھ) فی التاریخ، کتاب الاستسقاء ج ٢، ص ٣٥٧۔
رواہ الحاکم (م ٤٠٥ھ) فی المستدرک۔
رواہ عبد الرزاق (م ٢١١ھ) فی مصنفه ذکرہ القسطلانی فی المواھب فصل الاستسقاء۔
نقله النووی (م ٦٨٦ھ) فی کتاب الاذکار، ص ١٦٠۔
نقله ابن حجر العسقلانی (م ٨٥٢ھ) فی فتح الباری، ج ٢، ص ٤١٢۔
نقله ابن تیمیة (م ٧٢٨ھ) فی رسالته التوسل والوسیلة ذکرہ محمد عبد الرحمٰن فی تحفة الاحوذی، ج ٤، ص ٢٨٢۔
نقله احمد بن محمد القسطلانی (م ٩٢٣ھ) فی المواھب باب الاستسقاء۔
نقله محمد بن عبد الباقی الزرقانی المالکی (م ١١٢٢ھ) فی شرح المواھب، ج ٨، ص ٨٧۔
نقله الشوکانی (م ١٢٥٠ھ) فی نیل الاوطار، ج ٤، ص ٨۔
" " فی تحفة الذاکرین، ص ١٦٢۔
" " فی الدر النضید ذکرہ محمد عبد الرحمٰن فی تحفة الاحوذی، ج ٤، ص ٢٨٢۔

وروی ابن سعد (م ٢٣٠ھ) فی الطبقات، ج ٧، ص ٤٤٤، عن ابی الیمان عن صفوان بن عمرو عن سلیم بن عامر الخبائری ان السماء قحطت فخرج معاویة بن ابی سفیان رضی الله عنه واهل دمشق یستسقون فلما قعد معاویة علی المنبر قال این یزید بن الاسود الجرشی، قال فناداہ الناس فاقبل یتخطی فامرہ معاویة فصعد المنبر فقعد عند رجلیه فقال معاویة اللهم نستشفع الیک الیوم بخیرنا وافضلنا اللهم انا نستشفع الیک بیزید بن الاسود الجرشی یا یزید ارفع یدیک الی الله فرفع یزید یدیه ورفع الناس

اسے بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) نے سنن کبریٰ کے باب الاستسقاء (ص ۳۵۲ ج ۳) میں روایت کیا ہے۔

ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ) نے تاریخ کی کتاب الاستسقاء (ص ۳۵۲ ج ۲) میں۔

حاکم (متوفی ۴۰۵ھ) نے مستدرک میں۔

عبد الرزاق (متوفی ۲۱۱ھ) نے اپنے مصنف میں، جیسا کہ علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ کی فصل استسقاء میں ذکر کیا ہے۔

اسے علامہ نووی (متوفی ۶۸۶ھ) نے کتاب الاذکار (ص ۱۶۰) میں نقل کیا ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) نے فتح الباری (ص ۴۱۲ ج ۲) میں۔

ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ) نے اپنے رسالہ "التوسل والوسیلۃ" میں، جیسا کہ محمد بن عبد الرحمٰن نے تحفۃ الاحوذی (ص ۲۸۲ ج ۴) میں ذکر کیا ہے۔

علامہ احمد بن محمد قسطلانی (متوفی ۹۲۳ھ) نے مواہب لدنیہ کے باب الاستسقاء میں۔

علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی (متوفی ۱۱۲۲ھ) نے شرح مواہب لدنیہ (ص ۷۸ ج ۸) میں۔

شوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ) نے نیل الاوطار (ص ۹ ج ۴) میں۔

اُسی نے تحفۃ الذاکرین (ص ۱۶۲) میں۔

اُسی نے درِ نضید میں، جیسا کہ محمد بن عبد الرحمٰن نے تحفۃ الاحوذی (ص ۲۸۲ ج ۴) میں ذکر کیا ہے۔

اور ابن سعد (متوفی ۲۳۰ھ) نے طبقات (ص ۴۴۴ ج ۷) میں ابو الیمان سے روایت کیا ہے، انھوں نے صفوان بن عمرو سے، انھوں نے سلیم بن عامر خبائری سے کہ آسمان سے پانی کا برسنا رک گیا۔ تب حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور اہل دمشق استسقاء کرنے نکلے۔ جب حضرت معاویہ منبر پر بیٹھے، فرمایا "یزید بن اسود جرشی کہاں ہیں؟" راوی نے کہا تب لوگوں نے انہیں پکارا۔ آپ آگے بڑھتے ہوئے تشریف لائے۔ حضرت معاویہ نے آپ سے فرمایا تو آپ منبر پر چڑھے اور نیچے کی طرف بیٹھے۔ تب حضرت معاویہ نے عرض کیا: "اے اللہ، آج ہم لوگ تیری جانب اپنے بہترین اور اپنے برترین کی شفاعت طلب کرتے ہیں، اے اللہ، آج ہم لوگ تیری جانب حضرت یزید بن اسود جرشی کی شفاعت طلب کرتے ہیں، اے حضرت یزید، آپ اپنے ہاتھوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھائیں"۔ حضرت یزید بن اسود نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور لوگوں نے بھی اپنے

ايديهم فما كان اوشك ان ثارت سحابة فى المغرب و
هبت لها ريح فسقينا حتى كاد الناس لا يتصلون الى منازلهم۔
رواه الامام ابو اسحق ابراهيم بن محمد الشيرازى (م ٤٧٦ھ)
فى المهذب باب الاستسقاء۔
نقله الامام النووى (م ٦٧٦ھ) فى تهذيب الاسماء واللغات ج ٢،
ص ١٦١۔

نقله الامام النووى فى شرح المهذب، ج ٥، ص ٦٧۔
نقله ابن تيمية (م ٧٢٨ھ) فى رسالته التوسل والوسيلة، ذكره
محمد عبد الرحمن فى تحفة الاحوذى، ج ٤، ص ٢٨٢۔
نقله ابن تيمية (م ٧٢٨ھ) فى شرح المهذب باب الاستسقاء۔

فثبت بهذه الروايات التوسل بالصالحين
لان عمر رضى الله عنه توسل بالعباس رضى الله
عنه فى محضر الصحابة وكذا معاوية رضى الله عنه
توسل بيزيد بن الاسود فى محضر الصحابة والتابعين
رضوان الله عليهم اجمعين فلم ينكر عليهما احد من الصحابة
فعلم ان الوسيلة المطلوبة فى الآية عامة من ان تكون اعمالا
او ذواتا ولو كان التوسل بذوات الانبياء والصالحين شركا
كما زعم المنكرون لانكر الصحابة على عمر ومعاوية رضى الله عنهم اجمعين.

فالاحاديث والآثار المذكورة كما تدل على جواز
التوسل بالذوات فكذا تدل على ان التوسل بالرسول
صلى الله عليه وسلم وبالصالحين فى حيٰوتهم جائز۔

التوسل برسول الله صلى الله عليه وسلم

جواز التوسل برسول الله صلى الله عليه وسلم ثابت عقلا وشرعا
اما عقلا: فلانه لما كانت الوسيلة باعثة لتقرب العباد الى الله

ہاتھوں کو اٹھایا۔ جلد ہی مغرب میں ایک بادل اٹھا اور اسے ہوا نے چلی۔ تب ہم لوگ ایسے سیراب ہوئے کہ لوگوں کا اپنے مکانوں تک پہنچنا تقریباً دشوار ہو گیا۔

اس حدیث کو امام ابو اسحاق ابراہیم بن محمد شیرازی (متوفی ۴۷۶ھ) نے مہذب کے باب الاستسقاء میں روایت کیا۔

امام نووی (متوفی ۶۷۶ھ) نے اسے تہذیب الاسماء و اللغات (ص ۱۶۱ ج ۲) میں نقل کیا۔

آپ ہی نے شرح مہذب (ص ۶۷ ج ۵) میں۔

ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ) نے اسے اپنے رسالہ "التوسل والوسیلۃ" میں، جیسا کہ محمد بن عبد الرحمن نے تحفۃ الاحوذی (ص ۲۸۲ ج ۴) میں ذکر کیا ہے۔

اسی ابن تیمیہ نے شرح مہذب کے باب الاستسقاء میں۔

ان روایات سے حضرات صالحین سے توسل کرنا ثابت ہو گیا، اس لئے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحابۂ کرام کی موجودگی میں توسل فرمایا۔ اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ سے صحابۂ کرام و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی موجودگی میں توسل کیا۔ لیکن حضرات صحابۂ کرام میں سے ایک نے بھی ان دونوں پر انکار نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آیت کریمہ مذکورہ میں جو وسیلہ مطلوب ہے، وہ اعمال اور ذوات دونوں کو عام ہے۔ اگر حضرات انبیاء اور صالحین کی ذوات سے توسل کرنا شرک ہوتا، جیسا کہ منکرین کا زعم ہے، تو صحابۂ کرام نے حضرت عمر اور حضرت معاویہ پر ضرور انکار فرمایا ہوتا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

مذکور احادیث و آثار جس طرح ذوات سے توسل کرنے کے جواز پر دلالت کرتے ہیں، اسی طرح اس پر بھی دلالت کرتے ہیں کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں آپ سے اور حضرات صالحین کی حیات میں آپ حضرات سے توسل جائز ہے۔

حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل

حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرنے کا جواز عقلاً بھی ثابت ہے، شرعاً بھی ثابت ہے۔

یہ عقلاً اس لئے ثابت ہے کہ:۔ جب وسیلہ اللہ تعالیٰ کی جانب بندوں کے تقرب کا باعث ہے، اور اللہ

والتقرب الى الله مقصود الانسان ومطلوبه فى عباداته واعماله لان السعادة والفلاح لايحصل للانسان لا فى الدنيا ولا فى الأخرة بدون التقرب والتقرب لايحصل بدون الوسيلة فحصول السعادة والفلاح فى الدنيا والأخرة موقوف على الوسيلة.

وقد صرح ابن القيم الجوزية فى كتابه زاد المعاد بقوله لا سبيل الى السعادة والفلاح لا فى الدنيا ولا فى الأخرة الا على ايدى الرسل ولا ينال رضى الله البتة الا على ايديهم.

فعلم ان الوسيلة التى حصل بها السعادة والفلاح فى الدنيا والأخرة هى ذوات الانبياء والرسل وايضا ان الوسيلة يحصل بها الحوائج وحصول الحاجة نعمة من الله فالوسيلة يحصل بها النعمة وما حصلت به النعمة فهو ايضا نعمة لان سبب النعمة نعمة فاذا اثبت ان الوسيلة نعمة واحسان من الله فما يكون اكمل نعمة فهو اكمل وسيلة ولا شك ان ذوات الانبياء والرسل من اعظم انعاماته تعالى فجاز ان تكون وسيلة.

اذا تقرر هذا فاعلم ان النعمة الكبرى والاحسان الاكبر والمن الاعظم من الله هو ذات محمد صلى الله عليه وسلم لانه هو الرسول الاعظم ورحمة للعالمين وخاتم النبيين وشفيع المذنبين اذ قال الله تعالى فى شانه عليه السلام لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا (الأية)

فثبت ان النبى صلى الله عليه وسلم هو الوسيلة العظمى فى الدنيا والأخرة فلا يحصل الفلاح والسعادة لا فى الدنيا ولا فى الأخرة الا به كما مر قول ابن القيم.

تعالیٰ کی جانب تقرب انسان کی عبادات اور اعمال سے مقصود و مطلوب ہے کہ انسان کو سعادت و فلاح بغیر تقرب کے نہ دنیا میں حاصل ہوتے ہیں نہ آخرت میں، اور تقرب بغیر وسیلہ کے نہیں حاصل ہوتا ہے، تو دنیا و آخرت میں سعادت و فلاح کا حصول وسیلہ پر موقوف ہے۔

ابن قیم الجوزیہ نے اپنی کتاب زاد المعاد میں اپنے اس قول کے ساتھ تصریح کی ہے کہ دنیا و آخرت میں سوائے حضرات مرسلین علیہم السلام کے دست اقدس کے سعادت و فلاح کی طرف کوئی سبیل نہیں ہے، اور آپ حضرات کے دست اقدس کے بغیر اللہ تعالیٰ کی رضا ہرگز نہیں حاصل ہو سکتی ہے۔

معلوم ہو گیا کہ جس وسیلہ سے دنیا و آخرت میں سعادت و فلاح حاصل ہوتے ہیں، وہ حضرات انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی ذاتیں ہیں۔ پھر وسیلہ سے مطلوبات حاصل ہوتے ہیں اور مطلوب کا حصول اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک نعمت ہے۔ لہذا وسیلہ سے نعمت حاصل ہوتی ہے اور جس سے نعمت حاصل ہو وہ خود بھی نعمت ہے، اس لئے کہ نعمت کا سبب نعمت ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ وسیلہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نعمت اور احسان ہے، اور جو اکملِ نعمت ہے وہ اکملِ وسیلہ ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرات انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی ذاتیں اللہ تعالیٰ کے عظیم ترین انعامات میں سے ہیں، تو یہ جائز ہے کہ حضرات انبیاء و مرسلین علیہم السلام وسیلہ ہوں۔

جب یہ ثابت ہو چکا، تو اب یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نعمتِ کبریٰ، احسانِ اکبر اور انعام اعظم حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہی ہے۔ اس لئے کہ آپ ہی رسولِ اعظم ہیں، رحمۃٌ للعٰلمین ہیں، خاتم النبیین ہیں اور شفیع المذنبین ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی شان میں فرمایا ہے لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا الآیۃ (بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں ایک رسول بھیجا)۔

ثابت ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت میں وسیلۂ عظمیٰ ہیں، تو سعادت و فلاح نہیں حاصل ہو سکتے، نہ دنیا میں، نہ آخرت میں، مگر آپ ہی کے وسیلہ سے، جیسا کہ ابن قیم کے قول میں گذرا۔

فاذا كان يكفى ان يتوسل به علم انه احسان و نعمة من الله، فذكر هذه النعمة والاحسان فى الحاجة الى الله كاف وان كان غير موجود عندنا وقت التوسل كما ان الاعمال الصالحة يتوسل بذكرها وهى غير موجودة وقت التوسل كما روى عن ابن عمر فى الصحيحين فى قصة اصحاب الغار الثلاثة الذين اووا الى الغار فاطبقت عليهم الصخرة فتوسل كل واحد بصالح عمله الماضى.

كذلك يجوز التوسل بذكر النبى صلى الله عليه وسلم و لو كان قبل ظهوره او بعد ظهوره فى حيوته او بعد مماته لان الله تعالى لما اعلم العباد بخليقه عليه السلام بقوله تعالى واذ اخذ الله ميثاق النبيين (الآية) علم العباد انه عليه السلام نعمة الله تعالى ورحمة الله الكبرى فاتخذوه وسيلة وتوسلوا بذكره فى حوائجهم قبل خلقه و بعد خلقه فى حيوته وبعد مماته

اما التوسل بالنبى صلى الله عليه وسلم قبل مبعثه فثابت بالقرآن

قال الله تعالى فى شان اليهود وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا، اى كانوا يقولون اللهم انا نستنصرك بحق النبى الامى (صلى الله عليه وسلم) روى الحاكم (م ٤٠٥هـ) فى المستدرك،

جب (کسی بھی زمانے میں) آپ (کی ذات کریم) کا (عالم ظاہر میں) "مُتَوَسَّل بہ ہو جانا" ہی کفایت کرتا ہے تو یہ معلوم ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے احسان اور نعمت ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کی جانب حاجت میں اس نعمت و احسان کا ذکر کر دینا ہی بہت ہے اگرچہ اِس توسل موجود کے وقت ہمارے نزدیک آپ کا مذکور "مُتَوَسَّل بہ ہو جانا" موجود نہیں ہے جیسے اعمال صالحہ کے ذکر سے توسل کیا جاتا ہے، اگرچہ توسل کے وقت وہ موجود نہیں ہوتے ہیں۔ جیسا کہ صحیح البخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اُن تین اصحاب غار حضرات کے واقعہ کے بارے میں مروی ہے جنھوں نے غار میں پناہ لی تو پتھر نے انھیں ڈھانپ لیا، پھر ان میں سے ہر ایک نے اپنے گذشتہ عمل صالح سے توسل کیا۔

اسی طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے توسل جائز ہے، خواہ آپ کے ظہور سے قبل ہو، ظہور کے بعد آپ کی حیات ظاہرہ میں ہو، یا آپ کی وفات آنی کے بعد ہو، اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے قول واذ اخذ اللہ میثاق النبیین الآیۃ (اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا) سے بندوں کو آپ علیہ السلام کی تخلیق کے بارے میں بتا دیا، بندوں کو یہ علم ہو گیا کہ آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی نعمتِ عظمیٰ اور رحمتِ کبریٰ ہیں۔ تب بندوں نے آپ کو وسیلہ بنایا اور اپنی حاجتوں میں آپ کے ذکر سے توسل کیا، آپ کی تخلیق سے قبل بھی، تخلیق کے بعد آپ کی حیات ظاہرہ میں بھی، اور وفات ظاہرہ کے بعد بھی۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی بعثت سے قبل توسل کرنا قرآن حکیم سے ثابت ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہود کے بارے میں فرمایا: وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا (اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے) یعنی وہ لوگ کہتے تھے "اے اللہ، ہم حق نبی امی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلہ سے تجھ سے نصرت کا سوال کرتے ہیں"

حاکم (متوفی ۴۰۵ھ) نے مستدرک کے باب التفسیر میں یہ روایت کیا ہے کہ وہ لوگ کفر

باب التفسير، كانوا يستفتحون على الذين كفروا، اى كان يهود يقولون اللهم انا نستنصرك بحق النبى الامى (صلى الله عليه وسلم)
رواه ابونعيم (م ٤٣٠ھ) فى دلائل النبوة، ج ١، ص ١٩۔

عن ابن عباس رضى الله عنهما (م ٦٨ھ) تفسير ابن عباس ان يهود كانوا يستفتحون على الاوس والخزرج برسول الله قبل مبعثه۔

روى ابن جرير (م ٣١٠ھ) تفسير ابن جرير ج ١، ص ٣٠٨، يهود يستنصرون برسول الله قبل مبعثه۔

روى مجاهد (م ١٠٤ھ) تفسير مجاهد ج ١، ص ٣٨، اى يستنصرون به على الناس۔

جار الله زمخشرى (م ٥٣٨ھ) التفسير الكشاف، ج ١، ص ٢٩٦، يستنصرون على المشركين اذا قاتلوا قالوا اللهم انصرنا بالنبى المبعوث فى آخر الزمان۔

فخر الدين الرازى (م ٦٠٦ھ) التفسير الكبير ج ٣، ص ٢٠٠، كانوا يستفتحون اى يسألون الفتح والنصرة يقولون اللهم افتح علينا وانصرنا بالنبى الامى۔

الحافظ ابن كثير (م ٧٧٤ھ) تفسير ابن كثير، ج ١، ص ١٢٤، ان يهود كانوا يستفتحون برسول الله قبل مبعثه۔

السيد محمود الآلوسى (م ١٢٨٠ھ) روح المعانى ج ١، ص ٢٨٩، كانوا يستفتحون على الاوس و الخزرج برسول الله قبل مبعثه۔

وكذا اثبت التوسل بالنبى صلى الله عليه وسلم قبل خلقه بالسنة۔

روى الحاكم (م ٤٠٥ھ) فى المستدرك كتاب التاريخ، ج ٢، ص ٦١٥ عن عمر بن الخطاب رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى

کرنے والوں پر فتح کی مدد مانگتے تھے یعنی یہود یہ کہتے تھے کہ "اے اللہ، ہم حقِ نبیِ امی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلہ سے تجھ سے نصرت کا سوال کرتے ہیں۔"

اسے ابونعیم (متوفی ۴۰۳ھ) نے دلائل النبوۃ (ج۱ ص۱۹) میں روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما (متوفی ۶۸ھ) سے روایت ہے کہ یہود بعثت سے قبل حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے قبائل اوس و خزرج پر فتح کی مدد مانگتے تھے۔ (تفسیر ابن عباس)۔

ابن جریر (متوفی ۳۱۰ھ) نے روایت کیا ہے کہ یہود بعثت سے قبل حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مدد مانگتے تھے۔ (تفسیر ابن جریر ج۱ ص۳۰۸)۔

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۱۰۴ھ) نے روایت کیا ہے کہ وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے لوگوں پر فتح کی مدد مانگتے تھے۔ (تفسیر مجاہد ج۱ ص۳۸)۔

جاراللہ زمخشری (متوفی ۵۳۸ھ) کی تفسیر کشاف (ج۱ ص۲۹۶) میں ہے کہ وہ لوگ مقاتلہ کے وقت مشرکین پر فتح کی مدد مانگتے تھے۔ کہتے تھے "اے اللہ، آخر زمان میں مبعوث ہونے والے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلہ سے ہمیں منصور فرما۔"

امام فخرالدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) کی تفسیر کبیر (ج۳ ص۲۰۰) میں ہے کہ وہ لوگ استفتاح کرتے تھے یعنی وہ لوگ فتح و نصرت کا سوال کرتے تھے، یہ کہتے تھے کہ "اے اللہ، حضور نبی امی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلہ سے ہمیں فتح و نصرت عطا فرما۔"

ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) کی تفسیر (ج۱ ص۱۲۴) میں ہے کہ یہود بعثت سے قبل حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے فتح کی مدد مانگتے تھے۔

محمود آلوسی (متوفی ۱۲۸۰ھ) کی روح المعانی (ج۱ ص۲۸۹) میں ہے کہ وہ لوگ بعثت سے قبل حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اوس اور خزرج پر فتح کی مدد مانگتے تھے۔

اس طرح سنت نبویہ شریفہ سے تخلیق سے قبل بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرنا ثابت ہے۔

حاکم (متوفی ۴۰۵ھ) نے مستدرک کی کتاب التاریخ (ج۲ ص۶۱۵) میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا صادر ہو گئی (یعنی وہ امر صادر ہو گیا جسے اس حدیث میں خطا سے تعبیر کیا گیا ہے)، آپ نے عرض فرمایا "اے رب، میں تجھ سے اپنی بخشش حقِ محمدی کے وسیلہ سے مانگتا ہوں۔" تب اللہ تعالیٰ نے

الله عليه وسلم لما اقترف آدم الخطيئة قال يارب اسألك بحق محمد لما غفرت لى فقال الله يا آدم وكيف عرفت محمدا ولم اخلقه؟ قال يارب لانك لما خلقتنى بيدك ونفخت فى من روحك رفعت رأسى فرأيت على قوائم العرش مكتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله فعلمت انك لم تضف الى اسمك الا احب الخلق اليك فقال الله صدقت يا آدم انه لاحب الخلق الى ادعنى بحقه فقد غفرت له ولولا محمد ما خلقت، هذا حديث صحيح الاسناد.

رواه الطبرانى (م ٣٦٠ﻫ) فى المعجم الصغير، ص ٢٠٧.

رواه ابن عساكر (م ٥٧١ﻫ) فى التاريخ، ج ٢، ص ٣٥٧.

نقله الحافظ الذهبى (م ٧٤٨ﻫ) فى التلخيص من المستدرك ج ٢، ص ٦١٥.

نقله احمد بن محمد القسطلانى (م ٩٢٣ﻫ) فى المواهب اللدنية المقصد الاول وفصل زيارة قبره عليه السلام.

نقله محمد بن عبد الباقى الزرقانى (م ١١٢٢ﻫ) فى شرح المواهب، ج ٨، ص ٣٦١، ج ١، ص ٧٢.

التوسل بالنبى صلى الله عليه وسلم فى حياته

لما روى الترمذى وابن ماجة والبخارى والحاكم واحمد عن عثمن بن حنيف رضى الله عنه ان رجلا ضرير البصر جاء الى النبى صلى الله عليه وسلم فقال ادع الله ان يعافينى قال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فهو خير لك قال ادعه. قال فامره ان يتوضأ

فرمایا "اے آدم، تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیسے پہچانا جب کہ میں نے انھیں پیدا ہی نہیں کیا ہے؟" عرض فرمایا "اے رب، یہ اس لئے کہ جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور اپنی جانب سے شریف روح کو مجھ میں ڈالا، میں نے اپنے سر کو اٹھایا۔ میں نے قوائم عرش پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا۔ تب میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام پاک کے ساتھ کسی کے نام کا اضافہ نہیں فرمایا ہے مگر اس ذات گرامی کے نام نامی کا اضافہ فرمایا ہے جو مخلوقات میں سے تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔" تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے آدم، تم نے سچ کہا، بے شک وہ مخلوقات میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ جس نے مجھ سے حق محمدی (علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) کے وسیلہ سے دعا کی، بے شک میں نے اسے بخش دیا، اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں خلق ہی نہیں کرتا۔" باعتبار سند کے یہ حدیث صحیح ہے۔

اسے طبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) نے معجم صغیر میں روایت کیا۔ (ص ۲۰۷)۔

ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ) نے تاریخ میں۔ (ج ۲ ص ۳۵۷)۔

حافظ حدیث ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) نے اسے تلخیص مستدرک میں نقل کیا۔ (ج ۲ ص ۶۱۵)۔

علامہ احمد بن محمد قسطلانی (متوفی ۹۲۳ھ) نے مواہب لدنیہ کے مقصد اول اور فصل زیارت قبر نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں۔

علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی (متوفی ۱۱۲۲ھ) نے مواہب لدنیہ کی شرح میں۔ (ج ۸ ص ۳۶۱، ج ۱ ص ۴۴)۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی حیات ظاہرہ میں توسل

اس لئے کہ ترمذی، ابن ماجہ، بخاری، حاکم اور امام احمد نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک نابینا آدمی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے کہا "اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ مجھے صحت بخشے۔" آپ نے فرمایا "اگر تم چاہو تو دعا کروں اور اگر تم چاہو تو صبر کرو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔" اس نے کہا "آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔" تب آپ نے اسے حکم فرمایا کہ اچھی طرح وضو کرے اور یہ دعا مانگے:۔ اللھم انی اسألك واتوجه اليك بنبيك نبي الرحمة يا محمد انی توجهت بك الی ربی فی حاجتی

فيحسن وضوءه و يدعو بهذا: اللهم انى اسألك و اتوجه اليك بنبيك نبى الرحمة يا محمد انى توجهت بك الى ربى فى حاجتى لتقضى لى حاجتى، كما مر ذكر رواته و ناقليه و كتبهم.

التوسل به صلى الله عليه وسلم بعد وفاته

روى الطبرانى (م ٣٦٠ ھ) فى المعجم الصغير والكبير، الصغير ص ١٠٣ ان رجلا كان يتخلف الى عثمان بن عفان رضى الله عنه فى حاجة له وكان عثمان لا يلتفت اليه ولا ينظر فى حاجته فلقى عثمان بن حنيف فشكى ذلك اليه فقال له عثمان بن حنيف ائت الميضاة فتوضأ ثم ائت المسجد فصل ركعتين ثم قل اللهم انى اسألك واتوجه اليك بنبينا محمد صلى الله عليه وسلم نبى الرحمة يا محمد انى توجهت بك الى ربى فيقضى حاجتى وتذكر حاجتك ورح الى حتى اروح معك فانطلق الرجل فصنع ماقال ثم اتى باب عثمان فجاء البواب حتى اخذ بيده فادخله على عثمان بن عفان فاجلسه معه على الطنفسة وقال ماحاجتك فذكر حاجته فقضاها له ثم قال ما ذكرت حاجتك حتى كانت هذه الساعة وقال ما كانت لك من حاجة فائتنا ثم ان الرجل خرج

لتقضیٰ لی حاجتی (اے اللہ، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے توجہ کرتا ہوں۔ اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، میں نے اپنی حاجت کے پورے ہونے کے لئے آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف توجہ کی)۔ اس حدیث کے رُواۃ، ناقلین اور ان کی کتابوں کا ذکر گذر چکا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی وفاتِ ظاہرہ کے بعد توسل

طبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) نے معجم صغیر (ص ۱۰۳) اور معجم کبیر میں روایت کیا ہے کہ ایک آدمی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی کسی حاجت میں بار بار جاتا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کی طرف نہ تو توجہ فرماتے تھے، نہ ہی اس کی حاجت کے بارے میں سوچتے تھے۔ اس آدمی کی حضرت عثمان بن حُنیف رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو گئی۔ اس نے ان سے یہ بات عرض کی۔ اس پر حضرت عثمان بن حُنیف رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا "وضوء خانہ میں جاؤ، وضو کرو، پھر مسجد میں جاؤ اور دو رکعت نماز پڑھو۔ اس کے بعد پڑھو اللهم انی اسألك واتوجه الیك بنبینا محمد صلی الله علیه وسلم نبی الرحمة یا محمد انی توجهت بك الی ربی لتقضیٰ حاجتی (اے اللہ، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور اپنے نبی کریم نبی رحمت حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، اے حضرت محمد صلی اللہ علیک وسلم، میں نے اپنی حاجت کے پورے ہونے کے لئے اپنے رب کی طرف آپ کے وسیلہ سے توجہ کی)، اور اپنی حاجت کا ذکر کرو، پھر میرے پاس آؤ کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں۔" وہ آدمی گیا۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے اس سے جو کچھ کہا تھا وہ کیا، پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ پر گیا۔ تو اب آیا، اس نے اس کے ہاتھ کو پکڑا اور اسے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ آپ نے اسے اپنے ساتھ طنفسہ (وہ گدا جس پر خاص کر امیر بیٹھتا ہے) پر بٹھایا اور فرمایا "تمہاری حاجت کیا ہے؟" اس نے اپنی حاجت کا ذکر کیا۔ آپ نے اسے پورا فرما دیا اور فرمایا "تم نے اپنی حاجت کا ذکر نہیں کیا یہاں تک کہ یہ وقت ہو گیا۔" آپ نے اس سے یہ بھی فرمایا کہ "جب بھی تمہیں کوئی ضرورت پیش آئے، ہمارے پاس آنا۔" پھر وہ آدمی آپ کے پاس سے نکلا۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے اس کی ملاقات ہوئی۔ اس نے آپ سے کہا "اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ میری ضرورت کے بارے میں سوچتے بھی نہ تھے۔ نہ ہی میری طرف

من عنده فلقى عثمٰن بن حنيف فقال له جزاك الله خيرا، ما كان ينظر فى حاجتى ولا يلتفت الى حتى كلمته فى فقال عثمٰن بن حنيف والله ما كلمته ولكن شهدت رسول الله صلى الله عليه وسلم واتاه رجل ضرير البصر فشكىٰ اليه ذهاب بصره فقال له النبى صلى الله عليه وسلم او تصبر فقال يا رسول الله انه ليس لى قائد وقد شق على فقال له النبى صلى الله عليه وسلم ائت الميضاة فتوضأ ثم صل ركعتين ثم ادع بهذه الدعوات فقال عثمٰن بن حنيف فوالله ماتفرقنا وطال بنا الحديث حتى دخل علينا الرجل كانه لم يكن به ضر قط قال الطبرانى بعد ذكر طرقه والحديث صحيح۔

رواه البيهقى (م ٤٥٨ھ) فى دلائل النبوة۔

نقله المنذرى (م ٦٥٦ھ) فى الترغيب والترهيب ج ١، ص ٢٠١

نقله الحافظ نور الدين الهيثمى (م ٨٠٧ھ) فى مجمع الزوائد ج ٢، ص ٢٧٩

نقله الامام تقى الدين السبكى (م ٧٥٦ھ) فى شفاء السقام، ص ١٦٧

نقله ابن تيمية (م ٧٢٨ھ) فى كتابه التوسل والوسيلة، ذكره محمد عبد الرحمٰن فى تحفة الاحوذى، ج ٤، ص ١٨٢۔

نقله جلال الدين السيوطى (م ٩١١ھ) فى الجامع الصغير والكبير والخصائص الكبرىٰ، ج ٢، ص ٢٠١۔

نقله الشوكانى (م ١٢٥٠ھ) فى تحفة الذاكرين، ص ١٦٢ والدر النضيد ذكره محمد عبد الرحمٰن فى تحفة الاحوذى، ج ٤، ص ١٨٢۔

وروى ابن ابى شيبة فى مصنفه باسناد صحيح من رواية ابى السمان عن مالك الدار وكان

التفات فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے میرے بارے میں ان سے گفتگو کی"۔ تب حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا" اللہ کی قسم، میں نے ان سے گفتگو نہیں کی ہے لیکن میں حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا جبکہ ایک نابینا آدمی آپ کے پاس آیا۔ اس نے اپنی بینائی کے چلے جانے کی بات آپ سے عرض کی۔ تب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا" میں تمھاری بینائی کے لئے دعا کروں یا تم صبر کر لوگے"۔ اس نے کہا" یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مجھے لے چلنے والا کوئی نہیں ہے اور یہ نابینائی مجھ پر بہت شاق گذر چکی ہے"۔ تب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا" وضوء خانہ پر جاؤ، وضوء کرو، پھر دو رکعت نماز پڑھو، اس کے بعد یہ دعاء مانگو"۔ حضرت عثمان بن حُنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا" اللہ کی قسم، ہم لوگ جدا نہیں ہوئے تھے، نہ ہی ہماری گفتگو طویل ہوئی تھی کہ وہ آدمی ہم لوگوں کے پاس اس حالت میں آیا کہ گویا وہ کبھی نابینا تھا ہی نہیں"۔ طبرانی نے اس حدیث کے طریق ذکر کئے اور کہا" یہ حدیث صحیح ہے"۔

بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) نے اسے دلائل النبوۃ میں روایت کیا۔

منذری (متوفی ۶۵۶ھ) نے اسے ترغیب وترہیب میں نقل کیا۔ (ص ۲۰۱ ج ۱)۔

حافظ حدیث نورالدین ھیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) نے مجمع الزوائد میں۔ (ص ۲۷۹ ج ۲)۔

امام تقی الدین سبکی (متوفی ۷۵۶ھ) نے شفاء السقام میں۔ (ص ۱۶۷)۔

ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ) نے اپنی کتاب "التوسل والوسیلۃ" میں جیسا کہ محمد بن عبد الرحمن نے تحفۃ الاحوذی میں ذکر کیا ہے۔ (ص ۱۸۲ ج ۴)۔

علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) نے جامع صغیر، جامع کبیر اور خصائص کبریٰ (ص ۲۰۱ ج ۲) میں۔

شوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ) نے تحفۃ الذاکرین (ص ۱۶۲) میں اور "نضید" میں جیسا کہ محمد بن عبد الرحمن نے تحفۃ الاحوذی میں ذکر کیا ہے۔ (ص ۱۸۲ ج ۴)۔

اور ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں اس اسناد صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے:—
ابو السمان سے روایت ہے، انھوں نے مالک الدار (یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خازن تھے) سے

خازن عمر رضى الله عنه قال اصاب
الناس قحط فى زمن عمر رضى الله عنه فجاء رجل
الى قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يارسول الله
استسق لامتك فانهم قد هلكوا فاتى الرجل فى المنام فقيل
له ائت عمر رضى الله عنه فقل له انكم مسقون فعليك الكيس
قال فبكى عمر رضى الله عنه وقال يارب، ما الو الا ما
عجزت منه ذكره الحافظ ابن حجر العسقلانى فى الفتح،
ج ٢، ص ٤١٢.

رای بلال بن الحارث المزنى رضى الله عنه)

ورواه ابن خيثمة من رواية ابى صالح السمان عن مالك الدار،
ذكره ابن حجر العسقلانى فى الاصابة.

رواه البيهقى (م ٤٥٨هـ) فى دلائل النبوة، ج ١١.

رواه سيف بن عمر التميمى (م ٢٠٠هـ) فى كتابه الفتوح الكبير،
ذكره العسقلانى فى الفتح، ج ٢، ص ٤١٢.

رواه البخارى (م ٢٥٦هـ) فى التاريخ من رواية ابي صالح ذكوان عن
مالك الدار، ج ٧، ص ٣٠٤.

نقله ابن عبد البر (م ٤٦٣هـ) فى الاستيعاب، ج ٢،
ص ٤٦٤، حرف عمر.

نقله ابن حجر العسقلانى (م ٨٢٠هـ) فى الاصابة ج ٣، ص ٤٨٤
وقال بعد ذكر الحديث قد روى سيف بن عمر التميمى
فى الفتوح الكبير ان الذى راى المنام المذكور و هو بلال
بن الحارث المزنى.

نقله الامام تقى الدين السبكى (م ٧٥٦هـ) فى شفاء السقام، ص ١٧٤
نقله احمد بن محمد القسطلانى (م ٩٢٣هـ) فى المواهب باب الاستسقاء.
نقله محمد بن عبد الباقى الزرقانى (م ١١٢٢هـ) فى شرح المواهب اللدنية، ج ٨، ص ٧٧.

روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ خشک سالی میں مبتلا ہو گئے، تب ایک آدمی یعنی حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس آئے۔ انھوں نے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، اپنی امت کے لئے استسقاء فرمائیں اس لئے کہ وہ لوگ ہلاک ہو گئے"۔ ان کے پاس خواب میں تشریف لائی گئی اور ان سے کہا گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ، ان سے کہو "بے شک تم لوگ سیراب کئے جانے والے ہو، سمجھ بوجھ لازم رکھو"۔ راوی نے کہا تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض فرمایا "اے رب، میں کسر نہیں چھوڑتا ہوں مگر جس سے میں عاجز ہو گیا"۔ اسے حافظ حدیث علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں ذکر کیا ہے۔ (ج ۲ ص ۴۱۲)۔

اسے ابن خیثمہ نے روایت کیا ہے۔ یہ روایت ابو صالح سمان سے ہے، انھوں نے مالک الدار سے روایت کیا ہے، جیسا کہ علامہ ابن حجر عسقلانی نے اصابہ میں ذکر کیا ہے۔

بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) نے دلائل النبوۃ میں۔ (جلد ۱۱)۔

سیف بن عمر تمیمی (متوفی ۲۰۰ھ) نے اپنی کتاب "الفتوح الکبیر" میں، جیسا کہ علامہ عسقلانی نے فتح الباری میں ذکر کیا ہے۔ (ج ۲ ص ۴۱۲)۔

بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) نے تاریخ میں۔ یہ روایت ابو صالح ذکوان سے ہے، انھوں نے مالک الدار سے روایت کیا ہے۔ (ج ۷ ص ۳۰۴)۔

اسے ابن عبد البر (متوفی ۴۶۳ھ) نے استیعاب میں نقل کیا ہے۔ (جلد ۲، ص ۴۶۴، "عمر" نام والوں میں)۔

علامہ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۲۰ھ) نے اصابہ میں (ج ۳ ص ۴۸۴)۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے حدیث مذکور کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا "سیف بن عمر تمیمی نے فتوح کبیر میں روایت کیا ہے کہ جنہوں نے مذکور خواب کو دیکھا تھا وہ حضرت بلال بن حارث مزنی ہیں"۔

امام تقی الدین سبکی (متوفی ۷۵۶ھ) نے شفاء السقام میں۔ (ص ۱۷۴)۔

علامہ احمد بن محمد قسطلانی (متوفی ۹۲۳ھ) نے مواہب لدنیہ کے باب الاستسقاء میں۔

علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی (متوفی ۱۱۲۲ھ) نے شرح مواہب لدنیہ میں۔ (ج ۸ ص ۷۷)۔

قد ثبت بحمده تعالى بهذه الدلائل التوسل بذوات الانبياء والصالحين خصوصا بذات النبي صلى الله عليه وسلم قبل خلقه وبعده وفي حيوته وبعد وفاته بالقرآن والاحاديث الصحيحة

وقد انعقد الاجماع على جواز التوسل بالنبي صلى الله عليه وسلم بعد وفاته من زمن الصحابة رضوان الله عليهم اجمعين الى الآن ومن قال بخلافه من المتأخرين فقد ردّ عليه قوله لان قوله خلاف لاجماع الصحابة ومن بعدهم من الامة والقول المخالف للاجماع مردود لا يعبأ به -

الاجماع

اما اجماع الصحابة على ان التوسل بذوات الانبياء والصلحين جائز فكما روى البخاري في صحيحه باب الاستسقاء ان عمر رضي الله عنه قال متوسلا بالعباس رضي الله عنه اللهم اناكنا نتوسل اليك بنبينا صلى الله عليه وسلم فتسقينا وانا نتوسل اليك بعم نبيك فاسقنا قال عمر رضي الله عنه خطابا للصحابة فاتخذوه اى عباسا رضي الله عنه وسيلة فلم ينكر احد من الصحابة على عمر رضي الله عنه في قوله وفعله -

كذا اذا استسقى معاوية بن ابي سفيان توسلا بيزيد بن الاسود بحضر الصحابة والتابعين كما مر رواية ابن سعد في الطبقات فلم ينكره احد من الحاضرين على معاوية رضي الله عنه فثبت

بحمدہ تعالیٰ ان دلیلوں سے یعنی قرآن حکیم سے اور احادیث صحیحہ سے حضرات انبیاء علیہم السلام اور صالحین کی ذوات سے توسل کرنا ثابت ہوگیا، بالخصوص حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریفہ سے، آپ کی پیدائش سے پہلے بھی، آپ کی حیات ظاہرہ میں بھی، اور آپ کی وفات آنی کے بعد بھی۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ظاہرہ کے بعد حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے زمانہ سے اب تک آپ سے توسل کرنے کے جواز پر اجماع منعقد ہے۔ متأخرین میں سے جس نے اس کے خلاف کہا، اس کا قول اسی پر مردود ہوا، اس لئے کہ اس کا قول حضرات صحابۂ کرام اور ان کے بعد تشریف لانے والے حضرات کے اجماع کے خلاف ہے اور جو قول اجماع کے خلاف ہے مردود ہے۔ اس کی پرواہ نہیں کی جاتی ہے۔

اجماع

اس پر حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور صالحین سے توسل جائز ہے، جیسا کہ بخاری نے صحیح البخاری کے باب الاستسقاء میں روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کرتے ہوئے عرض فرمایا "اے اللہ، ہم تیری جانب اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرتے تھے اور تو ہمیں سیراب فرماتا تھا، اور اب ہم تیری جانب تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکرم چچا سے توسل کرتے ہیں، تو ہمیں سیراب فرما" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرات صحابہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "لہذا آپ لوگ انہیں یعنی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بناؤ" صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے اس قول و فعل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر انکار نہیں کیا۔

اس طرح جب صحابہ و تابعین کی موجودگی میں حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ سے توسل کرتے ہوئے استسقاء کیا، جیسا کہ ابن سعد کی کتاب "طبقات" والی روایت میں گذرا، حاضرین میں سے کسی نے حضرت معاویہ پر انکار نہیں کیا۔ لہذا ذوات سے توسل کرنے کے جائز ہونے پر صحابہ و تابعین کا اجماع ثابت ہوگیا۔ اگر ذوات صالحین سے توسل کرنا شرک، حرام یا ممنوع ہوتا تو حضرت عمر اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما صالحین سے توسل نہ کرتے

اجماع الصحابة والتابعين على جواز التوسل بالذوات، ولو كان التوسل بذوات الصالحين شركا اوحراما اوممنوعا لما توسل عمر ومعاوية رضى الله عنهما بالصالحين ولما سكت سائر الصحابة والتابعين على فعلهما وقد صرح ابن تيمية في رسالة التوسل والوسيلة بانعقاد اجماع الصحابة فى القضيتين المذكورتين وقال قال عمر رضى الله عنه فى دعائه الصحيح المشهور باتفاق اهل العلم بمحضر من المهاجرين والانصار فى عام الرمادة المشهورة لما اشتد بهم الجدب حتى حلف عمر لا ياكل سمنا حتى يخصب الناس ثم لما استسقى بالعباس قال اللهم انا كنا، الى اخر الحديث. هذا الدعاء اقره جميع الصحابة ولم ينكر عليه احد مع شهرته وهو من اظهر الاجماعات الاقرارية ودعى بمثله معاوية بن سفين فى خلافته، انتهى كلامه.

وكذا انعقد اجماع الصحابة على جواز التوسل بالنبى صلى الله عليه وسلم بعد موته فى زمن عمر وعثمان بن عفان رضى الله عنهما اذ جاء رجل اى بلال بن الحارث المزنى رضى الله عنه الى قبر النبى صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله استسق لامتك فانهم قد هلكوا فاتى الرجل فى المنام فقيل له ائت عمر رضى الله عنه وقل انكم مسقون فقال عمر اللهم ما الوالا ما عجزت كما رواه ابن ابى شيبة والبيهقى والبخارى وابن عبد البر وغيرهم وكذا فى قصة الرجل الذى يختلف على عثمان بن عفان فى حاجة له ولا يلتفت اليه عثمان فلقى الرجل عثمان بن حنيف فعلمه عثمان بن حنيف الدعاء اللهم انى

اور تمام صحابہ و تابعین آپ حضرات کے فعل پر خاموش نہ رہتے۔ ابن تیمیہ نے اپنے رسالہ "التوسل والوسیلۃ" میں ہر دو واقعہ مذکورہ میں اجماع صحابہ کے منعقد ہونے کی تصریح کی ہے، اور کہا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مہاجرین وانصار کی موجودگی میں "عام رمادہ" کے نام سے مشہور سال میں جب لوگ شدید خشک سالی میں مبتلا ہو گئے اور خود آپ نے حلف کیا کہ جب تک لوگ شاداب نہ ہوں گے، گھی نہ کھائیں گے، پھر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے استسقاء کیا، اپنی اس دعا میں جو اہل علم کے اتفاق سے صحیح و مشہور ہے، عرض فرمایا" اے اللہ، ہم تیری جانب اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرتے تھے الی آخر الحدیث" اس دعا کو تمام صحابہ نے ثابت رکھا، اور اس کے مشہور ہو جانے کے باوجود اس پر انکار نہ کیا۔ یہ اقراری اجماعات میں اظہر ہے۔ حضرت معاویہ بن ابو سفیان نے اپنی خلافت کے زمانے میں اسی قسم کی دعا کی۔ انتہیٰ کلامہ۔

اسی طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی وفات ظاہرہ کے بعد توسل کرنے کے جواز پر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں اجماع صحابہ منعقد ہو گیا جبکہ ایک آدمی یعنی حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس تشریف لے گئے اور کہا" یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، اپنی امت کے لئے استسقاء فرمائیں اس لئے کہ وہ لوگ ہلاک ہو گئے" ان کے پاس خواب میں تشریف لائی گئی اور کہا گیا" تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور کہو بے شک آپ لوگ سیراب ہونے والے ہیں" اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض فرمایا" اے اللہ، میں کسر نہیں چھوڑتا ہوں مگر جس سے میں عاجز ہو گیا" جیسا کہ ابن ابی شیبہ، بیہقی، بخاری، ابن عبد البر وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ اسی طرح اس آدمی کے واقعہ میں جو اپنی کسی حاجت میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بار بار جاتا تھا اور حضرت عثمان اس کی طرف توجہ نہیں فرماتے تھے۔ اس آدمی کی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہو گئی۔ حضرت عثمان بن حنیف نے اسے یہ دعا سکھائی:۔ اللھم انی اسألک واتوجہ الیک بنبیک نبی الرحمۃ یا محمد انی توجھت بک الی ربی فی حاجتی (اے اللہ، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری جانب تیرے نبی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے متوجہ

اسألك واتوجه اليك بنبيك نبي الرحمة يا محمد! انى توجهت بك الى ربي فى حاجتى، الى اخر الحديث۔

فلم ينكر عمر رضى الله عنه ومن بحضره من الصحابة على بلال بن الحارث فى قوله وعمله ولذا لم ينكر عثمان بن عفان رضى الله عنه ومن بحضره على الرجل ولا على عثمان بن حنيف فى قولهما وعملهما بل اعترف عمر وعثمان رضى الله عنهما ببركة اصحاب القصة۔

وكذا اذا اشتهر بشارة السقاء اشتهر سبب البشارة الذى هو استسقاء بلال بن الحارث المزنى برسول الله صلى الله عليه وسلم بقوله يا رسول الله استسق لامتك فلم ينكره احد من الصحابة ومن بعدهم، فهذا هو الاجماع السكوتى من الصحابة والتابعين وقد اعترف ابن تيمية بانعقاد هذا الاجماع بقوله هذا دعاء عمر اقره عليه جميع الصحابة ولم ينكره عليه احد مع شهرته وهو من اظهر الاجماعات الاقرارية ودعا بمثله معاوية بن ابي سفيان فى خلافته كما مر قوله۔

وصرح الشوكانى فى رسالته الدر النضيد بقوله ثبت التوسل بغيره صلى الله عليه وسلم بعد موته باجماع الصحابة۔

فقد ثبت اجماع الصحابة على التوسل برسول الله صلى الله عليه وسلم وبذوات الصالحين بعد موته صلى الله عليه وسلم فمن انكر التوسل بذات رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد موته صلى الله عليه وسلم او بذوات الصالحين فقد خرق الاجماع والقول الخارق للاجماع باطل ومردود بالاتفاق فلذا رد العلماء كافة على ابن تيمية اذ قال بعدم جواز التوسل بذوات الصالحين

ہوتا ہوں، اے حضرت محمد صلی اللہ علیک وسلم، میں نے اپنی حاجت میں اپنے رب کی طرف آپ کے وسیلہ سے توجہ کی) الی آخر الحدیث۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور ان صحابۂ کرام نے جو کہ وہاں موجود تھے، حضرت بلال بن حارث پر ان کے اس قول اور عمل میں انکار نہیں فرمایا۔ اسی طرح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور موجود حضرات نے نہ اس آدمی پر اس کے اس قول وعمل میں انکار فرمایا، نہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ پر ان کے اس قول وعمل میں، بلکہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان واقعات کے اصحاب کی برکت کا اعتراف فرمایا۔

اسی طرح جب سیرابی کی بشارت مشہور ہوئی، اس بشارت کا سبب بھی مشہور ہوا اور وہ حضرت بلال بن حارث مزنی کا حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اس قول کے ساتھ استسقاء ہے کہ :۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، اپنی امت کے لئے استسقاء فرمائیں۔ حضرات صحابۂ کرام میں سے اور آپ حضرات کے بعد تشریف لانے والے حضرات میں سے کسی نے اس پر انکار نہیں کیا۔ یہ حضرات صحابہ وتابعین کا اجماع سکوتی ہے۔ ابن تیمیہ نے اس اجماع کے منعقد ہونے کا اپنے اس قول سے اعتراف کیا ہے کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعاء ہے۔ تمام صحابۂ کرام نے اسے ثابت رکھا اور اس کے مشہور ہو جانے کے باوجود کسی نے بھی اس پر انکار نہیں کیا۔ یہ اقراری اجماعات میں اظہر ہے اور حضرت معاویہ بن ابو سفیان نے اپنی خلافت کے زمانے میں اسی قسم کی دعاء کی، جیسا کہ گذرا۔

اور شوکانی نے اپنے رسالہ "درنضید" میں اپنے اس قول کے ساتھ تصریح کی ہے کہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد دوسرے سے توسل کرنا اجماع صحابہ سے ثابت ہے۔

اس طرح حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ کی وفات ظاہرہ کے بعد ذوات صالحین سے توسل کرنے پر اجماع صحابۂ کرام ثابت ہوگیا۔ تو جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی ذات کریمہ سے یا ذوات صالحین سے توسل کا انکار کیا، اس نے خرق اجماع کیا اور جو قول خارق اجماع ہے، بالاتفاق باطل ومردود ہے۔ اسی لئے سبھی علماء نے ذوات صالحین سے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ سے توسل کرنے کو ناجائز کہنے کی

وبذات النبى صلى الله عليه وسلم بعد موته لان قول ابن تيمية خارق للاجماع الثابت المنقول الينا من الصحابة والتابعين .

والعجب من ابن تيمية قد اعترف بصحة الاحاديث وكذا اعترف بانعقاد اجماع الصحابة وقال حديث عثمان بن حنيف الذى فيه قصة رجل يختلف على عثمان بن عفان رضى الله عنه وحديث الاعمى فقد رواه المصنفون ثم قال بعد ذكر قصة توسل عمر بالعباس رضى الله عنهما وقصة معاوية بن سفيٰن بيزيد بن الاسود . هذا دعاء عمر اقر عليه جميع الصحابة لم ينكر عليه احد مع شهرته وهو من اظهر الاجماعات الاقرارية انتهىٰ .

فمع هذا الاعتراف لا يجد سبيلا الى انكار التوسل بذات الصالحين وبذات النبى صلى الله عليه وسلم بعد موته لانه بهذا الاعتراف التزم ان الدعاء الذى فيه كلمات التوسل بذاته الشريفة وبذات الصالحين جائز و ثابت باجماع الصحابة وهذا الامر هو التوسل فى اصطلاح الشرع .

وايضا انكاره التوسل بذات النبى صلى الله عليه وسلم والصالحين هو انكار لاجماع الصحابة وقد اعترف بتحقق الاجماع واعتراف الاجماع هو اعتراف التوسل بذوات الصالحين وبذات النبى صلى الله عليه وسلم فاعتراف الاجماع مناقض لانكار التوسل .

واذا لزمه الاشكال فاستخلص بقوله ان ما ثبت بالاحاديث والاجماع هو التوسل بالدعاء لكن قوله هذا غير صحيح لان هذا الدعاء هو قول الداعى ، اللهم انى اتوجه اليك بنبيك ، وقوله يا محمد انى توجهت بك الى ربى فى حاجتى ،

بنا پر ابن تیمیہ کا رد کیا کہ ابن تیمیہ کا قول حضرات صحابہ و تابعین سے ہم تک پہنچے ہوئے اجماع ثابت کے لئے خارق ہے۔

ابن تیمیہ سے یہ بات عجیب ہے۔ اس نے احادیث مذکورہ کی صحت کا اعتراف کیا ہے۔ حضرات صحابۂ کرام کے اجماع کے منعقد ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ اس نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی اس حدیث کے بارے میں، جس میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی کے بار بار جانے کا واقعہ ہے، اور نابینا والی حدیث کے بارے میں یہ کہا ہے کہ "اسے مصنفین نے روایت کیا ہے" پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کرنے کے واقعہ اور حضرت معاویہ بن ابوسفیان کے حضرت یزید بن اسود سے توسل کرنے کے واقعہ کو ذکر کرنے کے بعد اس نے کہا ہے "یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا ہے، تمام صحابہ نے اسے ثابت رکھا ہے، اس کی شہرت کے باوجود اس پر کسی نے انکار نہیں کیا ہے۔ یہ اقراری اجماعات میں اظہر ہے" انتہیٰ۔

اس اعتراف کے ہوتے ہوئے اس کے لئے کوئی سبیل نہیں ہے کہ ذوات صالحین سے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی ذات کریمہ سے توسل کرنے کا انکار کر سکے، اس لئے کہ اس نے اس اعتراف سے اس امر کا التزام کر لیا کہ وہ دعا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریفہ اور ذوات صالحین سے توسل کے کلمات ہیں، جائز ہے اور اجماع صحابہ سے ثابت ہے اور یہی امر شرع شریف کی اصطلاح میں توسل ہے۔

پھر اس کا ذات کریمۂ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صالحین سے توسل کا انکار اجماع صحابۂ کرام کا انکار ہے۔ اس نے خود اجماع کے منعقد ہونے کا اعتراف کیا ہے اور اس اجماع کا اعتراف ذوات صالحین سے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کریمہ سے توسل کا اعتراف ہے۔ لہٰذا اس کا اجماع کا اعتراف اس کے توسل سے انکار کے لئے مناقض ہے۔

جب اسے اشکال پیش آگیا، اس نے اپنے اس قول کے ساتھ اس سے چھٹکارا چاہا کہ "احادیث شریفہ اور اجماع سے جو ثابت ہے وہ دعا سے توسل کرنا ہے" لیکن اس کا یہ قول صحیح نہیں ہے، اسلئے کہ یہ دعا، دعا کرنے والے کا یہ قول ہے کہ:۔ اے اللہ، میں تیری جانب تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں، اے حضرت محمد صلی اللہ علیک وسلم، میں نے اپنی حاجت میں اپنے رب کی طرف آپ کے وسیلہ سے توجہ کی، ہم تیری جانب اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرتے ہیں،

وقوله انا نتوسل اليك بنبينا صلى الله عليه وسلم وقوله انا نتوسل اليك بعم نبيك صلى الله عليه وسلم، وقوله اللهم انا نتوسل او نستشفع او نستسقي بيزيد بن الاسود، وقوله يا رسول الله استسق لامتك فهذا دعاء بالتوسل لا انه توسل بالدعاء والفرق ظاهر.

وايضا قد التزم بقوله هذا دعاء عمر اقره عليه الصحابة ان الدعاء الذى فيه ذكر التوسل بذاته الشريف صلى الله عليه وسلم او بذوات الصالحين جائز وثابت باجماع الصحابة فهذا هو التوسل صورة ومعنى فما معنى انكاره.

فالحاصل ان انكار ابن تيمية باطل مردود لانه خارق للاجماع ومناقض لاعترافه الاجماع وقوله انه توسل بالدعاء فهو كذب وغلط لان ما ثبت بالاحاديث هو الدعاء بالتوسل لا انه توسل بالدعاء ولانه قد اعترف انه دعاء بذكر التوسل ومن قال بقول ابن تيمية فقوله ايضا باطل لانه بناء بباطل على الباطل فموافقة هؤلاء لابن تيمية تضرهم ولا تنفعهم وتخفضهم ولا ترفعهم فلا يلتفت اليهم فيما خالفوا فيه جمهور الامة كما لا يلتفت اليه ولا يعول عليه فى ذلك لا سيما فى مسألة الزيارة والتوسل بخير الانام عليه الصلوٰة والسلام.

اقوال السلف

اما اقوال السلف فلا تعد ولا تحصى وكانت تكفى حجة اقوال السلف والخلف التى مر ذكرها فى ضمن الابحاث المذكورة ولكن ننقل كلام بعض الائمة المجتهدين الذين هم قدوة المسلمين ليتم الحجة على المنكرين المعاندين.

ہم تیری جانب تیرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکرم چچا سے توسل کرتے ہیں، اے اللہ، ہم حضرت یزید بن اسود سے توسل کرتے ہیں، یا ان کی شفاعت طلب کرتے ہیں یا ان کے وسیلہ سے استسقاء کرتے ہیں اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، اپنی امت کے لئے استسقاء فرمائیں" یہ توسل کے ساتھ دعا ہے نہ کہ دعا سے توسل اور فرق ظاہر ہے۔

نیز اس نے اپنے قول " یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا ہے۔ حضرات صحابہ کرام نے اسے ثابت رکھا ہے" سے اس بات کا التزام کیا ہے کہ جس دعا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریفہ سے یا ذوات صالحین سے توسل کا ذکر ہے، وہ جائز ہے اور اجماع صحابہ سے ثابت ہے۔ تو یہ صورۃً بھی توسل ہے، اور معنیً بھی۔ تب اس کے انکار کے کیا معنیٰ ؟

ماحصل یہ ہے کہ ابن تیمیہ کا انکار باطل و مردود ہے، اس لئے کہ وہ خارقِ اجماع ہے اور اس کے اپنے اعترافِ اجماع کے لئے مناقض ہے اور اس کا قول " یہ دعا سے توسل ہے" کذب ہے، غلط ہے، اس لئے کہ جو احادیث کریمہ سے ثابت ہے وہ توسل کے ساتھ دعا ہے نہ کہ دعا سے توسل اور اس نے خود اعتراف کیا ہے کہ یہ توسل کے ذکر کے ساتھ دعا ہے۔ ابن تیمیہ کے اس قول کا جو قائل ہے اس کا یہ قول بھی باطل ہے، اس لئے کہ یہ باطل پہ بنائے باطل ہے۔ تو ان لوگوں کی ابن تیمیہ سے موافقت ان کے لئے مضر ہے، نافع نہیں، اور انھیں گرادینے والی ہے، بلند کرنے والی نہیں۔ لہذا جس امر میں ان لوگوں نے جمہورِ امت کی مخالفت کی، اس میں ان کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا، جس طرح نہ ابن تیمیہ کی طرف التفات کیا جاتا ہے، نہ اس کے بارے میں اس پر اعتماد کیا جاتا ہے، خصوصاً حضور خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت اور آپ سے توسل کرنے کے مسئلہ میں۔

اقوالِ سلف

اقوال سلف تو بے شمار ہیں۔ سلف و خلف کے جن اقوال کا ابحاث مذکورہ کے ضمن میں ذکر ہو چکا ہے، حجت کے طور پر وہی بہت تھے۔ لیکن ہم مقتدایان مسلمانان، ائمہ مجتہدین میں سے بعض حضرات کا کلام نقل کریں گے تاکہ معاند منکرین پر حجت پوری ہو جائے۔

ام المؤمنين عائشة الصديقة رضی الله عنها (م ٥٨ھ)

روی الدارمی (م ٢٥٥ھ) فی مسنده، ج ١، ص ٤٣، باب اکرم الله نبیه صلی الله علیه وسلم بعد موته، عن ابي الجوزاء، قال قحط اهل المدينة قحطا شديدا فشكوا الى عائشة رضی الله عنها فقالت انظروا الى قبر النبی صلی الله علیه وسلم فاجعلوا كوة الى السماء حتى لا يكون بينه وبين السماء سقف ففعلوا فمطروا، الحديث۔

ورواه ابن الجوزی (م ٥٩٧ھ) فی الوفاء، ص ٨٠١۔

خليفة المسلمين علی رضی الله عنه (م ٤٠ھ)

روی البخاری (م ٢٥٦ھ) فی الجامع، ج ١، ص ١٣٧) انه لما جاء الاعرابي وشكى النبی صلی الله علیه وسلم القحط فدعى الله فانجابت السحاب بالمطر قال صلى الله عليه وسلم لوكان ابوطالب لقرت عيناه من ينشدنا قوله فقال علی رضی الله عنه يارسول الله! كانك اردت قوله ؎

وابيض يستسقى الغمام بوجهه
ثمال اليتمٰى عصمة للارامل

فتهلل وجه النبی صلی الله علیه وسلم۔

الامام مالك رضی الله عنه (م ١٧٩ھ)

روی القاضی عياض المالكی (م ٥٤٤ھ) فی الشفاء باسناد صحيح باب حرمة النبی صلی الله علیه وسلم بعد موته لازم۔

نقله الامام شهاب الدين الخفاجی (م ٨١٢ھ) فی شرح الشفاء ج ٣، ص ٣٩٨، انه لما حج المنصور (الخليفة الثانی من بنی عباس) وزار قبر النبی صلی الله علیه وسلم سأل الامام مالكا رضی الله عنه وهو بالمسجد

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (متوفاۃ ۵۸ھ)

دارمی (متوفی ۲۵۵ھ) نے مسند دارمی کے (ص ۴۳ ج ۱) "اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کی وفات کے بعد اکرام فرمایا" کے عنوان والے باب میں ابوالجوزاء سے روایت کیا:-
کہا مدینہ منورہ کے لوگ شدید قحط سالی میں مبتلا ہوئے۔ ان لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں اس کے بارے میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی طرف دیکھو، پھر آسمان کی طرف ایک روشندان بناؤ کہ آپ کے اور آسمان کے درمیان چھت نہ رہے۔" ان لوگوں نے ایسا ہی کیا، تب بارش سے سیراب ہوئے، الحدیث۔

ابن الجوزی (متوفی ۵۹۷ھ) نے اسے "وفاء" میں روایت کیا ہے۔ (ص ۸۰۱)۔

حضرت خلیفۃ المسلمین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۴۰ھ)

بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) نے جامع صحیح (ص ۱۳۷ ج ۱) میں روایت کیا ہے کہ جب اعرابی آیا اور خشک سالی کے بارے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی۔ تب بادل برسا اور کھل کر برسا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "حیات ہوتی تو آج ابوطالب کی آنکھیں ضرور ٹھنڈی ہوتیں، ہمیں ابوطالب کا شعر کون پڑھ کر سنائے گا؟" اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض فرمایا:- یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، ان کا یہ شعر گویا آپ کی مراد ہے ؎

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ ٭ ثمال الیتمیٰ عصمۃ للارامل

(آپ سفید (گندم گوں) ہیں، آپ کے چہرہ کے وسیلہ سے بارش مانگی جاتی ہے، آپ یتیموں کے فریادرس ہیں، آپ بیواؤں کے نگہبان ہیں)۔
اسے سن کر حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ روشن اور دمک اٹھا۔

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۱۷۹ھ)

قاضی عیاض مالکی (متوفی ۵۴۴ھ) نے کتاب "شفاء" کے "حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت آپ کی وفات کے بعد بھی لازم ہے" کے عنوان والے باب میں اسناد صحیح کے ساتھ یہ روایت کیا ہے۔

امام شہاب الدین خفاجی (متوفی ۱۰۶۹ھ) نے شرح شفاء (ص ۳۹۸ ج ۳) میں اسے نقل کیا ہے کہ جب منصور (خلفائے بنی عباس میں سے خلیفہ دوم) نے حج کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کی۔ مسجد نبوی شریف میں حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا:- اے جناب ابوعبداللہ، میں قبلہ کی طرف چہرہ کرتا ہوا دعا مانگوں یا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چہرہ

النبوی وقال لہ یا اباعبد اللہ استقبل القبلة وادعو ام استقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال مالک رضی اللہ عنہ ولم تصرف وجھک عنه وھو وسیلتک ووسیلة ابیک آدم الی اللہ تعالی بل استقبلہ واستشفع بہ فیشفعہ اللہ فیک۔

نقلہ الامام السبکی (م ٧٥٦ھ) فی شفاء السقام، ص ١٥٣۔

" الامام القسطلانی (م ٩٢٣ھ) فی المواھب باب زیارة قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

نقلہ الامام السمھودی (م ٩١١ھ) فی وفاء الوفاء، ص ١٣٧٦ھ

" الامام الزرقانی (م ١١٢٢ھ) فی شرح المواھب، ج ٨، ص ٣٥٧ وقال رواہ القاضی باسناد صحیح رجالہ ثقات۔

الامام الاعظم ابوحنیفة رضی اللہ عنہ (م ١٥٠ھ)

روی الامام ابوحنیفة فی مسندہ کتاب الحج:

عن نافع عن عمر[ع] رضی اللہ عنہ من السنة ان تأتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قبل القبلة وتجعل ظھرک الی القبلة واستقبل القبر لوجھک ثم تقول السلام علیک ایھا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ۔

الامام کمال الدین بن الھمام الحنفی رضی اللہ عنہ (م ٨٦١ھ)

فتح القدیر، ج ٢، ص ٣٣٧، کتاب الحج، باب زیارة النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

ویسأل اللہ حاجتہ متوسلا الی اللہ بحضرة نبیہ ثم قال یسأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم الشفاعة فیقول یا رسول اللہ اسألک الشفاعة یا رسول اللہ اتوسل بک الی اللہ۔

ع رواہ نافع عن سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنھما من قولہ وقد سقط ھھنا لفظ ابن وھو ثابت فی جامع مسانید الامام الاعظم تالیف العلامة ابی المؤید الخوارزمی۔ ١٣

کروں ؟" حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "تم کیوں آپ کی طرف سے اپنا چہرہ پھیروگے جب کہ آپ اللہ تعالیٰ کی جانب تمھارا بھی وسیلہ ہیں، تمھارے باپ حضرت آدم کا بھی وسیلہ ہیں ؟ آپ ہی کی طرف چہرہ کرو اور آپ کی شفاعت کی درخواست کرو، اللہ تعالیٰ تمھارے معاملے میں آپ کی شفاعت کو قبول فرمائے گا۔"

امام سبکی (متوفی ۷۵۶ھ) نے اسے شفاء السقام میں نقل کیا ہے (صـ ۱۵۳)۔

امام قسطلانی (متوفی ۹۲۳ھ) نے مواہب لدنیہ کے باب زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں۔

امام سمہودی (متوفی ۹۱۱ھ) نے وفاء الوفاء میں (صـ ۱۳۷۶)۔

امام زرقانی (متوفی ۱۱۲۲ھ) نے مواہب لدنیہ کی شرح میں (صـ ۳۵۷ ج ۸) اسے نقل کیا اور فرمایا "اسے قاضی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے اور رجال ثقہ ہیں۔"

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۱۵۰ھ)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسند کی کتاب الحج میں

حضرت نافع سے روایت فرمایا ہے، انھوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے "سنت یہ ہے کہ تم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر قبلہ کی جہت سے جاؤ، قبلہ کی طرف پیٹھ کرو، اور قبر شریف کی طرف چہرہ کرو، پھر کہو السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔"

امام کمال الدین بن ہمام حنفی رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۶۱ھ)

آپ کی فتح القدیر کی کتاب الحج کے باب زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (صـ ۳۳۷ ج ۲) میں ہے:۔

اور حضرۃ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کی جانب توسل کرتا ہوا اس سے اپنی حاجت کے پورے ہونے کا سوال کرے گا۔ پھر فرمایا "حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح شفاعت کا سوال کرے گا کہ یا رسول اللہ اسألک الشفاعۃ یا رسول اللہ اتوسل بک الی اللہ (یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، میں آپ سے شفاعت کی درخواست کرتا ہوں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، میں اللہ تعالیٰ کی جانب آپ سے توسل کرتا ہوں)۔"

الامام الشافعی رضی اللہ عنہ (م ٢٠٤ھ)

روی الحافظ ابوبکر الخطیب البغدادی (م ٤٦٣ھ) فی التاریخ ج ١، ص ١٢٣، بسند صالح:

ان الامام الشافعی رضی اللہ عنہ ایام ھو ببغداد کان یتوسل بالامام ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ یجئ الی ضریحہ یزورہ فیسلم علیہ ثم یتوسل الی اللہ تعالیٰ بہ فی قضاء حاجاتہ۔

نقلہ العلامۃ ابن حجر (م ٩٧٣ھ) فی کتابہ الخیرات الحسان، ص ٦٩

ایضا قول الشافعی متوسلا باھل البیت النبوی۔

نقلہ العلامۃ ابن حجر فی الصواعق المحرقۃ، ص ١٨٠۔

آل النبی ذریعتی وھمُ الیہ وسیلتی

ارجو بھم اعطی غدا بید الیمین صحیفتی

الامام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ (م ٢٤١ھ)

نقلہ العلامۃ یوسف النبہانی (م ١٣٥٠ھ) فی شواھد الحق ص ١٦٦۔

انہ توسل الامام احمد بن حنبل بالامام الشافعی رضی اللہ عنہ حتی تعجب ابنہ عبد اللہ بن الامام احمد بن حنبل من ذلک فقال لہ الامام احمد، ان الشافعی کالشمس للناس وکالعافیۃ للبدن

الامام ابو عیسی الترمذی رضی اللہ عنہ (م ٢٧٩ھ)

قد جوز التوسل بذوات المسلمین حیث ترجم الباب من ابواب الجھاد فی جامعہ وقال (باب ماجاء فی الاستفتاح بصعالیک المسلمین) واخرج تحت

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۲۰۴ھ)

حافظ حدیث ابو بکر خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) نے تاریخ (ص ۱۲۳ ج ۱) میں سند صالح کے ساتھ روایت کیا ہے

کہ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ اپنے بغداد شریف میں رہنے کے زمانے میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توسل کرتے تھے۔ آپ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے آپ کی قبر پر حاضر ہوتے تھے تو آپ پر سلام کرتے تھے، پھر اپنی حاجتوں کے پورے ہونے میں اللہ تعالیٰ کی جانب آپ سے توسل کرتے تھے۔

اسے علامہ ابن حجر مکی (متوفی ۹۷۳ھ) نے اپنی کتاب خیرات حسان میں نقل کیا ہے (ص ۶۹)۔

پھر حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے حضرات اہل بیت نبوی سے توسل کرتے ہوئے یہ شعر فرمایا ہے

جیسے علامہ ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ (ص ۱۸۰) میں نقل کیا ہے :۔

آل النبی ذریعتی وهم الیه وسیلتی ٭ ارجو بهم اعطیٰ غدا بید الیمین صحیفتی

(حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اطہار میرا ذریعہ ہیں، یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی جانب میرا وسیلہ ہیں، میں امیدوار ہوں کہ آپ حضرات کے وسیلہ سے کل (قیامت میں) میرا صحیفہ مجھے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا)

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۲۴۱ھ)

علامہ یوسف نبہانی (متوفی ۱۳۵۰ھ) نے شواہد الحق (ص ۱۶۶) میں نقل کیا ہے

کہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ سے توسل کیا یہاں تک کہ آپ کے صاحبزادہ حضرت عبد اللہ نے اس سے تعجب کیا۔ تب حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا "بے شک حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ ایسے ہیں جیسے لوگوں کے لئے سورج اور بدن کیلئے عافیت۔

حضرت امام ابو عیسیٰ ترمذی رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۷۹ھ)

آپ نے ذوات مسلمین سے توسل کو جائز رکھا ہے کہ جامع الترمذی کے ابواب جہاد میں سے ایک باب کا عنوان اس طرح قائم کیا ہے (فقراء مسلمین کے وسیلہ سے مدد طلب کرنے کے بارے میں آئی ہوئی روایت کا باب)۔ ترمذی نے اس باب کے تحت حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو روایت کیا

الباب حديث ابي الدرداء رضى الله عنه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، ابغونى فى ضعفائكم فانما ترزقون وتنصرون بضعفائكم (الترمذى ص ٢٦١)

الامام النووى الشافعى رضى الله عنه (م ٦٧٦ھ)

قال فى كتاب الاذكار باب الاذكار فى الاستسقاء، ص ١٦٠ -

انه يستحب اذا كان فيهم رجل مشهور بالصلاح ان يستسقوا به فيقولوا اللهم انا نستسقى و نستشفع اليك بعبدك فلان كما روى البخارى ان عمر رضى الله عنه استسقى بعباس رضى الله عنه وقال جاء الاستسقاء باهل الخير والصلاح عن معاوية رضى الله عنه وغيره -

الامام الغزالى الشافعى رضى الله عنه (م ٥٠٥ھ)

قال فى احياء العلوم، باب زيارة المدينة وآدابها، ج ١، ص ٢٦٠ -

يقول الزائر، اللهم قصدنا نبيك مستشفعين به اليك فى ذنوبنا و قال فى آخره ونسأ لك بمنزلته عندك وحقه اليك -

اقوال من هو حجة عند المخالف

منهم محمد بن على الشوكانى (م ١٢٥٠ھ) قال فى كتابه تحفة الذاكرين ص ١٦٣ بعد ذكر حديث عثمان بن حنيف ان رجلا كان يختلف الى عثمان بن عفان الخ و فى الحديث دليل على جواز التوسل برسول الله صلى الله عليه وسلم الى الله عزوجل وقال فيه يتوسل الى الله بانبيائه والصالحين، من التوسل بالانبياء ما اخرجه

ہے کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے اپنے ضعفاء میں ڈھونڈو کہ تم لوگ اپنے ضعفاء ہی کی بدولت رزق دیئے جاتے ہو اور مدد پہنچائے جاتے ہو۔ (ترمذی ص۲۶۱)۔

امام نووی شافعی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۷۶ھ)

آپ نے کتاب الاذکار کے استسقاء میں وارد اذکار کے باب (ص۱۶۰) میں فرمایا :۔
یہ مستحب ہے کہ جب لوگوں میں کوئی آدمی صلاح و تقویٰ کے ساتھ مشہور ہو، اسکے وسیلہ سے استسقاء کریں اور کہیں "اے اللہ، ہم تیری جانب تیرے بندہ فلاں کے وسیلہ سے استسقاء کرتے ہیں اور ان کی شفاعت کی درخواست کرتے ہیں"، جیسا کہ بخاری نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے استسقاء فرمایا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے اہل خیر و اہل صلاح کے وسیلہ سے استسقاء کرنا آیا ہے۔

حضرت امام غزالی شافعی رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۰۵ھ)

آپ نے احیاء علوم الدین کے "مدینہ منورہ کی زیارت اور اس کے آداب" کے باب (ص۲۶۰ ج۱) میں فرمایا :۔
زائر کہے گا **اللهم قصدنا نبيك مستشفعين به اليك فى ذنوبنا** (اے اللہ، ہم نے اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے تیری جانب تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت طلب کرتے ہوئے آپ کا قصد کیا)۔ اس کے اخیر میں آپ نے یہ الفاظ لکھے **ونسألك بمنزلته عندك وحقه اليك** (تیرے نزدیک آپ کے لئے ثابت منزلت اور حق کے وسیلہ سے ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں)۔

ان لوگوں کے اقوال جو مخالف کے نزدیک حجت ہیں

ان میں سے محمد بن علی شوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ) ہے۔ اس نے اپنی کتاب تحفۃ الذاکرین (ص۱۶۳) میں حضرت عثمان بن حنیف والی حدیث "ایک آدمی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس بار بار جاتا تھا الخ" کو ذکر کرنے کے بعد کہا ہے "اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ عزوجل کی جانب توسل کرنے کے جواز پر دلیل ہے"۔ اس نے اسی میں یہ بھی کہا ہے کہ "اللہ کی جانب اس کے انبیاء اور صالحین سے توسل کیا جائے گا، انبیاء سے توسل کرنے کے باب سے وہ حدیث ہے جسے ترمذی وغیرہ نے عثمان بن حنیف سے روایت کیا ہے"

الترمذی وغیره من حدیث عثمان بن حنیف فذکر الحدیث ثم قال اما التوسل بالصالحین منه ماثبت فی الصحیح ان الصحابة استسقوا بالعباس رضی الله عنه۔

وقال ایضا فی رسالته الدر النضید ان التوسل به صلی الله علیه وسلم یکون فی حیوته وبعد موته وفی حضرته ومغیبته

انه قد ثبت التوسل به صلی الله علیه وسلم فی حیوته وثبت التوسل بغیره بعد موته باجماع الصحابة، انتهی کلامه۔

نقل عبارته محمد عبد الرحمٰن بن عبد الرحیم فی تحفة الاحوذی شرح الجامع الترمذی، ج ۴، ص ۲۸۲۔

اثبت ایضا الشوکانی التوسل بذوی الصلاح فی کتابه نیل الاوطار حیث ترجم الباب باب الاستسقاء بذوی الصلاح، ج ۴، ص ۸ ونقل تحت الباب حدیث انس رضی الله عنه استسقی عمر بن الخطاب بالعباس رضی الله عنهم ثم نقل فی شرح الحدیث عبارة فتح الباری قال یستفاد من قصة العباس رضی الله عنه استحباب الاستشفاع باهل الخیر والصلاح واهل بیت النبوة وفیه فضل العباس وفضل عمر لتواضعه للعباس ومعرفته بحقه وقال بعد نقل عبارة الفتح ظاهر قوله ای قول انس رضی الله عنه ان عمر بن الخطاب رضی الله عنه کان اذا قحطوا استسقی بالعباس بن عبد المطلب فقال اللهم انا کنا نتوسل الیک بنبینا صلی الله علیه وسلم بصیغة الاستمرار یدل علی انه فعل مرارا کثیرة انتهی۔

ومنهم ابن تیمیة (م ۷۲۸ھ) قال فی رسالته "التوسل والوسیلة" بعد ذکر

پھر اس نے اس حدیث کا ذکر کیا ہے ۔ اس کے بعد کہا ہے " صالحین سے توسل کرنے کے باب سے صحیح میں ثابت یہ حدیث ہے کہ صحابہ نے عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے استسقاء کیا "۔

اس نے اپنے رسالہ " در نضید " میں یہ بھی کہا ہے کہ " آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل آپ کی حیات میں بھی ہوتا ہے، موت کے بعد بھی، اور آپ کے سامنے بھی، آپ کے پیچھے بھی "۔ " بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی حیات میں اور آپ کی موت کے بعد آپ کے غیر سے توسل اجماع صحابہ سے ثابت ہے "۔ انتھی کلامہ ۔

اس کی عبارت کو محمد بن عبد الرحمن بن عبد الرحیم نے تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی میں نقل کیا ہے ۔ (ص ۲۸۲/۴) ۔

شوکانی نے اپنی کتاب " نیل الاوطار " میں اہل صلاح سے توسل کو بھی ثابت رکھا ہے کہ اس نے ترجمۃ الباب " اہل صلاح کے وسیلہ سے استسقاء کا باب " رکھا ہے (ص ۴/۳) ۔ اس باب کے تحت اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے استسقاء فرمایا ۔ پھر اس نے اس حدیث کی شرح میں فتح الباری کی یہ عبارت نقل کی ہے کہ " حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اہل خیر و صلاح اور اہلِ بیت نبوت کی شفاعت کی درخواست کرنا مستحب ہے، اس سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا فضل ثابت ہوتا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی کہ آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لئے تواضع فرمایا، اور آپ کے حق کو پہچانا "۔ اس نے فتح الباری کی عبارت کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے " حضرت انس رضی اللہ عنہ کے قول کا ظاہر کہ لوگ جب خشک سالی میں مبتلا ہوئے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس بن عبد المطلب کے وسیلہ سے استسقاء کیا تو فرمایا اے اللہ، ہم تیری جانب اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کیا کرتے تھے (صیغۂ استمرار کے ساتھ) اس پہ دلالت کرتا ہے کہ آپ نے بارہا ایسا کیا "۔ انتھی ۔

ان میں سے ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ) ہے ۔ اس نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس بار بار جانے والے آدمی کے واقعہ میں وارد حضرت عثمان بن حنیف والی

حديث عثمان بن حنيف فى قصة الرجل الذى يختلف على عثمان بن عفان، هذا حديث الاعمى قد رواه المصنفون كالبيهقى وغيره -

ثم قال فى هذه الرسالة قال عمر فى دعائه الصحيح المشهور الثابت باتفاق اهل العلم بمحضر من المهاجرين والانصار فى عام الرمادة المشهور لما اشتد بهم الجدب حتى حلف عمر لا ياكل سمنا حتى يخصب الناس ثم لما استسقى بالعباس قال اللهم انا كنا الى آخر الحديث، هذا دعاء اقره عليه جميع الصحابة لم ينكر عليه احد مع شهرته وهو من اظهر الاجماعات الاقرارية ودعا بمثله معاوية بن ابي سفيٰن فى خلافته، انتهٰى كلامه -

(تحفة الاحوذى، ج ٤، ص ٢٨٢)

ومنهم ابن القيم (م ٧٥١ھ) قال فى زاد المعاد، ج ١، ص ٢٨، لا سبيل الى السعادة والفلاح لا فى الدنيا ولا فى الآخرة الا على ايدى الرسل ولا ينال رضاء الله البتة الا على ايديهم هذا اعتراف منه على ان السعادة والفلاح فى الدنيا يحصل بتوسل الرسل لان اعطاء السعادة والفلاح فعل الله تعالىٰ فما معنى حصر السبيل الى السعادة والفلاح فى الدنيا والآخرة على ايدى الرسل الا انهم الوسيلة الى الله لحصول المقاصد المذكورة -

منهم العلامة وحيد الدين (م ١٣٣٨ھ)

نقل فى كتابه هدية المهدى ص ٤٨، كلام الشوكانى واسحٰق الدهلوى واسمٰعيل الدهلوى قال وقال الشوكانى من اصحابنا لا وجه لتخصيص جواز

حدیث کا ذکر کرنے کے بعد اپنے رسالہ "التوسل والوسیلۃ" میں کہا ہے "یہ نابینا والی حدیث ہے، اسے بیہقی وغیرہ مصنفین نے روایت کیا ہے"۔

اس کے بعد اس نے اسی رسالہ میں کہا ہے "حضرت عمر نے عام رمادہ نام کے مشہور سال میں جب خشک سالی اس طرح شدید ہوئی کہ آپ نے حلف کیا کہ جب تک لوگ شاداب نہ ہوں گے آپ گھی نہ کھائیں گے، مہاجرین اور انصار کی موجودگی میں حضرت عباس کے وسیلہ سے استسقاء کیا تو اس میں یہ دعا کی جو کہ اہل علم کے اتفاق سے صحیح ہے، مشہور ہے، ثابت ہے :- اے اللہ، ہم تیری جانب اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کیا کرتے تھے الیٰ آخر الحدیث۔ یہ دعا ہے، جمیع صحابہ نے اسے ثابت رکھا ہے، اس کی شہرت کے باوجود اس پر ایک نے بھی انکار نہیں کیا ہے، اور یہ اقراری اجماعات میں اظہر ہے۔ حضرت معاویہ بن ابوسفیان نے اپنی خلافت کے زمانے میں اسی قسم کی دعا کی"۔ انتہیٰ کلامہ۔

(تحفۃ الاحوذی ص ۲۸۲ ج ۴)۔

ان میں سے ابن قیم (متوفی ۷۵۱ھ) ہے۔ اس نے "زاد المعاد" (ص ۲۸ ج ۱) میں کہا ہے "حضرات مرسلین کے دست اقدس کے سوا سعادت و فلاح کی طرف کوئی سبیل نہیں ہے، نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں، اور آپ حضرات کے دست اقدس کے بغیر اللہ تعالیٰ کی رضا ہرگز نہیں حاصل ہو سکتی"۔ یہ اس کا اس بات کا اعتراف ہے کہ سعادت و فلاح دنیا میں حضرات مرسلین سے توسل ہی کی بدولت حاصل ہو سکتے ہیں، اسلئے کہ سعادت و فلاح عطا کرنا تو اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ پھر دنیا و آخرت میں سعادت و فلاح کے سبیل کو حضرات مرسلین کے دست اقدس پر منحصر قرار دینے کے اس کے سوا اور کیا معنیٰ ہو سکتے ہیں کہ آپ حضرات مذکور مقاصد کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب وسیلہ ہیں؟

اور ان میں سے وہابیہ دیوبندیہ کا علامہ وحید الزمان (متوفی ۱۳۳۸ھ) ہے۔

اس نے اپنی کتاب "ہدیۃ المہدی" (ص ۴۸) میں شوکانی، اسحاق دہلوی اور اسمٰعیل دہلوی کا کلام نقل کیا ہے۔ اس نے کہا ہمارے (وہابیہ کے) اصحاب میں سے شوکانی نے کہا ہے "توسل کے جواز کو نبی (علیہ السلام) کے ساتھ خاص قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں ہے، جیسا کہ شیخ عز الدین

التوسل بالنبي كما زعمه الشيخ عز الدين بن عبد السلام و
التوسل الى الله تعالى باهل الفضل والعلم هو في الحقيقة توسل
باعمالهم الصالحة ومزاياهم الفاضلة وقال
في مقام آخر لا بأس بالتوسل بنبي من الانبياء او
ولي من الاولياء او عالم من العلماء والذي جاء الى القبر
ودعا الله وحده وتوسل بذلك الميت كان يقول اللهم اني
اسألك ان تشفيني من كذا او توسل اليك بهذا العبد الصالح
فهذا لا تردد في جوازه انتهى مختصرا۔

وقال شيخ شيخنا مولانا اسحٰق في "مائة مسائل"
يجوز دعاء الاستفتاح بحرمة الشهر الحرام
والمشعر العظام وقبر نبيك عليه السلام وقال مولانا
اسمٰعيل الشهيد في التقوية يجوز ان يقول اللهم اني اسألك
بوسيلة فلان من الاولياء انتهى۔

اذا ثبت بهٰذه الادلة ان التوسل جائز بل مطلوب
شرعا فكيف يكون شركا والمطلوب شرعا استحال ان يكون
شركا والشرك استحال ان يكون مطلوبا شرعا۔

اما حكم المعتقد بالتوسل بالانبياء والمرسلين عليهم السلام

فظهر بما سبق من الدلائل ان اعتقاده حق و
ثابت بكتاب الله وسنة رسوله واجماع الصحابة
فايمانه كامل بحمد الله تعالى واعماله مقبولة عند الله
تعالى لانه مطيع لله ورسوله في اعتقاده واعماله
ومن يطع الله ورسوله فقد فاز فوزا عظيما، كذلك
هو على صراط الذين انعم الله عليهم من النبيّين
الصديقين والشهداء والصالحين ومن كان

بن عبد السلام نے زعم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب اہل فضل اور اہل علم سے توسل درحقیقت ان کے اعمال صالحہ اور ان کے خصوصی اوصاف فاضلہ سے توسل ہے" دوسرے مقام پر کہا ہے کہ "انبیاء میں سے کسی نبی سے، اولیاء میں سے کسی ولی سے یا علماء میں سے کسی عالم سے توسل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور جو قبر کے پاس آیا، تنہا اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اس میت سے اس طرح توسل کیا کہ اے اللہ، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ فلاں مرض سے مجھے شفاء بخشئے، اور اہل صالح بندہ سے تیری جانب توسل کرتا ہوں، تو اس کے جائز ہونے میں کوئی تردد نہیں ہے" انتہیٰ مختصرا۔

اور ہمارے (وہابیہ کے) شیخ کے شیخ مولانا اسحاق نے "مائۃ مسائل" میں کہا ہے "شہر حرام، مشاعر عظام اور تمھارے نبی علیہ السلام کی قبر کی حرمت کے وسیلہ سے مدد طلب کرنے کی دعا جائز ہے" اور (ہمارے) مولانا اسمٰعیل شہید (نزد وہابیہ) نے تقویۃ میں کہا ہے "یہ کہے گا کہ اے اللہ، میں اولیاء میں سے فلاں ولی کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں" انتہیٰ۔

جب ان دلیلوں سے یہ ثابت ہوگیا کہ توسل جائز ہے بلکہ شرعاً مطلوب ہے) تو وہ شرک کیسے ہوگا؟ جو شرعاً مطلوب ہے اس کے لئے محال ہے کہ شرک ہو اور شرک کے لئے محال ہے کہ شرعاً مطلوب ہو۔

حضرات انبیاء ومرسلین علیہم السلام سے توسل کا اعتقاد رکھنے والے کا حکم

جو دلیلیں گذریں ان سے یہ ظاہر ہوگیا کہ اس کا اعتقاد حق ہے، کتاب اللہ تعالیٰ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع صحابہ سے ثابت ہے۔ لہذا بحمد اللہ تعالیٰ اس شخص کا ایمان کامل ہے اور اس کے اعمال اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہیں، اسلئے کہ وہ اپنے اعتقاد اور اعمال میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مطیع ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمان برداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی۔ اسی طرح وہ ان حضرات کی راہ پر ہے جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء، صدیق، شہید اور نیک لوگ۔ اور جو ان حضرات کے ساتھ ہے وہ صدق وصواب پر ہے۔

معهم كان على الصدق والصواب هذا هو المعيار للحق والايمان ومن قال التوسل بالانبياء والرسل شرك ومعتقده مشرك فقد كذب الله والرسول والصحابة والاسلاف لان الشرك هو اعتقاد المشاركة فى الالوهية او فى صفاته الخاصة والتوسل ليس من صفات الله وافعاله بل هو من خصوصيات العباد.

وقد صرح ائمة الوهابية ان الامور التى كانت تطلب من الانبياء والصلحاء حال كونهم احياء مثل الدعاء او الاستشفاع فطلبها منهم بعد موتهم لا يكون شركا ذكر هذه الضابطة العلامة وحيد الزمان فى كتابه هدية المهدى، ص ١٨ - ونقل كلام الشوكانى انه قال الشوكانى لاخلاف فى جواز الاستعانة والاستغاثة بالمخلوق فيما يقدر عليه والامور التى هى مختصة بالله تعالىٰ وكانت لا تطلب منهم وهم احياء منهم بعد ان ماتوا يكون شركا، فالتوسل كيف يكون شركا وهو من خصوصيات العباد وقد فعله الانبياء والصحابة والصالحون فمن قال التوسل شرك ومعتقده مشرك فقد خرج من جماعة المسلمين وهو غال وشدد فى الدين والتشديد فى الدين من خواص الخوارج والوهابية.

واعترف العلامة وحيد الزمان وهو من اركان الوهابية فى كتابه هدية المهدى، ص ٢٦، فقال شدد بعض اخواننا من المتأخرين فى امر الشرك وضيق دائرة الاسلام وجعل الامور المكروهة او المحرمة شركا ثم بين المراد من بعض اخواننا فى حاشيته فقال هو الشيخ محمد بن عبد الوهاب حيث جعل هذه الامور شركا اكبر كما يفهم من رسالته الى اهل مكة وتبعه فى اكثر الامور

حق و ایمان کے لئے یہی معیار ہے۔ جس نے یہ کہا کہ "انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل شرک ہے اور اس کا معتقد مشرک ہے" بے شک اس نے اللہ تعالیٰ، حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلاف کی تکذیب کی، اس لئے کہ مشرک الوہیت میں یا باری تعالیٰ کی صفات خاصہ میں مشارکت کا اعتقاد ہے، اور توسل اللہ تعالیٰ کی صفات اور افعال میں سے نہیں ہے، بلکہ وہ بندوں کی خصوصیات میں سے ہے۔

خود وہابیہ کے پیشواؤں نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ دعا اور شفاعت وغیرہ جن امور کو حضرات انبیاء و صلحاء سے آپ حضرات کی حیات میں طلب کیا جاتا تھا، آپ حضرات کی وفات کے بعد بھی ان امور کو آپ حضرات سے طلب کرنا شرک نہ ہوگا۔ اس قاعدہ کو (وہابیوں کے) علامہ وحید الزمان نے اپنی کتاب "ہدیۃ المہدی" (ص۱۸) میں ذکر کیا ہے۔ اس نے شوکانی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ "مخلوق جن امور پر قادر ہے، ان امور میں مخلوق سے استعانت اور استغاثہ کے جائز ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، جو امور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں اور ان حضرات سے ان کی حیات میں نہیں طلب کئے جاتے تھے، ان کی وفات کے بعد ان امور میں ایسا کرنا شرک ہوگا" تو پھر توسل کیسے شرک ہو جائے گا جبکہ وہ بندوں کی خصوصیات میں سے ہے اور خود انبیاء علیہم السلام، صحابۂ کرام اور صالحین نے توسل کیا ہے؟ لہٰذا جس نے یہ کہا کہ "توسل شرک ہے اور اس کا معتقد مشرک ہے، وہ بے شک مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہو گیا، وہ اپنے دین کے معاملے میں غالی ہے، اس نے دین میں تشدید کی، اور دین میں تشدید کرنا وہابیوں اور خارجیوں کے خواص میں سے ہے۔

(وہابیوں کے) علامہ، وہابیت کے رکن وحید الزمان نے اپنی کتاب "ہدیۃ المہدی" (ص۲۶) میں اس کا اعتراف کیا ہے۔ اس نے کہا "متأخرین میں سے ہمارے بعض بھائیوں نے شرک کے معاملے میں تشدید کی ہے، اسلام کے دائرہ کو تنگ کر دیا ہے اور امور مکروہہ یا امور محرمہ کو شرک قرار دے دیا ہے"۔ پھر اس نے اس کے حاشیہ میں "اپنے بعض بھائیوں" سے اپنی مراد کو اس طرح بیان کیا ہے کہ "وہ شیخ محمد بن عبد الوہاب ہے کہ ان امور کو شرک اکبر قرار دیدیا ہے، جیسا کہ اہل مکہ کی طرف بھیجے ہوئے اس کے خط سے سمجھ میں آتا ہے، اور اکثر

المولوی اسمٰعیل الدهلوی فی التقویة ۱۲ منه

فقد اتضح بحمد الله تعالیٰ جواز التوسل بالکتاب والسنة واجماع السلف والخلف فهو الحق الصراح وماذا بعد الحق الا الضلال.
والله نسأل وبنبیه المصطفیٰ نتوسل ان یجعل عملنا هذا مقبولا انه ذو الفضل العظیم ونبیه ذو الکرم العمیم ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم.

جواب الشیخ عبد الشکور بدار الافتاء فی دار العلوم کراتشی باکستان بان التوسل لیس بشرك بل هو جائز وثابت من السلف والخلف وان المعتقد بالتوسل مؤمن واعماله من الصلوٰة والزکوٰة والحج وغیرها صحیحة وقد نقل ان التوسل بالنبی صلی الله علیه وسلم مندوب وانه یحسن التوسل والاستغاثة بالنبی صلی الله علیه وسلم الی ربه ولم ینکر ذلك احد من السلف والخلف.

امور میں مولانا اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں اس کا اتباع کیا ہے" ۱۲ منہ۔

تو بحمد اللہ تعالیٰ کتاب اللہ تعالیٰ، سنت نبویہ شریفہ اور اجماع سلف وخلف سے توسل کا جائز ہونا واضح ہوگیا۔ تو یہ خالص حق ہے اور حق کے بعد کیا ہے مگر گمراہی۔

واللہ نسائل وبنبیہ المصطفیٰ نتوسل ان یجعل عملنا ھذا مقبولا انہ ذو الفضل العظیم ونبیہ ذو الکرم العمیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

جواب شیخ عبد الشکور، دار الافتاء، دار العلوم کراچی، پاکستان کہ توسل شرک نہیں ہے، بلکہ وہ جائز ہے اور سلف وخلف سے ثابت ہے، توسل کا اعتقاد رکھنے والا مومن ہے، اس کے نماز، زکوٰۃ، حج وغیرہ اعمال صحیح ہیں۔ مجیب مذکور نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرنا مندوب ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے رب کی جانب توسل کرنا اور استغاثہ کرنا حَسَن ہے، سلف وخلف میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔

٤٨٦

الجواب وهو الموفق للصدق والصواب

(١) :- ان التوسل بالنبی علیہ الصلوٰۃ والسلام لیس بشرک، بل ہو جائز وثابت من السلف والخلف، وحاصلہ ان العبد لا یدعو الا اللہ سبحانہ، ولکن یتوسل بحبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، بمعنی انی احب حبیبک، فتقبل دعوتی لہذا الحب، وقد ثبت ہذا النوع من التوسل بما روی عن انس بن مالک ان عمر بن الخطاب کان اذا قحطوا یستسقی بالعباس بن عبد المطلب فقال اللہم انا کنا نتوسل الیک بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فتسقینا، وانا نتوسل الیک بعم نبینا، فاسقنا، رواہ البخاری ص١٣٧ ج١

وقال صاحب روح المعانی، تحت قول اللہ تعالیٰ "وابتغوا الیہ الوسیلۃ" ان التوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم جائز بل مندوب۔ وایضا نقال ویحسن التوسل والاستغاثۃ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم الی ربہ ولم ینکر ذلک احد من السلف والخلف ص١٢٦ پارہ ٦

(٢) - نعم ہو مؤمن تعتد اعمالہ من الصلوٰۃ والزکوٰۃ والحج وغیرہا صحیحۃ۔ واللہ اعلم۔

ختم

نمبر ٢١٢ / ٣١ (الف) احقر عبد الشکور۔

دار الافتاء دار العلوم کراتشی اسلامی جمہوریہ پاکستان الجواب صحیح ١٤/٢ دار الافتاء دار العلوم کراتشی

مورخہ ١٦ / ٢ / ١٤٠٠ھ التوقیع الغیر المقروء مورخہ ١٦/٢ / ١٤٠٠ ھ

۴۸۶

الجواب وھو الموفق للصدق والصواب

(۱) :- حضور نبی علیہ السلام سے توسل کرنا شرک نہیں ہے، بلکہ یہ جائز ہے اور سلف و خلف سے ثابت ہے۔ اس کا ما حصل یہ ہے کہ بندہ سوائے اللہ تعالیٰ کے دوسرے سے دعا نہیں کرتا ہے، لیکن وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے بایں معنیٰ توسل کرتا ہے کہ "میں تیرے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت رکھتا ہوں، تو میری اس محبت کے لئے میری دعاء کو قبول فرما" اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے اس قسم کا توسل ثابت ہے کہ جب لوگ خشک سالی میں مبتلا ہوئے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے استسقاء فرماتے تھے۔ آپ نے یہ عرض فرمایا کہ اے اللہ، ہم تیری جانب اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کیا کرتے تھے اور تو ہمیں سیراب فرماتا تھا، اور اب ہم تیری جانب اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکرم چچا سے توسل کرتے ہیں، تو ہمیں سیراب فرما۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے (ص ۱۳۷ ج ۱)۔

اور صاحب روح المعانی نے اللہ تعالیٰ کے قول وابتغوا الیہ الوسیلۃ (اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو) کے تحت یہ کہا ہے کہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل جائز ہے، بلکہ مندوب ہے" یہ بھی کہا ہے کہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے رب کی جانب توسل اور استغاثہ حَسَن ہے۔ سلف و خلف میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا ہے" (پارہ ع ۶ ص ۱۲۶)۔

(۲) :- ہاں، وہ مؤمن ہے، اس کے نماز، زکوٰۃ، حج وغیرہ اعمال معتبر ہیں اور صحیح ہیں۔ واللہ اعلم۔

مہر

احقر عبد الشکور۔ نمبر ۲۱۲ / ۳۱ (الف)

دار الافتاء، دار العلوم کراچی، اسلامی جمہوریہ پاکستان — الجواب صحیح — دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴

مورخہ ۱۴ / ۲ / ۱۵ھ — دستخط جو پڑھنے میں نہ آیا — مورخہ ۱۵ / ۲ / ھ

جواب الشيخ فيض احمد بدار الافتاء
فى كولرا باكستان بان حصول السعادة
الابدية منوط بالتصديق بماجاء به
الانبياء عليهم السلام فهذا التوسل حق
لابد منه للايمان وانكاره كفر وكذلك
التوسل بدعواتهم ثابت عند اهل الحق ـ

بسم الله الرحمٰن الرحيم

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى
امابعد فقد وصلنى مكتوب الاخ محمد عاشق الرحمٰن
الالٰه آبادى يسئل فيه عن حكم
الاعتقاد بالتوسل بالانبياء والمرسلين
عليهم الصلوات والتسليمات. فاقول بحول
الله وقوته ان حصول السعادة الابدية
لما كان منوطا بالتصديق بما
جاء به الانبياء عليهم السلام كان هذا
التوسل حقا لابد منه للايمان
وانكاره كفر بلا ريب كما قال الله تعالى

جواب شیخ فیض احمد، دارالافتاء، گولڑا، پاکستان کہ سعادت ابدیہ کا حصول اس کی تصدیق کے ساتھ معلق ہے جیسے حضرات انبیاء علیہم السلام لائے ہیں، یہ توسل حق ہے، ایمان کے لئے یہ ضروری ہے، اس کا انکار کفر ہے اور اسی طرح ان کی دعاؤں سے توسل بھی اہل حق کے نزدیک ثابت ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔

اما بعد:۔ بھائی محمد عاشق الرحمٰن الہ آبادی کا مکتوب مجھے پہنچا ہے جس میں انھوں نے انبیاء و مرسلین علیہم الصلوات والتسلیمات سے توسل کا اعتقاد رکھنے کا حکم دریافت کیا ہے۔ فاقول بحول اللہ وقوتہ جب سعادت ابدیہ کا حصول اس کی تصدیق کے ساتھ معلق ہے، جیسے انبیاء علیہم السلام لائے ہیں، تو یہ توسل حق ہے، ایمان کے لئے ضروری ہے، اور اس کا انکار بلاشبہ کفر ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا اولٰئک ھم الکٰفرون حقا (وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کر دیں اور کہتے ہیں ہم کسی پر ایمان لائے اور کسی کے منکر ہوئے اور چاہتے ہیں کہ ایمان و کفر کے بیچ میں کوئی راہ نکال لیں یہی ہیں ٹھیک

ان الذين يكفرون بالله ورسوله ويريدون ان يفرقوا بين الله ورسله ويقولون نؤمن ببعض ونكفر ببعض ويريدون ان يتخذوا بين ذلك سبيلا اولئك هم الكفرون حقا (النساء) وكذلك التوسل بدعواتهم ثابت عند اهل الحق بالكتاب والسنة كما فى القرأن المجيد واستغفر لهم وشاورهم فى الامر (ال عمران) قالوا ادع لنا ربك يبين لنا (البقرة) - قالوا يآبانا استغفر لنا ذنوبنا (يوسف) واما الاحاديث فكثيرة وكفاك مارواه البخارى ان عمر رضى الله عنه كان يقول عند الاستسقاء اللهم اناكنا نتوسل اليك بنبيك فتسقينا وانا نتوسل بعم نبيك فاسقنا - والشفاعة التى يعتقدها جمهور اهل الاسلام ايضا نوع من الدعاء واما اتخاذ الانبياء من دون الله اولياء وابناء الله كما زعمت اليهود والنصارىٰ فلا شك فى كونه شركا موجبا لحبط الاعمال نعوذ بالله منه وان اردت مزيد التفصيل فى هذه المسئلة فعليك بكتب اهل السنة والجماعة لاسيما التفسير روح المعانى للآلوسى عند قوله تعالىٰ يا يها الذين آمنوا اتقوا الله وابتغوا اليه الوسيلة (المائدة) والله الهادى الى الصراط المستقيم - كتبه فيض احمد عفى عنه دارالافتاء كولرا عاليه اسلام آباد باكستان -

٢/١٤٠٠ ١٢ هجريه مطابق يكم جنورى سنه ١٩٨٠ع

فتوى الشيخ العلامة المفتى غلام رسول مفتى الجامعة الرضوية مظهر الاسلام

کافر) (سورۂ نساء)۔ اسی طرح ان کی دعاؤں سے توسل بھی اہل حق کے نزدیک کتاب اللہ تعالیٰ اور سنتِ نبویہ شریفہ سے ثابت ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے واستغفر لھم وشاورھم فی الامر (اور ان کی شفاعت کرو اور کاموں میں ان سے مشورہ لو) (سورۂ آل عمران)، قالوا ادع لنا ربک یبین لنا (بولے اپنے رب سے دعا کیجیے کہ ہمارے لئے صاف صاف بیان کر دے) (سورۂ بقرہ)، قالوا یا ابانا استغفر لنا ذنوبنا (بولے اے ہمارے باپ ہمارے گناہوں کی معافی مانگئے) (سورۂ یوسف)۔ اور حدیثیں تو بہت ہیں۔ بخاری کی یہ روایت تمہارے لئے بہت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ استسقاء کے وقت فرماتے تھے "اے اللہ، ہم تیری جانب تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کیا کرتے تھے تو تو ہمیں سیراب فرماتا تھا، اور اب ہم تیرے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکرم چچا سے توسل کرتے ہیں، تو ہمیں سیراب فرما" اور جمہور اہل اسلام جس شفاعت کا اعتقاد رکھتے ہیں، وہ بھی ایک قسم کی دعا ہے۔ لیکن یہود ونصاریٰ کے زعم کی طرح اللہ کو چھوڑ کر انبیاء کو دوست و مددگار بنانے اور انہیں ابناء اللہ قرار دینے کے شرک ہونے اور حبط اعمال کا موجب ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔ اور اگر تم اس مسئلہ میں مزید تفصیل کا ارادہ کرو تو تم اہل سنت وجماعت کی کتابوں سے تمسک کرو، بالخصوص آلوسی کی تفسیر روح المعانی کی قول باری تعالیٰ یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ و ابتغوا الیہ الوسیلۃ (اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو) (سورۂ مائدہ) کی تفسیر سے۔ واللہ الھادی الی الصراط المستقیم۔

کتبہ فیض احمد عفی عنہ دار الافتاء، گولڑا عالیہ، اسلام آباد، پاکستان $\frac{۲}{۱۴۰۰}$ ۱۲ ھجریہ مطابق یکم جنوری ۱۹۸۰ء

فتویٰ الشیخ علامہ مفتی غلام رسول مفتی جامعہ رضویہ مظہر الاسلام، فیصل آباد،

بفيصل آباد باكستان بان التوسل جائز وانه لا ينكره الا الجاهل نفسه والبعيد عن طريق الحق۔

بسم الله الرحمٰن الرحيم ط

الجواب وهو الموفق للصواب

التوسل بالانبياء ثابت بالنص القطعي والسنة النبوية واقوال السلف رحمهم الله تعالىٰ۔ قال الله تعالىٰ " وابتغوا اليه الوسيلة وقال :۔ ولما جاءهم كتٰب من عند الله مصدق لما معهم وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به فلعنة الله على الكٰفرين فقد قال[١] البيضاوى فى تفسيره " اى يستنصرون على المشركين ويقولون اللهم انصرنا بنبى آخر الزمان المنعوت فى التوراة وفى تفسير[٢] المدارك اى يستنصرون على المشركين اذا قاتلوهم قالوا اللهم انصرنا بالنبى المبعوث فى آخر الزمان الذى نعته فى التوراة وفى تفسير الخازن[٣] اى يستنصرون به على مشركى العرب وذلك انهم كانوا اذا احزنهم امر ودهمهم عدو يقولون اللهم انصرنا بالنبى المبعوث

پاکستان کہ توسل جائز ہے اور اس کا انکار نہ کرے گا مگر وہ شخص جو اپنے نفس سے جاہل ہے اور طریق حق سے دور ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الجواب وھوالموفق للصواب

حضرات انبیاء علیہم السلام سے توسل نصِّ قطعی، سنّت نبویہ اور اقوال سلف علیہم الرحمۃ سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وابتغوا الیہ الوسیلۃ (اور اسکی طرف وسیلہ ڈھونڈو) اور فرمایا ولماجاء ھم کتٰب من عند اللہ مصدق لمامعھم وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلماجاء ھم ماعرفوا کفروابہٖ فلعنۃ اللہ علی الکٰفرین (اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر)۔ بیضاوی نے اس کی تفسیر میں کہا "وہ لوگ مشرکین پر نصرت طلب کرتے تھے اور کہتے تھے اے اللہ، تورات میں جن نبی آخر الزمان (علیہ السلام) کی نعت آئی ہے ان کے وسیلہ سے ہماری نصرت فرما"۔ تفسیر مدارک میں ہے "وہ لوگ جب مشرکین سے مقاتلہ کرتے تھے، یہ کہتے ہوئے ان پر نصرت طلب کرتے تھے کہ اے اللہ، آخر زمان میں مبعوث ہونے والے جن نبی (علیہ السلام) کی نعت تورات میں ہے، ان کے وسیلہ سے ہماری نصرت فرما"۔ تفسیر خازن میں ہے "وہ لوگ عرب کے مشرکین پر نصرت طلب کرتے تھے، وہ اس طرح کہ جب انہیں کوئی امر حزن میں ڈال دیتا تھا یا جب ان پر دشمن اچانک آپڑتا تھا، کہتے تھے اے اللہ، آخر زمان میں مبعوث ہونے والے جن نبی (علیہ السلام)

فی اٰخر الزمان الذی نجد صفته فی التوراة فکانوا یُنصرون
و فی تفسیر فیروزآبادی یعنی یستنصرون بمحمد صلی اللّٰہ علیہ
وسلم و القرآن ،، و فی تفسیر الکبیر للامام الرازی یستفتحون ای
یستنصرون بہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

اما السنة فقد اخرج البخاری فی
تاریخہ و البیہقی فی الدلائل و الدعوات
و صححہ ابو نعیم فی المعرفة
عن عثمان بن حنیف رضی اللّٰہ عنہ ان
رجلا ضریرا اتی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم
فقال ادع اللّٰہ لی ان یعافینی قال
ان شئت اخرت ذلک و هو خیر لک
وان شئت دعوت اللّٰہ قال فادعہ فامرہ
ان یتوضأ فیحسن الوضوء و یصلی رکعتین
ویدعو بهذا الدعاء اللهم انی اسألک
واتوجہ الیک بنبیک محمد صلی اللّٰہ علیہ و
سلم نبی الرحمة یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی
فی حاجتی هذہ فیقضیها اللهم شفعہ فیّ ففعل الرجل
فقام وقد ابصر وایضا اخرج البیهقی وابو نعیم فی المعرفة
عن ابی امامة بن سهل بن حنیف ان رجلا کان یختلف الی
عثمان بن عفان رضی اللّٰہ عنہ فی حاجة وکان عثمان لا یلتفت
الیہ ولا ینظر فی حاجتہ فلقی عثمان بن حنیف فشکی الیہ
ذلک فقال لہ ائت المیضأة فتوضأ ثم
ائت المسجد فصل رکعتین ثم
قل اللهم انی اسئلک بنبیک
محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم

کی صفت ہم تورات میں پاتے ہیں، ان کے وسیلہ سے تو ہماری نصرت فرما۔ تب وہ منصور ہوتے تھے" تفسیر فیروز آبادی میں ہے "وہ لوگ حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے وسیلہ سے نصرت طلب کرتے تھے" اور امام رازی کی تفسیر کبیر میں ہے "وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے استفتاح کرتے تھے یعنی مدد طلب کرتے تھے"

سنت نبویہ :۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے بخاری نے تاریخ میں یہ حدیث روایت کی ہے، بیہقی نے دلائل النبوۃ اور دعوات میں اسے روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا، ابونعیم نے اسے معرفہ میں روایت کیا ہے کہ ایک نابینا آدمی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے کہا "آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ مجھے صحت بخشے" آپ نے فرمایا "اگر تم چاہو تو میں اسے تمہارے لئے مقدم نہ رکھوں اور یہ تمہارے لئے بہتر ہے، اور اگر چاہو تو دعا کروں" اس نے کہا "آپ اس سے دعا فرمائیں" آپ نے اسے حکم فرمایا کہ اچھی طرح وضوء کرے، دو رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا مانگے :۔ اللهم انی اسألك واتوجه اليك بنبيك محمد صلی الله علیه وسلم نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بك الى ربي فی حاجتی هذه فيقضيها لی اللهم شفعه فیّ (اے اللہ، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، تیری جانب تیرے نبی حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی رحمت کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں، اے حضرت محمد صلی اللہ علیک وسلم، میں اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف آپ کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں کہ اسے میرے لئے پورا فرمائے، اے اللہ، تو میرے معاملے میں آپکی شفاعت کو قبول فرما)۔ اس شخص نے ایسا کیا اور اس حال میں اٹھا کہ بینا تھا۔ نیز بیہقی نے اور معرفہ میں ابونعیم نے ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے یہ روایت کیا ہے کہ ایک آدمی اپنی کسی حاجت میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس بار بار جاتا تھا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نہ تو اس کی طرف التفات فرماتے تھے نہ ہی اس کی حاجت کے بارے میں سوچتے تھے۔ اس آدمی کی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ اس نے ان سے یہ بات عرض کی۔ آپ نے اس سے فرمایا "وضو خانہ میں جاؤ، وضو کرو، پھر مسجد میں جاؤ، دو رکعت نماز پڑھو، پھر کہو اللهم انی اسألك بنبيك محمد صلى الله عليه وسلم نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بك الى ربي فيقضى لی حاجتی (اے اللہ، میں تیرے نبی حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی رحمت کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں، اے حضرت محمد صلی اللہ علیک وسلم

بنبي الرحمة يا محمد انى اتوجه بك الى ربي فيقضى
لى حاجتي واذكر حاجتك ثم رح حتى اروح
فانطلق الرجل وصنع ذلك ثم اتى باب عثمان
فجاء البواب فاخذ بيده فادخله على عثمان
رضى الله عنه فاجلسه معه على الطنفسة
فقال انظر ما كانت لك من حاجة الخ وفى
البخارى فى باب الاستسقاء :- عن انس بن
مالك ان عمر بن الخطاب رضى الله عنه كان اذا
قحطوا استسقى بالعباس رضى الله عنه فقال
اللهم انا كنا نتوسل اليك بنبينا صلى الله عليه
وسلم فتسقينا وانا نتوسل اليك بعمّ نبينا
فاسقنا فيسقون» وفيه ايضا ان ابن عمر
يتمثل بشعر ابي طالب " وابيض يستسقى
الغمام بوجهه - ثمال اليتامى عصمة للارامل":
قال الباجى رحمه الله تعالى ذكر العتبى
قال كنت عند حجرة النبى صلى الله عليه وسلم
فجاء اعرابي فقال السلام عليك يا رسول
الله سمعت الله يقول لو انهم اذ ظلموا انفسهم
جاءوك الآية وقد ظلمت نفسى وجئتك
مستغفرا من ذنبى مستشفعا بك الى ربي الخ
ثم انصرف قال العتبى فغلبتنى عيناى فرأيت
رسول الله صلى الله عليه وسلم فى النوم فقال لى
يا عتبى الحق الاعرابي فبشّره ان الله قد غفر له"
وقد ذكر البخارى فى باب من استأجر اجيرا حديث الغار
ان اهل الغار توسلوا باعمالهم الصالحة فنجاهم الله تعالى

میں اپنے رب کی طرف آپ کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت کو پورا فرمائے)، اور اپنی حاجت کا ذکر کرو، پھر آؤ کہ میں بھی چلوں" وہ آدمی گیا، جو کچھ آپ نے فرمایا تھا کیا، پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر گیا۔ تو اب آیا، اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دیا۔ آپ نے اسے اپنے ساتھ طنفسہ (وہ گدا جس پر خاص کر امیر بیٹھتا ہے) پر بٹھایا، اور فرمایا "دیکھو، تمھیں جو بھی حاجت پیش آئے الخ۔ صحیح البخاری کے باب الاستسقاء میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ خشک سالی میں مبتلا ہوئے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے استسقاء فرمایا۔ آپ نے عرض فرمایا "اے اللہ، ہم تیری جانب اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کیا کرتے تھے تو تو ہمیں سیراب فرماتا تھا، اور اب ہم تیری جانب اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکرم چچا سے توسل کرتے ہیں، تو ہمیں سیراب فرما" تب وہ لوگ سیراب ہوتے تھے۔ اسی میں یہ بھی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ابو طالب کا یہ شعر بیان فرماتے تھے "وابیض یستسقی الغمام بوجهه ۞ ثمال الیتامی عصمة للارامل" (آپ سفید (گندم گوں) ہیں، آپ کے چہرہ کے وسیلہ سے بارش مانگی جاتی ہے، آپ یتیموں کے فریاد رس ہیں، آپ بیواؤں کے نگہبان ہیں) ۔ باجی علیہ الرحمۃ نے فرمایا عتبی نے ذکر کیا ہے کہ "میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ مقدسہ کے پاس تھا۔ ایک اعرابی آیا۔ اس نے کہا السلام علیك یارسول اللہ، میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك (جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اگر اے محبوب تمھارے حضور حاضر ہوں) الآیة، بے شک میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور میں اپنے رب کی جانب آپ کی شفاعت کی درخواست کرتا ہوا اپنے گناہ سے استغفار کرتا ہوا آپ کی خدمت میں آیا ہوں الخ۔ پھر وہ لوٹ گیا۔ عتبی نے کہا "میری آنکھیں لگ گئیں۔ میں نے خواب میں حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا اے عتبی، اس اعرابی کے پاس پہنچو، اور اسے یہ خوش خبری سناؤ کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا ہے"۔ بخاری نے "من استاجر اجیرا (جس نے مزدور رکھا)" کے باب میں یہ حدیث غار ذکر کی ہے کہ اہل غار نے اپنے اعمال صالحہ سے توسل کیا، تو اللہ تعالیٰ نے انھیں نجات دی۔ اس نے "جس نے ضعفاء اور صالحین کے وسیلہ سے مدد مانگی" کے باب میں کہا ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

وقال فی باب من استعان بالضعفاء والصالحين " ان النبی صلی الله عليه وسلم قال " هل تنصرون وترزقون الا بضعفاء کم " وقال الشافعی رضی الله عنه ان قبر موسی الکاظم ترياق لاجابة الدعاء وقال الغزالی رحمه الله تعالیٰ " من يستمد فی حياته يستمد بعد وفاته وقال الشيخ عبد الحق الدهلوی رحمه الله تعالیٰ در کتب[ع] تفاسير وسير " و بعضے مفسران تلقی کلمات را بتوسل واستشفاع بسيد رسل صلی الله عليه وسلم تفسير کرده اند فالتوسل بالنبی صلی الله عليه وسلم والصالحين من الائمة الشريفة والاعمال الصالحة جائز عند اهل العلم وقد توسل به صلی الله عليه وسلم الامم السالفة ولا ينکره الا من جهل نفسه وابعد عن طريق الحق والله يهدی من يشاء الی صراط مستقيم والله ورسوله اعلم

غلام رسول مفتی جامعه رضويه

فيصل آباد صفر المظفر ١٤٠٠ھ

پاکستان ختم

١٩-١-٨٠ جامعه رضويه مظهر اسلام

جوابات الوهابية الهنود

جواب الشيخ محمد برهان الدين رئيس لجنة التحقيقات الشرعية بندوة العلماء لكهنؤ

[ع] ومعناه بالعربية " فی کتب التفاسير والسير انه قد فسر بعض المفسرين تلقی الکلمات بالتوسل والاستشفاع بسيد الرسل صلی الله عليه وسلم "

نے فرمایا " کیا تم لوگ اپنے ضعفاء کے سوا اور کسی کے ذریعہ مدد پہنچائے جاتے ہو اور رزق دیئے جاتے ہو؟" حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا " بے شک اجابتِ دعاء کے واسطے حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر تریاق ہے " حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ نے فرمایا " جس سے اس کی حیات میں مدد مانگی جاتی ہے، اس سے اس کی وفات کے بعد بھی مدد مانگی جائے گی " اور حضرت شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ نے یہ فرمایا ہے :- کتب تفاسیر وسیر میں ہے کہ بعض مفسرین نے تلقی کلمات حضرت آدم علیہ السلام کی " حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت طلب کرنے اور آپ سے توسل کرنے " کے ساتھ تفسیر کی ہے۔ لہٰذا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ کی امت شریفہ کے صالحین سے اور اعمال صالحہ سے توسل کرنا اہل علم کے نزدیک جائز ہے۔ بیشک گذشتہ امتوں نے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کیا ہے۔ اس سے انکار نہیں کرے گا مگر وہ شخص جو اپنے نفس سے جاہل ہے اور طریق حق سے بعید ہے۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم واللہ ورسولہ اعلم

غلام رسول مفتی جامعہ رضویہ

فیصل آباد
پاکستان
۱۹-۱-۸۰

صفر المظفر ۱۴۰۰ھ
مہر
جامعہ رضویہ مظہر اسلام

ہندوستانی وہابیوں کے جوابات

شیخ ابوالحسن علی ندوی کے حکم سے شیخ محمد برہان الدین ناظم مجلس تحقیقات شرعیہ، ندوۃ العلماء، لکھنؤ کا

بامر الشيخ ابي الحسن على الندوى بان الاعتقاد بالتوسل بالانبياء ليس بشرك وان المتوسل ليس بمشرك وانه يرجىٰ ان تتقبل اعماله الصالحة۔

الجواب

١- اختلف العلماء فى جواز التوسل بالانبياء والمرسلين والعباد الصالحين، منهم من جوزه ومنهم من لم يجوزه لكن لا نعلم احدا من العلماء المرموقين ان احدا منهم يرى التوسل شركا فاذاً ا"المتوسل" ليس بمشرك عند احد من العلماء الموثوقين فيما نعلم والله اعلم

٢- كما مر فى الجواب الاول ان الاعتقاد بالتوسل بالانبياء ليس شركا فالمتوسل ليس بمشرك فنرجو الله تعالىٰ ان يتقبل اعماله الصالحة، من الصلوٰة والحج وغيرها، والله اعلم

محمد برهان الدين　　　　ختم

بامر الشيخ العلامة ابي الحسن على الندوى

ناظم مجلس تحقيقات شرعيه

متعنا الله بطول بقائه　　　　ندوة العلماء (لكهنؤ)

جواب الشيخ نظام الدين بدار الافتاء فى دار العلوم ديوبند انه قد ظهر من عبارات

لکھا ہوا جواب کہ انبیاء علیہم السلام سے توسل کا اعتقاد رکھنا شرک نہیں ہے، توسل کرنے والا مشرک نہیں ہے اور امید ہے کہ اس کے اعمال صالحہ قبول کئے جائیں گے۔

الجواب

۱۔ انبیاء و مرسلین اور صالح بندوں سے توسل کرنے کے جواز کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ ان میں سے بعض نے اسے جائز قرار دیا ہے اور بعض نے ناجائز، لیکن دیکھے ہوئے علماء کے بارے میں ہم نہیں جانتے ہیں کہ ان میں سے کوئی توسل کو شرک قرار دیتا ہے۔ ایسے میں جہاں تک ہم جانتے ہیں، معتمد علماء میں سے کسی کے نزدیک توسل کرنے والا مشرک نہیں ہے و اللہ اعلم

۲۔ جیسا کہ جواب اول میں گذرا کہ انبیاء سے توسل کا اعتقاد شرک نہیں ہے۔ لہٰذا توسل کرنیوالا مشرک نہیں ہے۔ تو ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ اس کے نماز، حج وغیرہ اعمال صالحہ کو قبول فرمائے گا، و اللہ اعلم

محمد برہان الدین — مہر

بحکم شیخ علامہ ابو الحسن علی ندوی

ناظم مجلس تحقیقات شرعیہ

متعنا اللہ بطول بقائہ — ندوۃ العلماء (لکھنؤ)

جواب شیخ نظام الدین، دار الافتاء، دار العلوم دیوبند کہ کتابوں کی عبارتوں سے ظاہر ہے کہ

الكتب ان هذا الفعل ليس بشرك وانهم
ليسوا بمشركين وان عباداتهم صحيحة مثل
عبادات المسلمين الاٰخرين۔

١٨٦ الف
بسم الله الرحمٰن الرحيم

الجواب

حامدا ومصليا

لماخرج اٰدم من الجنة رأى مكتوبا على ساق
العرش وعلى كل موضع فى الجنة اسم
محمد صلى الله عليه وسلم مقرونا باسم
الله تعالٰى فقال يارب هذا محمد من هو
فقال الله تعالى هذا ولدك الذى لولاه ماخلقتك فقال
يارب بحرمة هذا الولد ارحم هذا الوالد فنودى يا اٰدم
لو تشفعت الينا بمحمد فى اهل السموٰات والارض لشفعناك
وعن عمر بن الخطاب رضى الله تعالٰى
عنه قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم لما اقترف اٰدم
الخطيئة قال يارب اسئلك بحق محمد
لمّا غفرت لى فقال الله تعالٰى يا اٰدم كيف
عرفت محمدا ولم اخلقه قال لانك يا

یہ فعل شرک نہیں ہے، یہ لوگ مشرک نہیں ہیں، اور دوسرے مسلمانوں کی عبادتوں کی طرح ان کی عبادتیں صحیح ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ١٨٦ الف

الجواب

حامداً و مصلیاً

جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکلے، آپ نے ساقِ عرش پر اور جنت میں ہر مقام پر اللہ تعالیٰ کے نام پاک کے ساتھ حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لکھا ہوا دیکھا۔ آپ نے عرض فرمایا "اے رب، یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں؟" اللہ تعالیٰ نے فرمایا "یہ تمھارے وہ فرزند ہیں کہ اگر انھیں پیدا نہ کرتا تو تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔" آپ نے عرض فرمایا "اے رب، اس ولد کی حرمت کے وسیلہ سے اس والد پر رحم فرما۔" تب یوں آواز دی گئی کہ "اے آدم، اگر تم آسمانوں اور زمین کی اصل میں ہماری جانب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شفاعت طلب کرتے تو ہم تمہارے معاملے میں ان کی شفاعت قبول کرتے۔"

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدم علیہ السلام سے خطا صادر ہوگئی (یعنی وہ امر صادر ہوگیا جسے اس حدیث میں خطاء سے تعبیر کیا گیا ہے) آپ نے عرض فرمایا "اے رب، میں حقِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلہ سے تجھ سے اپنی بخشش کا سوال کرتا ہوں۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے آدم، تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیسے جانا، جب کہ میں نے انھیں ابھی تک پیدا نہیں کیا ہے؟" آپ نے عرض فرمایا "اے رب، وہ اس لئے کہ جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور مجھ میں اپنی جانب سے روح شریف کو ڈالا میں نے اپنے

رب لما خلقتني بيدك ونفخت فيّ من روحك رفعت راسي فرأيت على قوائم العرش مكتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله فعلمت انك لم تضف الى اسمك الا احب الخلق اليك فقال الله تعالى صدقت يا ادم لاحب الخلق اليّ واذ سألتني بحقه قد غفرت لك ولولا محمد ما خلقتك

مواهب لدنيه قسطلانی ص ١٦/١

(ابوبكر) علّمني النبي صلى الله عليه وسلم هذا الدعاء فقال قل اللهم اني اسئلك بمحمد نبيك وبابراهيم خليلك وبموسىٰ نجيك وعيسىٰ روحك وكلمتك وبتوزيبة موسىٰ وانجيل عيسىٰ وزبور داؤد وفرقان محمد وكل وحي اوحيته او قضاء قضيته واسئلك بكل اسم هولك انزلته في كتابك واستاثرت به في غيبك واسئلك باسم المطهر الطاهر الاحد الصمد الوتر وبعظمتك وكبريائك وبنور وجهك ان ترزقني القرآن والعلم وان تخلطه بلحمي ودمي وسمعي وبصري وتستعمل جسدي بحولك وقوتك فانه لاحول ولا قوة الا بك (لرزين)

جمع الفوائد جلد ثانی ص ٢٦٤

وينبغي للزائر ان يكثر من الدعاء والتضرع

سر کو اٹھایا، میں نے قوائم عرش پر " لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ " لکھا ہوا دیکھا، تب میں نے جانا کہ تو نے اپنے نام پاک کے ساتھ کسی کے نام کا اضافہ نہیں فرمایا ہے سوائے اس ذات گرامی کے نام مبارک کے جو تجھے مخلوقات میں سب سے زیادہ محبوب ہے "۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا " اے آدم، تم نے سچ کہا، بے شک وہ مجھے مخلوقات میں سب سے زیادہ محبوب ہیں اور جب تم نے مجھ سے حق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلہ سے سوال کیا، میں نے تم کو بخش دیا اور اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے میں تمھیں پیدا ہی نہیں کرتا "۔

مواہب لدنیہ از علامہ قسطلانی ص ۱۶ ج ۱

(حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس دعاء کی تعلیم دی، آپ نے فرمایا کہ یہ کہو:- اللھم انی اسألك بمحمد نبیك وبابراھیم خلیلك وبموسیٰ نجیك وعیسیٰ روحك وکلمتك وبتوراۃ موسیٰ وانجیل عیسیٰ وزبور داؤد وفرقان محمد وکل وحی اوحیته اوقضاء قضیته واسألك بکل اسم ھولك انزلته فی کتابك واستاثرت به فی غیبك واسألك باسمك المطھر الطاھر الاحد الصمد الوتر وبعظمتك وکبریائك وبنور وجھك ان ترزقنی القراٰن والعلم وان تخلطه بلحمی ودمی وسمعی وبصری وتستعمل جسدی بحولك وقوتك فانه لاحول ولا قوۃ الا بك (اے اللہ، میں نبی اللہ حضور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، خلیل اللہ حضرت ابراھیم (علیہ السلام)، نجی اللہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام)، روح اللہ وکلمۃ اللہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام)، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توراۃ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل، حضرت داؤد علیہ السلام کی زبور، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فرقان کے وسیلہ سے، ہر اس وحی کے وسیلہ سے جو تو نے فرمائی، اور ہر اس قضاء کے وسیلہ سے جو تو نے فرمائی، تجھ سے سوال کرتا ہوں، اور تیرے نام مطہر، طاہر، احد، صمد، وتر کے وسیلہ سے، تیری عظمت وکبریاء کے وسیلہ سے اور تیری ذات پاک کے نور کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے قرآنِ حکیم اور علم دین عطا فرمائے، اسے میرے گوشت، خون، سامعہ اور باصرہ سے ملا دے، اور میرے جسم کو اپنی طاقت اور قوۃ سے استعمال فرمائے کہ نہ کوئی طاقت ہے نہ کوئی قوۃ مگر تجھ سے)۔ (روایت رزین)۔

جمع الفوائد ص ۲۶۴ ج ۲

زائرہ کو چاہیئے کہ دعاء، تضرع اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل و تشفع اور استغاثہ کی کثرت کرے۔

والاستغاثة والتشفع والتوسل به صلى الله عليه وسلم وقال بعد اسطر ثم ان كلا من الاستغاثة والتوسل والتشفع والتوجه بالنبی صلی الله علیه وسلم كما ذكره فی تحقیق النصر ومصباح الظلام واقع فی كل حال قبل خلقه وبعده فی مدة حیاته فی الدنیا وبعد موته فی مدة البرزخ وبعد البعث فی عرصات القیامة فاما الاول فحسبك ما قدمته فی المقصد الاول من استشفاع آدم علیه الصلوٰة والسلام به بما اخرج من الجنة وقول الله تعالیٰ یا آدم كیف عرفت محمدا الخ

وصح ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لما اقترف آدم الخطیئة قال یارب اسئلك بحق محمد لما غفرت لی قال الله تعالیٰ یا آدم الخ ذكره الطبری وزاد فیه وهو آخر الانبیاء من ذریتك

مواہب لدنیہ جلد ثانی ص ۵۱۵

ان عبارتوں سے معلوم ہوا اور واضح ہوا کہ یہ لوگ نہ تو مشرک ہیں اور نہ یہ فعل شرک ہے۔ ان کے روزے نماز حج زکوٰۃ سب مثل دیگر مسلمانوں کے جائز و صحیح ہیں [عه] فقط

والله تعالیٰ اعلم [عه]

الخـــتم

کتبہ الاحقر نظام الدین

۱۴۰۰/۳/۱ ھ

عه ومعناه بالعربية " قد علم واتضح بهذه العبارات ان هؤلاء ليسوا بمشركين وان هذا الفعل ليس بشرك - صيامهم وصلاتهم وحجهم وزكاتهم جميعها جائزة وصحيحة مثل المسلمين الآخرين فقط " ۱۲

عه كان الاستفتاء بالعربية وقد نقل المجيب العبارات العربية ولكنه حكم على المتوسل بالاردوية - احسب انه صنع هذا الغرض - ۱۲

چند سطروں کے بعد کہا پھر جیسا کہ تحقیق النصر و مصباح الظلام میں ذکر کیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے توجہ، آپ سے توسل و تشفع اور استغاثہ میں سے ہر ایک ہر حال میں واقع ہے، آپ کی پیدائش سے پہلے بھی، آپ کی پیدائش کے بعد آپ کی حیات ظاہرہ کے زمانے میں بھی، آپ کی وفات کے بعد مدتِ برزخ میں بھی، اور بعث کے بعد قیامت کے میدان میں بھی۔
پہلی صورت میں، میں نے مقصد اول میں حضرت آدم علیہ السلام کے جنت سے نکلنے کے بعد شفاعت طلب کرنے اور اللہ تعالیٰ کے "اے آدم، تم نے کیسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پہچانا الخ" فرمانے کے بارے میں جو پیش کیا ہے وہ تمہارے لئے بہت ہے۔
اور یہ حدیث صحیح ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدم علیہ السلام سے خطا صادر ہو گئی (یعنی وہ امر صادر ہو گیا جسے اس حدیث میں خطا سے تعبیر کیا گیا ہے)، انھوں نے عرض کیا "اے رب، میں حقِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلہ سے تجھ سے اپنی بخشش کا سوال کرتا ہوں"، اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے آدم الخ"۔ اسے طبری نے ذکر کیا ہے اور اس روایت میں اتنا زائد ہے کہ "وہ حضرات انبیاء میں سے کہ تمہاری ذرّیت میں سے ہوں گے، آخری نبی ہیں"۔

مواہب لدنیہ ص ۵۱۵ ج ۲

ان عبارتوں سے معلوم ہوا اور واضح ہوا کہ یہ لوگ نہ تو مشرک ہیں اور نہ یہ فعل شرک ہے۔ ان کے روزے نماز حج زکوٰۃ سب مثل دیگر مسلمانوں کے جائز و صحیح ہیں[۵] فقط

واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ الاحقر نظام الدین
مہر
۱ ۳/۱۴۰۰ ھ

---

[۵] استفتاء عربی میں تھا۔ مجیب نے عربی عبارتیں بھی نقل کی ہیں۔ لیکن توسل کرنے والے کا حکم اردو میں لکھا ہے۔ بندہ یہ سمجھتا ہے کہ انھوں نے کسی مقصد کے تحت ایسا کیا ہے۔ ۱۲

جواب الشيخ عبد القيوم و الشيخ يحيي بدار الافتاء في المدرسة المسماة بمظاهر علوم بسهارنفور بان القول بكون التوسل في الدعاء بالنبي او احد من الاولياء العظام جائزا في حياتهم وبعد مماتهم وعدم كون المعتقد بالتوسل مشركا وكون عباداته معتبرة عند الشرع صحيح۔

الجواب

حامدا ومصليا۔ التوسل فی الدعاء بالنبی او احد من الاولیاء العظام جائز ولو کانوا من الاحیاء او من الاموات وقد وقع فی قصة الاستسقاء ان عمرؓ توسل بالعباس رضؓ و وقع فی قصة ضریر التوسل بالنبی صلی الله علیه وسلم فی حیاته وبعد وفاته صلی الله علیه وسلم ایضا ولو منع الناس لتجاوزهم من الحد الشرعی فی التوسل فهو صحیح وموافق لقواعد الفقه و والمعتقد بالتوسل لا یصیر مشرکا بل یبقی مومنا و اعماله من الصلوٰة والحج وغیرهما معتبر عند الشرع فقط والله اعلم بالصواب

شبیر احمد گجراتی متعلم دار الافتاء مدرسه مظاهر علوم سهارنفور یو پی

ختم

١٨ ٢/١٤٠٠ ھ

جواب شیخ عبد القیوم و شیخ یحییٰ، دار الافتاء، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کہ "دعاء میں نبی (علیہ السلام) یا اولیاء عظام میں سے کسی ولی سے آپ حضرات کی حیات میں اور وفات کے بعد توسل کرنے کے جائز ہونے، معتقد توسل کے مشرک نہ ہونے، اور اس کی عبادتوں کے شریعت کے نزدیک معتبر ہونے" کا قول صحیح ہے۔

الجواب

حامداً و مصلیاً۔ دعاء میں نبی (علیہ السلام) یا اولیاء عظام میں سے کسی ولی سے توسل کرنا جائز ہے، خواہ وہ حیات میں ہوں، خواہ ان کی وفات ہوگئی ہو۔ واقعہ استسقاء میں یہ بیشک واقع ہوا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل فرمایا ہے۔ نابینا کے واقعہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی حیات میں توسل واقع ہوا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی۔ توسل میں حد شرعی سے تجاوز کی وجہ سے اگر لوگوں کو روکا جائے تو یہ صحیح اور قواعد فقہ کے موافق ہے۔ توسل کا معتقد مشرک نہیں ہو جاتا ہے بلکہ مؤمن رہتا ہے، اور اس کے نماز، حج وغیرہ اعمال شریعت کے نزدیک معتبر ہیں فقط واللہ اعلم بالصواب

شبیر احمد گجراتی متعلم دار الافتاء مدرسہ مظاہر علوم
سہارنپور، یو پی

مہر ۱۸ ۲/۱۴۰۰ھ

دار الافتاء مدرسه مظاهر علوم سهارنفور
الجواب صحيح
عبد القيوم عفى عنه
١٨ ٢/ ١٤٠٠ هـ

الجواب صواب ويلزم على المعتقد بالتوسل بالانبياء والاولياء ان لا يعتقد وجوب الاجابة على الله تبارك وتعالى بتوسلهم ولا الاعانة منهم ولا يسوى اسمائهم باسمائه تعالى وتقدس لانه زيادة على الشرع .

يحيى عفى عنه ١٨ ٢/ ١٤٠٠ هـ

جوابات الوهابية المانعة التوسل

جواب مولانا عين الحق السلفي بدار العلوم الاحمدية السلفية دربهنكه بان التوسل بالانبياء ليس بجائز ومن ارتكب ما نهى الله عنه وشدد النكران عليه فهو مشرك وعجزه عن جواب الاسئلة التى اوردتها على جوابه هذا .

" الجواب "

الاهداء الى كل طالب للحق بدليله متجردا عن الهوى والتعصب

قال الله تعالى " ما اتاكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا "

فالتوسل لغة :- وسل فلان الى ربه وسيلة و توسل اليه بوسيلة اى تقرب

جواب صحیح ہے اور انبیاء و اولیاء سے توسل کا اعتقاد رکھنے والے پر لازم ہے کہ ان سے توسل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پر اجابتِ دعاء کے واجب ہو جانے کا اعتقاد نہ رکھے، نہ وہ ان سے اعانت کا اعتقاد رکھے، نہ ان حضرات کے اسماء کو اللہ تعالیٰ کے اسماء کے برابر قرار دے، اس لئے کہ یہ شریعت پر زیادتی ہے۔

یحییٰ عفی عنہ ۱۸ ۲/۱۴۰۰ھ

دار الافتاء الجواب صحیح
مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور
عبد القیوم عفی عنہ
۱۸ ۲/۱۴۰۰ھ

منکرین توسل وہابیہ کے جوابات

جواب مولانا عین الحق سلفی ، دار العلوم احمدیہ سلفیہ ، دربھنگہ

" انبیاء سے توسل کرنا جائز نہیں ہے، اور جس امر سے اللہ تعالیٰ نے نہی فرمائی اور اس پر سخت انکار فرمایا اس کا ارتکاب کرنے والا مشرک ہے " اور سلفی صاحب کا ان کے اس جواب پر بندہ کے وارد کئے ہوئے سوالات کے جواب سے عاجز ہو جانا

" الجواب "

ہوی و تعصب سے خالی ہو کر حق کو دلیل کے ساتھ طلب کرنے والے ہر شخص کے لئے ہدیہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا (اور جو کچھ تمھیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو) -

توسل کے لغوی معنیٰ :- وسل فلان الی ربہ وسیلۃ (فلاں شخص نے اپنے رب کی جانب وسیلہ پکڑا) اور توسل الیہ بوسیلۃ (اس نے اپنے رب

اليه بعمل، كما قال الجوهرى في صحاحه.

والتوسل شرعا :- هو التقرب الى الله تعالى بطاعته وعبادته واتباع انبيائه ورسله وبكل عمل يحبه ويرضاه.

قال جل وعلا في سورة المائدة يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله وابتغوا اليه الوسيلة وجاهدوا في سبيله لعلكم تفلحون. (الآية ٣٥)

قال قتادة في تفسيرها اى تقربوا الى الله بطاعته والعمل بما يرضيه.

قال ابن عباس :- ان الوسيلة هى القربة.

فان كل ما امر الله من الفرائض والواجبات والمستحبات فهو توسل شرعي ووسيلة شرعية

قال في الاسراء : " قل ادعوا الذين زعمتم من دونه فلا يملكون كشف الضر عنكم ولا تحويلا "

(الآية : ٥٦) اولئك .... الى محذورا" (الآية ٥٧)

وايضا قال في الاعراف : " ان الذين تدعون من دون الله عباد امثالكم فادعوهم فليستجيبوا لكم

کی جانب وسیلہ سے توسل کیا) یعنی کسی عمل سے اس کی جانب قربت ڈھونڈی، جیساکہ جوہری نے صحاح میں کہا ہے۔

شرعاً توسل کے معنی:۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طاعت و عبادت سے، اس کے انبیاء و رسل (علیہم السلام) کے اتباع سے، اور ہر ایسے عمل سے جو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب اور پسندیدہ ہے، اللہ تعالیٰ کی جانب قربت ڈھونڈنا ہے۔

باری عزوجل نے سورۂ مائدہ میں فرمایا یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون (اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ)۔ (آیت ع۳۵)۔

قتادہ نے اسکی تفسیر میں کہا " یعنی اللہ تعالیٰ کی جانب اس کی طاعت اور اس کے نزدیک پسندیدہ عمل سے قربت ڈھونڈو "

(حضرت) ابن عباس (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا:۔ بے شک وسیلہ قربت ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جن امور کا حکم فرمایا ان فرائض اور واجبات و مستحبات میں سے ہر امر توسل شرعی ہے اور وسیلۂ شرعیہ ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورۂ اسراء میں فرمایا قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا (تم فرماؤ پکارو انھیں جنکو اللہ کے سوا گمان کرتے ہو تو وہ اختیار نہیں رکھتے تم سے تکلیف دور کرنے اور نہ پھیر دینے کا)۔

(آیت ۵۶) اولٰئک الذین یدعون یبتغون الی ربھم الوسیلۃ ایھم اقرب ویرجون رحمتہ ویخافون عذابہ ان عذاب ربک کان محذورا (وہ مقبول بندے جنھیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اسکے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تمھارے رب کا عذاب ڈر کی چیز ہے) (آیت ع۵۷)

اور باری تعالیٰ نے سورۂ اعراف میں فرمایا ان الذین تدعون من دون اللہ عبادا امثالکم فادعوھم فلیستجیبوا لکم ان کنتم صٰدقین (بے شک وہ جنکو تم اللہ کے سوا

ان كنتم صدقين (الآية ١٩٤) الهم أرجل ...... الى فلا

تُنظِرُونِ (الآية ١٩٥)

يتضح مما تقدم ان التوسل لغة و شرعا لا يخرج مما يدل عليه من التزلف الى الله تعالى بما يرضاه من الاعمال الصالحة - ومنفى غيرها من الوسائل التى يتخذ ها الناس فى دعائهم والتقرب الى ربهم فانك لترى يا اخى المسلم ان آية المائدة تعطى دليلا واضحا على ان التوسل الى الرب يكون بالايمان التقوى و غيرها من الاعمال الحسنة لا بالنفوس و الذوات كما آية الاسراء ايضا توتيد ونُلفت انظار المؤمنين ان التقرب اليه باشخاص المخلوقين عمل المشركين الذين خاطبهم جل وعلا و اوضح فيهـا ان الذين يدعون من دونه لا يملكون كشف الضر عنهم ولا تحويلا .

واشد ما اوضح المفهوم هذا الله فى آية الاعراف اى المدعوون عباد امثالكم يعنى اذا لم تستطيعون التقرب اليه ممثلكم انهم لا يستطيعون، فكيف تدعون ؟ - و فى هذ المعنى الآيات والاحاديث متظافرة وخلاف ما ياتى فى الباب من الآيات والاحاديث التى استدل المحتجون بها ليثبتوا صحة مدعاهم من جواز التوسل الممنوع ليست حججا ولا براهين انما هى الشبهة لبست عليهم وسولت لهم .

پوجتے ہو تمھاری طرح بندے ہیں تو انھیں پکارو پھر وہ تمھیں جواب دیں اگر تم سچے ہو) (آیت ۱۹۴) الھم ارجل یمشون بھا ام لھم اید یبطشون بھا ام لھم اعین یبصرون بھا ام لھم اٰذان یسمعون بھا قل ادعوا شرکاء کم ثم کیدون فلا تنظرون (کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے چلیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے گرفت کریں یا ان کے آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں یا ان کے کان ہیں جن سے سنیں تم فرماؤ کہ اپنے شریکوں کو پکارو اور مجھ پر داؤں چلو اور مجھے مہلت نہ دو)

(آیت ۱۹۵)

جو کچھ گذرا اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ لغۃً اور شرعاً توسل اپنے مدلول "اللہ تعالیٰ کی جانب اسکے پسندیدہ اعمال صالحہ سے تقرب" سے خارج نہیں ہے۔ اور لوگوں کے اپنی دعاء اور اپنے رب کی جانب تقرب میں بنائے ہوئے وسیلے جو کہ اس کے غیر ہیں، منفی ہیں۔ اے میرے مسلمان بھائی، بے شک تم دیکھو گے کہ سورۂ مائدہ کی آیت (مذکورہ) اس بات پر ایک واضح دلیل دے رہی ہے کہ رب کی طرف توسل ایمان اور تقویٰ وغیرہ اعمال حسنہ سے ہوتا ہے، نفوس اور ذوات سے نہیں، جس طرح سورۂ اسراء کی آیت (مذکورہ) بھی اس بات کی تائید کرتی ہے اور مؤمنین کی نظروں کو اس بات کی طرف پھیر دیتی ہے کہ مخلوقوں کے اشخاص کے ساتھ باری تعالیٰ کی طرف قربت ڈھونڈنا ان مشرکین کا عمل ہے جن کو باری تعالیٰ نے خطاب فرمایا اور اس آیت میں واضح فرمادیا کہ بے شک وہ لوگ جن کو یہ لوگ اسے چھوڑ کر پوجتے ہیں نہ تو ان سے سختی کو دور کرنے کے مالک ہیں نہ پھیرنے کے۔

اور اللہ تعالیٰ نے اس مفہوم کو جن اقوال سے واضح فرمایا، ان میں اشد قول سورۂ اعراف کی آیت (مذکورہ) میں ہے۔ مراد یہ ہے کہ جو پکارے گئے وہ بھی تم لوگوں کی طرح بندے ہیں، یعنی جب تم اس کی طرف تقرب نہ کر پائے تو تمھاری طرح وہ لوگ بھی نہ کر سکیں گے۔ تو تم کیسے پکارتے ہو؟ اس معنیٰ میں آیات و احادیث ایک دوسری کی تائید کرتی ہیں اور اس باب میں آنے والی ان آیات و احادیث کے خلاف ہیں، جن سے استدلال کرنے والوں نے اپنے مدعا یعنی توسل ممنوع کے جواز کو صحیح ثابت کرنے کے لئے استدلال کیا ہے۔ یہ نہ تو حجت ہیں نہ برہان، یہ تو شبہہ ہے جس کی ان پر تلبیس کر دی گئی ہے اور جیسے ان کے لئے مزین کر دیا گیا ہے۔

وجميع[عه] ما ترد فيه من الاحاديث موضوع ضعيف جدا كرواية علی بن ابی طالب وحديث الاعمی عن عثمان بن حنيف ورواية سواد بن قارب كلها ضعيف جدا وبعضها موضوع مكذوب باطل لايليق ان يلتفت اليه احد يسترشد ويستهدی ومن تبعها فقد ضل ضلالا مبينا واقترف ذنبا عظيما۔

فظهر منها ان التوسل بالانبياء والرسل وبای احد كان لايجوز كما قال "هل[عه] يستوی الاحياء والاموات" فمن ارتكب ما نهی الله عنه وشد النكران عليه فهو مشرك لايقبل الله ای عمل كما فی الآية السالفة۔ ومن اراد التقرب والدعاء لله فعليه ان يتوسل بذاته تعالی وباسمائه الحسنی باتباع رسوله وبالاعمال الصالحة۔

"هذا ما عندی
والله اعلم بالصواب"

عين الحق سلفی
دار العلوم احمديه سلفيه لهيرياسرائے دربهنگه
١٠ ١ ١٩٨٠ ع
ختم

الجواب صحيح
عبيد الرحمٰن صدر المدرسين
الجواب صحيح
عبد الخالق عفی عنه
مدرس دار العلوم

DaRUL-UlooMAhmadia Salafia
دار العلوم الاحمدية السلفية
لهيرياسرای دربهنگه (بهار)
Laheria Sarai, Darbhanga Bihar

عه هذا ايضًا كذب ملفق۔ ١٢
عه هذا ليس من آيات القرآن۔ ١٢

اور جو احادیث اس میں وارد ہیں، سب[عسه] موضوع ہیں، بہت ضعیف ہیں، جیسے (حضرت) علی بن ابو طالب کی روایت، (حضرت) عثمان بن حنیف سے مروی نابینا والی حدیث، اور سواد بن قارب کی روایت، یہ سب بہت ضعیف ہیں، اور بعض موضوع ہیں، مکذوب ہیں، باطل ہیں، اس لائق نہیں کہ ان کی طرف کوئی رشد وہدایت کا طالب التفات کرے۔ اور جو ان کے پیچھے چلا کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہوا اور عظیم گناہ کا مرتکب ہوا۔

اس سے ظاہر ہو گیا کہ انبیاء و رسل سے یا کسی سے بھی توسل جائز نہیں ہے جیسا کہ کہا[عسه] ھل یستوی الاحیاء والاموات (کیا زندہ لوگ اور مردہ لوگ برابر ہیں)۔ تو جس امر سے اللہ تعالیٰ نے نہی فرمائی اور اس پر سخت انکار فرمایا اس کا ارتکاب کرنیوالا مشرک ہے، اس نے جو بھی عمل کیا اللہ تعالیٰ اسے قبول نہ فرمائے گا جیسا کہ گذری ہوئی آیت میں ہے۔ جو تقرب اور اللہ تعالیٰ سے دعا کا ارادہ کرے اس پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کریمہ، اس کے اسماء حسنیٰ، اس کے رسول کے اتباع اور اعمال صالحہ سے توسل کرے۔

جو میرے نزدیک ہے وہ یہ ہے

واللہ اعلم بالصواب

عین الحق سلفی

دار العلوم احمدیہ سلفیہ، لھیریا سرائے

در بھنگہ

۱۰ / ۱ / ۱۹۸۰ء

مہر

الجواب صحیح

عبید الرحمٰن صدر المدرسین

الجواب صحیح

عبد الخالق عفی عنہ

مدرس دار العلوم

Darul-Uloom Ahmadia Salafia

دار العلوم احمدیہ سلفیہ

لھیریا سرائے، دربھنگہ (بہار)

Laheria Sarai, Darbhanga Bihar

عسه یہ بھی سفید جھوٹ ہے۔ ۱۲

عسه یہ قرآن کی آیات میں سے نہیں ہے۔ ۱۲

وليعلم ان السلفى هذا لم يكن خط هذا الجواب نفسه. فلما وصل الىّ جوابه اوردت عليه اسئلة وارسلتها اليه فى ظرف مسجّل (رقم التسجيل ٣١٢٣ مكتب البريد كليانى تاريخ ٢٩-١-١٩٨٠م) وادفقت باسئلتى ظرفا للجواب مكتوبا عليه اسمى واسمه وطوابع بريدية كانت تكفى للتسجيل. فستلمه السلفى ووقع بالاستلام نفسه (تاريخ ٧-٢-١٩٨٠م) وصورة ماكنت كتبت هكذا:-

إلى

مولانا عين الحق السلفى

دار العلوم الاحمدية السلفية لهيريا سرائے دربهنكه

قد وصل الىّ جوابكم عما سالت عنه فى مسألة التوسل بالانبياء والمرسلين عليهم السلام وقد مست الحاجة الى طلب التصريح بشئ يسير يتعلق بهذا الجواب ولا بد منه فاجيبوا عن هذه الاسئلة مصرحين:

١- اى نص قطعى يخرج التوسل بالانبياء والمرسلين عليهم السلام الى الله تعالى من كونه من الاعمال الصالحة؟

٢- بما يدل قوله تعالى فى سورة المائدة يآيها الذين امنوا اتقوا الله وابتغوا اليه الوسيلة وجاهدوا فى سبيله لعلكم تفلحون وقول قتادة تقربوا الى الله بطاعته والعمل بما يرضيه على ان التوسل الى الرب تعالى لا يكون بالنفوس والذوات وعلى انه ليس من الاعمال الصالحة؟

٣- هل قوله تعالى فى الاسراء قل ادعوا الذين زعمتم من دونه فلا يملكون كشف الضر عنكم ولا تحويلا وقوله تعالىٰ فى الاعراف ان الذين تدعون من دون الله عباد امثالكم فادعوهم

جاننا چاہئے کہ سلفی صاحب نے یہ جواب اپنے ہاتھ سے نہیں لکھا تھا۔ جب ان کا جواب بندہ کو پہنچا، بندہ نے اس پر چند سوالات وارد کئے اور انھیں ایک رجسٹرڈ لفافہ (رجسٹریشن نمبر ۳۱۲۳، ڈاک خانہ کلیانی تاریخ ۲۹-۱-۱۹۸۰ء) میں ان کے پاس روانہ کیا۔ اپنے سوالات کے ساتھ بندہ نے جواب کیلئے ایک لفافہ رکھا جس پر اپنا اور ان کا نام لکھا ہوا تھا، اور اتنے ڈاک کے ٹکٹ رکھے جن سے رجسٹریشن ہوسکتا تھا۔ سلفی صاحب نے اسے وصول کر لیا اور اکنالجمنٹ پر خود دستخط کیا (تاریخ ۷-۲-۱۹۸۰ء)۔ بندہ نے جو لکھا تھا، اس کی نقل حسب ذیل ہے :-

بمطالعہ

مولانا عین الحق سلفی

دارالعلوم احمدیہ سلفیہ، لھیریا سرائے، دربھنگہ

حضرات انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل کرنے کے مسئلہ میں میں نے جو سوال کیا تھا، اس پر آپ کا لکھا ہوا جواب مجھے پہنچا۔ اس جواب سے متعلق تھوڑی سی باتوں کے بارے میں تصریح طلب کرنے کی ضرورت پیش آگئی ہے اور یہ تصریح ضروری ہے۔ لہذا تصریح کرتے ہوئے ان سوالات کا جواب دیجئے :-

۱- انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے اللہ تعالیٰ کی جانب توسل کرنے کو کون سی نص قطعی اعمال صالحہ سے خارج کر دیتی ہے ؟

۲- سورۂ مائدہ میں آیا ہوا اللہ تعالیٰ کا قول یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون (اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اسکی راہ میں جہاد کرو اس امید پہ کہ فلاح پاؤ) اور قتادہ کا قول "اللہ تعالیٰ کی جانب اسکی طاعت اور اس کے نزدیک پسندیدہ عمل سے قربت ڈھونڈو" اس بات پر کس طرح دلالت کرتے ہیں کہ رب تعالیٰ کی طرف توسل نفوس و ذوات سے نہیں ہوگا اور یہ توسل اعمال صالحہ میں سے نہیں ہے ؟

۳- سورۂ اسراء میں آیا ہوا اللہ تعالیٰ کا قول قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا (تم فرماؤ پکارو انھیں جن کو اللہ کے سوا گمان کرتے ہو تو وہ اختیار نہیں رکھتے تم سے تکلیف دور کرنے اور نہ پھیر دینے کا) اور سورۂ اعراف میں آیا ہوا اس کا قول ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم فادعوھم

فليستجيبوا لكم ان كنتم صدقين
فى المشركين ام فى المؤمنين؟ وكيف
يكون المؤمنون المتوسلون بالانبياء عليهم السلام
امثال المشركين؟ وكيف يكون الانبياء والمرسلون عليهم السلام
الذين هم اولو جاه عنده تعالى امثال الاصنام الحقيرة الغير
النافعة ولا الضارة وقد قال تبارك وتعالى وكان عند الله
وجيها؟ أكان المشركون الذين كانوا يزعمون انهم يتقربون
اليه تعالى باشخاص المخلوقين يفعلون فعل التقرب فقط
من دون عبادتهم اولئك الاشخاص؟

٤- هل يكون كل شخص من المخلوقين ذا جاه عنده تعالى ويكون
جاهه مثل جاه الانبياء والمرسلين عليهم السلام؟

٥- هل يكون الذين قتلوا فى سبيله تعالى امثال الاموات
من العوام؟

٦- قد صرحتم بقولكم "ان التوسل بالانبياء والرسل
وباى احد كان لا يجوز" ان التوسل باحد لا يجوز مطلقا مع
ان التوسل بالنبى صلى الله عليه وسلم قد ثبت كما فى الصحيح وقد
ثبت فيه توسل سيدنا عمر رضى الله تعالى عنه بعم النبى سيدنا
عباس رضى الله تعالى عنه وقد عرفتم المشرك بمن ارتكب ما
نهى الله عنه وشدد النكران عليه وهذا يستلزم كون هذا
من الشرك. هل تجوزون ذلك؟

اجيبوا بالكتاب والسنة واقوال السلف.

السائل محمد عاشق الرحمن ١٣٠ اترسئيا. الـه آباد ٣
١٠ ربيع الاول سنة ١٤٠٠ هـ

فسكت السلفى مدة عشرة اشهر. ثم جاء فى الظرف
الذى كنت ارسلته اليه

فلیستجیبوا لکم ان کنتم صٰدقین (بے شک وہ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو تمہاری طرح بندے ہیں تو انھیں پکارو پھر وہ تمھیں جواب دیں اگر تم سچے ہو) مشرکین کے بارے میں ہیں یا مومنین کے بارے ہیں؟ انبیاء علیہم السلام سے توسل کرنے والے مومنین مشرکین کی طرح کیسے ہو جائیں گے؟ اور حضرات انبیاء و مرسلین علیہم السلام جو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اصحاب جاہ ہیں، ان حقیر اصنام کی طرح کیسے ہو جائیں گے جو نہ نفع دینے والے ہیں نہ نقصان پہنچانے والے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وکان عند اللہ وجیھا (اور موسیٰ اللہ کے یہاں آبرو والے ہیں) ؟ کیا وہ مشرکین جو یہ زعم کرتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی جانب مخلوق اشخاص سے تقرب کرتے ہیں صرف تقرب کا فعل کرتے تھے اور ان اشخاص کی عبادت نہیں کرتے تھے؟

۴- کیا مخلوقوں میں سے ہر شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک جاہ والا ہے اور اس کا جاہ حضرات انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے جاہ کی طرح ہے؟

۵- کیا وہ لوگ جو کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مارے گئے ہیں عام مردوں کی طرح ہوں گے؟

۶- آپ نے اپنے قول "انبیاء و رسل سے یا کسی سے بھی توسل جائز نہیں ہے" سے اس بات کی تصریح کی ہے کہ کسی سے توسل کرنا مطلقاً ناجائز ہے حالانکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرنا ثابت ہے جیسا کہ حدیث صحیح میں موجود ہے۔ حدیث صحیح میں یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکرم چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توسل فرمایا ہے۔ آپ نے مشرک کی تعریف یہ کی ہے کہ "جس امر سے اللہ تعالیٰ نے نہی فرمائی اور اس پر سخت انکار فرمایا اس امر کا ارتکاب کرنے والا" یہ اس بات کو مستلزم ہے کہ فعل مذکور شرک میں سے ہو۔ کیا آپ اسے جائز رکھتے ہیں؟

کتاب اللہ تعالیٰ، سنت نبویہ اور اقوال سلف سے جواب دیں۔

سائل محمد عاشق الرحمٰن ع<u>۱۴۰</u> اتر سئیا، الہ آباد،

۱۰ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

سلفی صاحب دس ماہ تک خاموش رہے۔ پھر میرے پاس معمولی ڈاک سے وہ لفافہ آگیا۔ جو میں نے ان کے پاس جواب کے لئے روانہ کیا تھا۔ اس میں میرے سوالات تھے، میں نے ان کے

للجواب بالبريد العادیّ وفيه اسئلتی والطوابع التی كنت ارسلتها اليه وفيه خطاب بخط غيره مع ان اسم السلفی هذا قد كتب فی مقام اسم المرسل بخط من خط الخطاب وصورته كما يأتی :-

بسم الله الرحمن الرحيم

حضرة الاخ السيد/ عاشق الرحمن وفقه الله

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته وبعد

فقد كنت استلمت منذ اشهر خطابك الذی فيه توضيح بعض الشبهات فاحيطك علما باننی كنت ارغب فی الاجابة علی اسئلتك و مازلت احاول الی يومی هذا ان افرغ لهذا العمل شيئا من اوقاتی ولكنه مع الاسف الشديد لاجل اشغالی الكثيرة المتنوعة لما اتمكن من هذا الی الآن ولعلی لا اجد الوقت فی المستقبل القريب فارجو المعذرة وارسل مع هذا الخطاب الطوابع البريدية الملصقة علی وجه الظرف هذا ووفقنی الله واياك لما يحب ويرضی وهو الهادی الی سواء السبيل.

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

عين الحق السلفی

المدرس بدار العلوم الاحمدية السلفية بدربنجة

(بيهار)

٣/ ١٢/ ٨٠ ع

جواب مولانا شمس الحق السلفی بدار الافتاء فی دار العلوم المركزية بنارس بان التوسل بالانبياء والمرسلين مخالف لما جاء به الانبياء والمرسلون وغير سبيل المؤمنين وهو غير جائز وهو نوع من الشرك وان اهل القبلة ليسوا كالمشرك المحض وانه يمكن ان المتوسلين يتمسكون بحديث التوسل الضعيف الذی اخرجه الترمذی فينبغی السكوت عن اعمالهم الخير هل يعتد بها ام لا وعجزه عن جواب السؤالين الذين اوردتهما علی جوابه هذا

پاس جو ٹکٹ بھیجے تھے وہ ٹکٹ تھے اور اس میں ایک خط تھا جو دوسرے کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا حالانکہ مرسل کے نام کی جگہ پر خط لکھنے والے کے ہاتھ سے سلفی صاحب ہی کا نام لکھا ہوا تھا۔ اس خط کی نقل حسب ذیل ہے :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت برادر جناب / عاشق الرحمٰن وفقہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد

مہینوں ہوئے مجھے آپ کا وہ خط مل گیا تھا جس میں بعض شبہات کی توضیح تھی۔ میں آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ میں آپ کے سوالات کا جواب دینے کی طرف رغبت کرتا رہا اور آج کی تاریخ تک یہ قصد کرتا رہا کہ اس کام کے لئے اپنے اوقات میں سے تھوڑا سا وقت فارغ کر لوں، لیکن مجھے سخت افسوس ہے کہ اپنی کثیر اور مختلف اقسام کی مصروفیات کی وجہ سے آج تک یہ کام نہیں کر سکا۔ اور شاید مستقبل قریب میں وقت نہ پاؤں گا۔ لہذا میں معذور رکھے جانے کا امیدوار ہوں اور میں اس خط کے ساتھ لفافہ پر لگے ہوئے ڈاک کے ٹکٹ روانہ کر رہا ہوں۔ ھذا و وفقنی اللہ وایاك لما یحب ویرضی وھو الھادی الی سواء السبیل۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عین الحق سلفی

مدرس، دار العلوم احمدیہ سلفیہ، دربھنگہ

(بہار)

۳ / ۱۲ / ۸۰ ع

جواب مولانا شمس الحق سلفی، دار الافتاء، مرکزی دار العلوم، بنارس کہ "انبیاء و مرسلین سے توسل کرنا اس کے مخالف ہے جو آپ حضرات لائے ہیں، یہ مؤمنین کا طریق نہیں ہے، یہ ناجائز ہے اور شرک کی ایک نوع ہے، اہل قبلہ مشرک محض کی طرح نہیں ہیں اور ممکن ہے کہ توسل کرنے والے ترمذی کی روایت کردہ توسل کی حدیث ضعیف سے تمسک کرتے ہوں، لہذا اس کے بارے میں سکوت کرنا ہی مناسب ہے کہ ان کے اعمال خیر معتبر ہیں یا نہیں" اور سلفی صاحب مذکور کا ان کے اس جواب پر بندہ کے وارد کئے ہوئے دو سوالوں کے جواب سے عاجز ہونا۔

بسم الله الرحمٰن الرحيم

ختم دار الافتاء مركزى دار العلوم بنارس الجواب وهو الموفق للصواب

ختم دار الافتاء مركزى دار العلوم بنارس

(ا) قد انزل الله تعالىٰ فى حجة الوداع " اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتى ورضيت لكم الاسلام دينا "

فالدين كامل لا ينبغى ان يزاد فيه او ينقص منه - و لم تات اٰية ان يتوسل بالانبياء والمرسلين عليهم الصلوٰة والتسليم ولم يرد حديث يدل على التوسل بالنبيين والمرسلين الصلوٰة والسلام عليهم اجمعين -

وقد قال الله تعالىٰ فى كلامه المجيد وفرقانه الحميد -

ومن يشاقق الرسول من بعد ماتبين له الهدى و يتبع غير سبيل المؤمنين نُوَلّه ما تولّٰى ونصليه[ع] جهنم وساءت مصيرا ·

فالتوسل بالانبياء والمرسلين مخالف لماجاء به الانبياء و المرسلون وغير سبيل المؤمنين لم يتوسل بهم احد من الصحابة والتابعين رضوان الله تعالىٰ عليهم اجمعين ·

وفى الصحيح ان الناس قحطوا فجاءوا الى امير المؤمنين عمر بن الخطاب رضى الله تعالىٰ عنه فارسل الى عم رسول الله صلى الله عليه وسلم و قال كنا اذا جدبنا دعا لنا النبى صلى الله عليه وسلم وانت عم النبى صلى الله عليه وسلم فادع لنا فذهب

[ع] قد كتب هكذا او فى القراٰن ههنا " نصله " - ١٢

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مہر دارالافتاء مرکزی دارالعلوم بنارس الجواب و ھوالموفق للصواب

مہر دارالافتاء مرکزی دارالعلوم بنارس

(۱) اللہ تعالیٰ نے حجۃ الوداع میں نازل فرمایا ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا)۔

لہذا دین کامل ہے، یہ مناسب نہیں ہے کہ اس میں کچھ بڑھایا جائے یا اس سے کچھ گھٹایا جائے۔ کوئی آیت اس کے بارے میں نہیں آئی ہے کہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے توسل کیا جائے، نہ ہی کوئی ایسی حدیث وارد ہے جو نبیین و مرسلین الصلوٰۃ والسلام علیہم اجمعین سے توسل پر دلالت کرتی ہو۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید و فرقان حمید میں فرمایا ہے ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نُولّہ ماتولّی ونصلّہٖ جہنم وساءت مصیرا (اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی)۔

لہذا انبیاء و مرسلین سے توسل کرنا اس کے مخالف ہے جو آپ حضرات لائے ہیں، یہ مؤمنین کا طریق نہیں ہے۔ آپ حضرات سے صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں سے کسی نے توسل نہیں کیا۔

اور حدیث صحیح میں ہے کہ لوگ خشک سالی میں مبتلا ہوئے، تو امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے پاس (آدمی) بھیجا (اور آپ کو بلوایا)، اور کہا "جب ہم خشک سالی میں مبتلا ہوئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے دعا فرمائی، آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں، آپ ہمارے لئے دعا کیجئے"۔ تب آپ ان کے ساتھ مصلیٰ کی طرف گئے، ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اور ان لوگوں کے لئے دعا کی، تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بارش بھیجی، اور انھوں نے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے) نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے توسل نہیں

عہ ایسا ہی لکھا ہے اور قرآن میں اس مقام پر "نصلہ" ہے۔ ۱۲

به الى المصلى فصلى بهم ودعا لهم فانزل الله عليهم الغيث ولم يتوسل بالنبى - فالتوسل بالنبى غير جائز وهى نوع من الشرك كما قال ابن تيمية وغيره -

(٢) كما ان الايمان يتفاوت فايمان البعض كامل وايمان البعض ناقص وليس المؤمنون كلهم سواء كذلك الشرك يتفاوت فاهل القبلة ليسوا كالمشرك المحض قال الله تعالى وما يؤمن اكثرهم الا[ع] وهم مشركون - وفى الحديث الصحيح من قال لا اله الا الله مستيقنا بها قلبه دخل الجنة - وقال الله تعالى فى المشرك المحض حبطت اعمالهم فلا نقيم لهم يوم القيمة وزنا -

وبوب البخارى " من اكفر اخاه بغير تاويل فهو كما قال " واخرج الحديث ايما رجل قال لاخيه كافر فقد باء بها احدهما - ج ٢ ص ٩٠١ وبوب ايضا باب " من لم ير اكفار من قال متأولا او جاهلا " وقال عمر بن الخطاب لحاطب انه منافق فقال النبى صلى الله عليه وسلم وما يدريك لعل الله قد اطلع الى اهل بدر فقال قد غفرت لكم -

وقد اخرج الترمذى حديث التوسل وان كان ضعيفا عند اهل الحديث فيمكن انهم يتمسكون به فينبغى لنا ان نسكت باعمالهم الخير هل تعتد ام لا - والله اعلم وعلمه اتم فقط

شمس الحق السلفى غفر له ولوالديه ولشيوخه

مركزى دار العلوم بنارس ٧/١/١٩٨٠م - ١٨/٢/١٤٠٠ھ

فلما جاء فى هذا الجواب ارسلت سؤالين آخرين يتعلقان به الى السلفى المجيب فى ظرف مسجّل (رقم التسجيل ٣٠٨٩ مكتب

ع هٰهنا قد اسقط " بالله " بعد " اكثرهم " - ١٢

کیا۔ لہذا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے توسل کرنا ناجائز ہے اور یہ شرک کی ایک نوع ہے، جیسا کہ ابن تیمیہ وغیرہ نے کہا ہے۔

(۲) جس طرح ایمان میں تفاوت ہے کہ بعض کا ایمان کامل ہے اور بعض کا ناقص، اور سبھی مسلمان برابر نہیں ہیں، اسی طرح شرک میں بھی تفاوت ہے۔ اہل قبلہ مشرک محض کی طرح نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وما یؤمن اکثرھم عہ الا وھم مشرکون (اور ان میں اکثر وہ ہیں کہ اللہ پر یقین نہیں لاتے مگر شرک کرتے ہوئے) اور حدیث صحیح میں ہے کہ جو لا الٰہ الا اللہ اس طرح کہے کہ اس کے دل میں اس کا یقین ہو، جنت میں داخل ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مشرک محض کے بارے میں فرمایا ہے حبطت اعمالھم فلا نقیم لھم یوم القیٰمۃ وزنا (ان کا کیا دھرا سب اکارت ہے تو ہم ان کے لئے قیامت کے دن کوئی تول نہ قائم کریں گے)۔

بخاری نے ایک باب کا عنوان اس طرح قائم کیا ہے کہ "جس نے بغیر تاویل کے اپنے بھائی کی تکفیر کی وہ ویسا ہی ہے جیسا کہ کہا" اور یہ حدیث روایت کی کہ جس آدمی نے بھی اپنے بھائی کو کافر کہا، بے شک، ان دونوں میں سے ایک کی طرف کو لوٹا۔ صہ $\frac{۹۰۱}{۲}$ ج۔ اور ایک باب کا عنوان اس طرح قائم کیا کہ "جس نے تاویل کی بنا پر یا نہ جاننے کی بنا پر کہنے والے کی تکفیر کو درست نہ جانا" اور (حضرت) عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے حاطب کے لئے فرمایا کہ "وہ منافق ہے" تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اور تم نہیں جانتے ہو، شاید کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے ساتھ مہربانی فرمائی اور فرمادیا میں نے تم لوگوں کو بخش دیا"

اور ترمذی نے حدیث توسل روایت کی ہے۔ یہ اگرچہ علماء حدیث کے نزدیک ضعیف ہے، ممکن ہے کہ وہ لوگ اس سے تمسک کرتے ہوں۔ لہذا ہمارے لئے مناسب ہے کہ ان کے اعمال خیر کے معتبر یا نا معتبر ہونے کے بارے میں سکوت کریں۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم فقط

شمس الحق سلفی غفرلہ ولوالدیہ ولشیوخہ

مرکزی دارالعلوم بنارس ۱۹۸۰/۱/۷ء - ۱۴۰۰/۲/۱۸ھ

جب یہ جواب بندہ کو پہنچا، بندہ نے اس جواب سے متعلق دو اور سوال مجیب سلفی صاحب مذکور کو ایک رجسٹرڈ لفافہ (رجسٹریشن نمبر ۳۰۸۹ع ڈاک خانہ

عہ یہاں "اکثرھم" کے بعد "باللہ" کو چھوڑ دیا ہے۔ ۱۲

البريد كليانى تاريخ ٢٤-١-١٩٨٠م) وارسلت معه ظرفا آخر للجواب وطوابع بريدية كانت تكفى للتسجيل - فاستلمه احد بدلا منه ووقع بالاستلام (بتاريخ ٢٨-١-١٩٨٠م) وصورة ماكتت كتبت هكذا :-

الى مولانا شمس الحق السلفى

دار الافتاء مركزى دار العلوم بنارس

وصل الىّ جوابكم المسطور اليوم الثامن عشر من شهر صفر سنة الف واربعمائة لاستفتائى المكتوب اليوم العاشر من ذلك الشهر المتضمن على السؤال عن حكم الاعتقاد بالتوسل وحكم المعتقد به وقد مست الحاجة الى طلب التصريح بما اريد بشئ يسير ورد فى جوابكم وهو كما يأتى فى السؤالين - فاجيبوا عنهما مصرحين :-

١- قد كتبتم فى جوابكم " فالتوسل بالنبى غير جائز وهى نوع من الشرك الخ " - اى نوع من الشرك هذا ؟ اهو الشرك الذى قال الله تعالى فيه " ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك الآية " ؟ وهل هذا التوسل من الكفر الذى يخرج من الملة ؟ بينوا بالكتاب والسنة واقوال السلف -

٢- وقد كتبتم فى جوابكم " وقد اخرج الترمذى حديث التوسل وان كان ضعيفا عند اهل الحديث فيمكن انهم يتمسكون به الخ " - اىّ حديث مما اخرجه الترمذى تريدون بقولكم هذا ؟ بينوه مع تمام سنده وكمال متنه وذكر الكتاب والباب - واذكروا هل ارتقى هذا الحديث الى درجة الحسن بكثرة الطرق اوغيرها ام لا ؟

السائل محمد عاشق الرحمن عفا اترسئيا - الهآباد ٣٠ ربيع الاول سنه ١٤٠٠ھ

کلیانی تاریخ ۲۴-۱-۱۹۸۰ء) میں روانہ کئے، اور اس لفافہ کے ساتھ جواب کیلئے ایک دوسرا لفافہ بھیجا اور اتنے ڈاک کے ٹکٹ بھی بھیجے جن سے رجسٹریشن ہو سکتا تھا۔ اس لفافہ کو سلفی صاحب مذکور کے بدلے کسی دوسرے نے وصول کیا اور اکن لجمنٹ پر دستخط کیا۔ (تاریخ ۲۸-۱-۱۹۸۰ء)۔ بندہ نے جو لکھا تھا اس کی نقل یہ ہے :۔

بمطالعۂ مولانا شمس الحق سلفی

دار الافتاء، مرکزی دار العلوم، بنارس

توسل کے اعتقاد اور اس کے معتقد کے حکم کے بارے میں میرے ۱۰ر صفر ۱۴۰۰ھ کے استفتاء پر آپ کا ۱۸ر صفر ۱۴۰۰ھ کا جواب مجھے پہنچا۔ آپ کے اس جواب میں آئی ہوئی تھوڑی سی باتوں سے لی ہوئی مراد کی تصریح کے طلب کرنے کی اب ضرورت پیش آگئی ہے۔ یہ ان دو سوالوں میں ہے۔ لہذا تصریح کرتے ہوئے ان دو سوالوں کا جواب دیجئے :۔

۱- آپ نے اپنے جواب میں یہ لکھا ہے کہ "نبی (علیہ السلام) سے توسل ناجائز ہے اور یہ شرک کی ایک نوع ہے الخ" یہ شرک کی کون سی نوع ہے؟ کیا یہ وہ شرک ہے جسکے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذٰلک (اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے معاف فرمادیتا ہے) الاٰیۃ ؟ اور کیا یہ توسل اس کفر میں سے ہے جو ملت سے خارج کر دیتا ہے؟ کتاب اللہ تعالیٰ، سنت نبویہ اور اقوال سلف سے بیان کریں۔

۲- آپ نے اپنے جواب میں یہ بھی لکھا ہے کہ "ترمذی نے حدیث توسل روایت کی ہے۔ اگرچہ یہ علماء حدیث کے نزدیک ضعیف ہے، ممکن ہے کہ وہ لوگ اس سے تمسک کرتے ہوں الخ"۔ آپ اپنے اس قول سے ترمذی کی روایت کردہ کون سی حدیث کو مراد لے رہے ہیں؟ اسے اس کی پوری سند اور کامل متن کے ساتھ بیان کر دیں اور کتاب و باب کا بھی ذکر کر دیں۔ یہ بھی ذکر کر دیں کہ یہ حدیث کثرت طرق وغیرہ سے حَسَن کے درجہ تک پہنچ گئی ہے یا نہیں۔

سائل محمد عاشق الرحمٰن عفی عنہ اتر سئیا، الہ آباد ۳۱ ۵ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

وهذا السلفى ساكت الى الآن وعنده ذلك الظرف والطوابع البريدية التى كنت ارسلتها اليه للجواب.

جواب الدكتور اندوس مرسيكان فتاوى الرئيس التنفيذى لمركز الدراسات للشرق الاوسط التابع للجامعة الاسلامية الحكومية سورابايا اندونيسيا بان التوسل بالانبياء عليهم السلام اذا كان المراد به فعل الطاعات وترك السيئات فهو صحيح واذا كان المقصود به دعاءهم فى ايام حياتهم فهو مطابق للسنة واذا كان المقصود به التوسل بالاقسام على الله بهم بعد موتهم فلا دليل عليه وان التوسل بالانبياء والمرسلين شرك وعجزه عن جواب الاسئلة التى اوردتها على جوابه هذا

PUSAT STUDI TENTANG TIMUR TENGAH

مركز الدراسات للشرق الاوسط

التابع للجامعة الاسلامية الحكومية "سونن امبل"

سورابايا-اندونيسيا

STATE INSTITUTE FOR ISLAMIC LEARNINGS

SUNAN AMPEL CENTRE FOR MIDDLE EAST STUDIES

Address: Jl-A-Yani 117 Phone 68298 Surabaya-Indonesia

اخى الكريم محمد عاشق الرحمن الفاضل

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته ، وبعد:

فيسعدنى ان احيطكم علما بان مركز الدراسات للشرق الاوسط بالشكر والتقدير قد تلقى الرسالة التى بعثتما اليه، فرد الهذه الرسالة ابعث اليك هذا الخطاب رجاء ان يكون شافيا لما تريد ان تسأله.

اخى العزيز،

بعد دراسة ما تضمنته الرسالة التى بعثتها الى المركز نستطيع ان نلخصه فى المسألتين الآتيتين :

یہ سلفی صاحب ابھی تک خاموش ہیں اور بندہ کا جواب کے لئے بھیجا ہوا لفافہ اور ڈاک کے ٹکٹ ان کے پاس ہیں۔

جواب ڈاکٹر اندوس مرسیکان فتاوی، رئیس تنفیذی، مرکز دراسات برائے مشرق اوسط، تابع جامعۂ اسلامیہ حکومیہ، سورابایا، انڈونیسیا کہ "اگر انبیاء علیہم السلام سے توسل کرنے سے طاعات کا کرنا اور سیئآت کا ترک کرنا مراد ہو تو وہ صحیح ہے، اگر اس سے ایام حیات میں ان کی دعاء مراد ہو تو وہ سنت کے مطابق ہے، اگر اس سے ان کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ پر ان کی قسم والا توسل مراد ہو تو اس پر کوئی دلیل نہیں ہے، اور انبیاء ومرسلین سے توسل شرک ہے" اور ڈاکٹر صاحب مذکور کا ان کے اس جواب پر بندہ کے وارد کئے ہوئے سوالات کے جواب سے عاجز ہو جانا

PUSAT STUDI TENTANG TIMUR TENGAH

مرکز دراسات برائے مشرق اوسط

تابع جامعہ اسلامیہ حکومیہ "سونن امپل"

STATE INSTITUTE FOR ISLAMIC LEARNING — سورابایا۔ انڈونیسیا

SUNAN AMPEL CENTRE FOR MIDDLE EAST STUDIES

Address: Jl. A. Yani 117 Phone 68298 Surabaya-Indonesia

برادر کریم فاضل محمد عاشق الرحمٰن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، وبعد:۔

آپ کو یہ اطلاع دیتے کی سعادت مجھے حاصل ہو رہی ہے کہ مرکز دراسات برائے مشرق اوسط نے شکر گذاری اور قدردانی کے ساتھ آپ کے بھیجے ہوئے خط کا استقبال کیا ہے۔ اس خط کے جواب میں یہ خط آپ کو اس امید پہ بھیج رہا ہوں کہ یہ اسکے لئے کفایت کرے گا جو آپ پوچھنا چاہتے ہیں۔

عزیز برادر،

مرکز کی طرف آپ کا بھیجا ہوا خط جن باتوں پر متضمن ہے، انہیں پڑھنے کے بعد ہم آنے والے دو مسئلوں میں اس کی تلخیص کر سکتے ہیں:۔

١- حكم الاعتقاد بالتوسل بالانبياء والمرسلين عليهم السلام.
٢- حكم المعتقد بهذا التوسل.

اما المسألة الاولى فيمكن ان نصوغها فى عبارة السؤال الآتى:
ماحكم التوسل بالانبياء والمرسلين أهو شرك ام لا ؟

واما المسألة الثانية فيستطيع ان نضعها فى صيغة السؤالين الآتيين:
١- ماحكم المعتقد به أهو مؤمن ام مشرك ؟
٢- اعماله من الصلاة والزكاة والحج وما الى ذلك معتدة عند الله ام مردودة ؟

قبل ان نجيب عن المسائل التى قدمتها فلنعرف اولا معنى التوسل.
التوسل كما قيل فى المنجد فى اللغة والادب والعلوم:
(وسل وسّل و توسّل) الى الله بعمل: عمل عملا تقرب به الى الله تعالى.

قال عبد الجليل عيسى فى المصحف الميسر عن قوله تعالى "وابتغوا اليه الوسيلة" اى اطلبوا مايتوصل به الى رضاه سبحانه وهو كل عمل صالح.

(٢)

وفى الكشاف قال ابو القاسم محمود بن عمر الزمخشرى: الوسيلة كل مايتوسل به. اى يتقرب من قرابة. فاستعيرت لما يتوسل به الى الله تعالى من فعل الطاعات وترك المعاصى.

وقيل فى تفسير القرآن العظيم لاسماعيل بن كثير:
يقول تعالى آمرا عباده المؤمنين يتقواه وهى اذا قرنت بطاعته كان المراد بها الانكفاف عن المحارم وترك المنهيات.
ثم قال "وابتغوا اليه الوسيلة" قال سفيان الثورى عن طلحة عن عطاء عن ابن عباس

۱- انبیاء ومرسلین علیہم السلام سے توسل کرنے کے اعتقاد کا حکم۔
۲- اس توسل کے معتقد کا حکم۔
پہلے مسئلہ کو ہم آنے والے سوال کی عبارت میں ڈھال سکتے ہیں :۔
انبیاء ومرسلین سے توسل کرنے کا حکم کیا ہے ؟ وہ شرک ہے یا نہیں ؟
اور مسئلۂ ثانیہ کو ہم آنے والے دو سوالوں کی شکل میں پیش کر سکتے ہیں :۔
۱- اس کے معتقد کا حکم کیا ہے ؟ وہ مؤمن ہے یا مشرک ؟
۲- اس کے نماز، زکوٰۃ، حج وغیرہ اعمال اللہ تعالیٰ کے نزدیک معتبر ہیں یا مردود ہیں ؟

اوپر آئے ہوئے مسائل کا جواب دینے سے قبل، ہم اوّلاً توسل کی تعریف کریں۔
توسل جیسا کہ کتاب "المنجد فی اللغۃ والادب والعلوم" میں کہا گیا ہے: (وسل ووسّل وتوسّل) الی اللہ بعمل (اس نے اللہ تعالیٰ کی جانب کسی عمل سے توسل کیا): ایسا عمل کیا جس سے اللہ تعالیٰ کی جانب قربت ڈھونڈی۔
عبد الجلیل عیسیٰ نے "مصحف میسر" میں اللہ تعالیٰ کے قول وابتغوا الیہ الوسیلۃ (اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو) کے متعلق کہا "یعنی اسے طلب کرو جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا کی طرف پہنچا جاتا ہے، اور وہ ہر عمل صالح ہے"

(۳)

ابو القاسم محمود بن عمر زمخشری نے کشاف میں کہا ہے :۔
وسیلہ ہر وہ شئ ہے جس سے توسل کیا جائے۔ یعنی تقرب کیا جائے۔ فعل طاعات اور ترک معاصی جن سے اللہ تعالیٰ کی جانب توسل کیا جاتا ہے، ان کے لئے اسے عاریۃً لے لیا گیا ہے۔
اسمٰعیل بن کثیر کی تفسیر قرآن عظیم میں کہا گیا ہے :۔
اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندوں کو اس سے خوف رکھنے کے لئے حکم فرماتا ہوا یہ فرماتا ہے۔ اور اسے جب باری تعالیٰ کی طاعت کے ساتھ جمع کیا جاتا ہے اس سے محارم سے بچنا اور منہیات کا ترک کرنا مراد ہوتا ہے۔
پھر فرمایا وابتغوا الیہ الوسیلۃ (اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو) سفیان ثوری طلحہ سے راوی ہیں، وہ عطاء سے، اور عطاء (حضرت) ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت

اى القرابة -
وكذا قال مجاهد والبووائل والحسن وقتادة وعبد الله بن كثير والسدى وابن زيد وغير واحد.
وقال قتادة اى تقربوا اليه بطاعته والعمل بما يرضيه - وقرأ ابن زيد (اولئك الذين يدعون يبتغون الى ربهم الوسيلة) ثم قال وهذا ألذى قاله هؤلاء الائمة لاخلاف بين المفسرين فيه.
وقال ايضا اسماعيل بن كثير:
والوسيلة هى التى يتوصل بها الى تحصيل المقصود "لغة" وقال ايضا:
والوسيلة ايضا علم على اعلى منزلة فى الجنة وهى منزلة رسول الله صلى الله عليه وسلم وداره فى الجنة وهى اقرب امكنة الجنة الى العرش -
وقد ثبت فى صحيح البخارى من طريق محمد بن المنكدر عن جابر بن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قال حين يسمع النداء اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة آت محمدا الوسيلة الفضيلة وابعثه مقاما محمودا الذى وعدته إلا حلت له الشفاعة يوم القيامة -
حديث آخر فى صحيح مسلم من حديث كعب بن علقمة عن ابن عمرو بن العاص انه سمع النبى صلى الله عليه وسلم يقول: اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا على فانه من صلى على صلاة صلى الله عليه عشرا ثم سلوا الى الوسيلة

کرتے ہیں کہ یہ قرابت ہے۔

اسی طرح حضرت مجاہد، ابو وائل، حسن، قتادہ، عبداللہ بن کثیر، سدی، ابن زید اور بہت سے لوگوں نے کہا ہے۔

قتادہ نے کہا "یعنی اللہ تعالیٰ کی جانب اسکی طاعت سے اور اسکے نزدیک پسندیدہ عمل سے قربت ڈھونڈو" ابن زید نے پڑھا اولٰئك الذين يدعون يبتغون الى ربهم الوسيلة (وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں)۔ پھر کہا "ان ائمہ نے یہی فرمایا ہے، مفسرین کے درمیان اس کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے"

اسمٰعیل بن کثیر نے یہ بھی کہا ہے:۔

لغت میں وسیلہ وہ ہے جس سے مقصود کی تحصیل تک پہنچا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا ہے کہ وسیلہ جنت کی منزلت علیا کا علم بھی ہے۔ یہ جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منزلت اور آپ کا مکان ہے، یہ جنت کے مکانوں میں سے عرش کی جانب قریب ترین مقام ہے۔

صحیح بخاری میں محمد بن منکدر کے طریق سے ثابت ہے، وہ (حضرت) جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اذان کے سننے پر یہ کہے کہ اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوٰة القائمة ات محمدا الوسيلة والفضيلة والدرجة الرفيعة وابعثه مقاما محمودا الذى وعدته انك لا تخلف الميعاد (اے اللہ، اے اس کامل دعوت اور قائم نماز کے رب، حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ، فضیلت، درجۂ رفیعہ عطا فرما اور آپ کو اس مقام محمود پر بھیج جس کا تو نے آپ سے وعدہ فرمایا ہے، بے شک تو وعدہ خلافی نہیں فرماتا ہے) اس کے لئے قیامت کے روز میری شفاعت حلال ہو جائے۔

صحیح مسلم میں ایک دوسری حدیث کعب بن علقمہ سے مروی ہے، وہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "جب تم لوگ مؤذن کی اذان سنو، ایسا ہی کہو جیسا کہ وہ کہتا ہے، پھر مجھ پر درود بھیجو، اس لئے کہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت نازل فرماتا ہے، اس کے بعد تم لوگ میرے لئے وسیلہ مانگو

(٣)

فانها منزلة فى الجنة لا تنبغى الا لعبد من عباد الله وارجوان اكون انا هو فمن سأل لى الوسيلة حلت عليه الشفاعة.

حديث آخر. قال الامام احمد عن ابى هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال "اذا صليتم على فسلوا لى الوسيلة" قيل يارسول الله وما الوسيلة؟ قال: اعلى درجة فى الجنة لا ينالها الا رجل واحد وارجوان اكون انا هو.

وقال احمد مصطفى المراغى فى تفسيره بالمعنى الجملى عن قوله تعالى " وابتغوا اليه الوسيلة" امر الله تعالى المؤمنين بان يتقوه ويبتغوا اليه الوسيلة بالعمل الصالح ولا يفتتنوا بدينهم كما فعل اهل الكتاب.

ثم اكد ذلك فبين ان الفوز والفلاح لا يكون الا بهما: فمن لم ينلها لاقى من الاهوال يوم القيامة ما لا يستطاع وصفه.

وقال عبد الله بن احمد بن محمود النسفى فى تفسير النسفى: (وابتغوا اليه الوسيلة) هى كل ما يتوسل به، اى يتقرب من قرابة...... فاستعيرت لما يتوسل به الى الله تعالى من فعل الطاعات وترك السيئات.

وقال محمد محمود حجازى فى التفسير الواضح عن معنى الآية "وابتغوا اليه الوسيلة" الوسيلة: ما يتوصل به الى تحصيل المقصود وهى القربة، وتطلق على اعلى منزلة فى الجنة.

المعنى: يا ايها الذين اتصفتم بالايمان خذوا لنفسكم الوقاية من عذاب الله بامتثال امره واجتناب نهيه وتقربوا اليه بالطاعات والعمل

(۳)

کہ وہ جنت میں ایک منزلت ہے جو مناسب نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ کے لئے، اور مجھے امید ہے کہ میں ہی وہ ہوں گا۔ جس نے میرے لئے وسیلے کا سوال کیا، اس کے لئے میری شفاعت حلال ہے۔"

ایک دوسری حدیث :- (حضرت) امام احمد نے (حضرت) ابو ہریرہ سے یہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم لوگ مجھ پر درود بھیجو، میرے لئے وسیلے کا سوال کرو۔" کہا گیا "یا رسول اللہ، وسیلہ کیا ہے؟"

فرمایا " یہ جنت کا بلند ترین درجہ ہے، اسے نہیں پائے گا مگر ایک مرد، اور مجھے امید ہے کہ میں ہی وہ ہوں گا۔"

احمد مصطفیٰ مراغی نے اپنی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے قول وابتغوا الیہ الوسیلۃ (اور اسکی طرف وسیلہ ڈھونڈو) کے معنیٔ جملی کو اس طرح بیان کیا ہے کہ " اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو یہ حکم فرمایا ہے کہ اس سے ڈریں، اس کی طرف عمل صالح سے وسیلہ ڈھونڈیں اور اپنے دین کے معاملے میں فتنہ میں نہ پڑیں جیسا کہ اہل کتاب کے ساتھ ہوا۔"

پھر اسے مؤکد کر دیا تو یہ بیان کر دیا کہ فوز و فلاح ان دونوں کے بغیر نہیں حاصل ہو سکتے۔ جو ان دونوں کو حاصل نہ کر پائے گا وہ قیامت کے روز ایسے ہولناک حالات کو پائیگا جن کا بیان نہیں کیا جا سکتا۔

(علامہ) عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی نے تفسیر نسفی میں فرمایا وابتغوا الیہ الوسیلۃ (اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو) " یہ ہر وہ شئی ہے جس سے توسل کیا جاتا ہے، یعنی قربت ڈھونڈی جاتی ہے .... جن فعل طاعات اور ترک سیئات سے اللہ تعالیٰ کی جانب توسل کیا جاتا ہے، ان کے لئے اسے عاریۃً لے لیا گیا ہے۔"

محمد محمود حجازی نے تفسیر واضح میں آیت وابتغوا الیہ الوسیلۃ (اور اسکی طرف وسیلہ ڈھونڈو) کے معنیٰ میں کہا " وسیلہ :- جس سے مقصود کی تحصیل تک پہنچا جاتا ہے اور یہ قربت ہے۔ اور جنت کی بلند ترین منزلت پر بھی اس کا اطلاق آتا ہے۔"

معنیٰ :- اے ایمان سے متصف لوگو، اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کے ساتھ اور جس سے اس نے نہی فرمائی اس سے اجتناب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اپنے نفسوں کی حفاظت حاصل کرو، اور اس کی جانب طاعات اور اس کے نزدیک پسندیدہ عمل سے قربت ڈھونڈو، کہ یہی اس کی

بما يرضيه فان هذه هى الوسيلة اليه اولئك الذين يدعون يبتغون الى ربهم الوسيلة - ثم قال: واتقوا الله وابتغوا اليه القربي بالطاعة واجتناب المنهيات واحتملوا الجهد والمشقة فى سبيل الله كل ذلك رجاء الفوز والفلاح فى المعاش والمعاد -

ثم قال: ان لفظ التوسل جاء بثلاثة معان:

اولا: القربي الى الله بالطاعة -

(٢)

ثانيا: دعاء النبى صلى الله عليه وسلم وشفاعته، كما ثبت عن عمر رضى الله عنه "اللهم انا كنا اذا اجدبنا توسلنا إليك بنبينا فسقينا وانا نتوسل اليك بعم نبينا فاسقنا" فكان يدعو العباس وهم يؤمنون عليه ترى انها الدعاء والشفاعة وكانت فى حياة النبى صلى الله عليه وسلم"

اما بعد موته فبدأ اقرب الناس اليه كعمه العباس -

اما المعنى الثالث المردود فهو: الوسيلة - اى التوسل بالاقسام على الله بالصالحين والاولياء المقربين - وهذا لم يرد به نص صحيح بل قال ابوحنيفة[ع] واصحابه انه لا يجوز -

والتوسل بهذا المعنى ينكره العقل ويأباه الشرع ولادليل عليه لا فى هذه الآية ولا فى غيرها -

ثم قال: فانظر يا اخى فى اساس الفلاح فى الاسلام وانه محصور فى التقوى والطاعة لا فى شفاعة ولا فى غيرها -

---

[ع] هذا لا يدل على ان التوسل ليس بجائز مطلقا او انه شرك - ١٢

جانب وسیلہ ہے۔ وہ مقبول بندے جنھیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں۔ پھر کہا :۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اس کی جانب طاعت اور اجتناب منہیات سے قربت ڈھونڈو، اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں محنت ومشقت برداشت کرو۔ یہ سب معاش ومعاد میں فوز وفلاح کی امید پر کرو۔

اس کے بعد کہا :۔ **توسل کا لفظ تین معانی میں آیا ہے۔**

اوّل :۔ اللہ تعالیٰ کی جانب طاعت سے قربت۔

(۴)

ثانی :۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء اور آپ کی شفاعت ہے، جیسا کہ (حضرت) عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ثابت ہے کہ آپ نے عرض فرمایا "اے اللہ، جب ہم لوگ خشک سالی میں مبتلا ہوئے، ہم نے تیری جانب اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کیا تو تونے ہمیں سیراب فرمایا، اور اب ہم تیری جانب اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکرم چچا سے توسل کرتے ہیں، تو ہمیں سیراب فرما" اس طرح (حضرت) عباس (رضی اللہ عنہ) دعا فرماتے تھے اور وہ لوگ آپ کی دعاء پر آمین کہتے تھے۔ تم دیکھتے ہو کہ یہ دعاء اور شفاعت ہے اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں تھی۔

لیکن آپ کی وفات کے بعد یہ آپ کے چچا (حضرت) عباس کی طرح لوگوں* میں سے آپ کی طرف قریب ترین شخص کی دعاء سے ہوتا ہے۔

معنیٰ ثالث جو کہ مردود ہے وہ :۔ وسیلہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ پر صالحین اور اولیاء مقربین کی قسم سے توسل۔ اس کے بارے میں کوئی نص صحیح وارد نہیں ہے، بلکہ (حضرت امام) ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) اور آپ کے اصحاب نے فرمایا ہے کہ یہ ناجائز ہے۔

اس معنیٰ کے توسل کا عقل انکار کرتی ہے، اس سے شریعت مانع ہے، اور اس پر کوئی دلیل نہیں ہے، نہ اس آیت میں، نہ کسی دوسری آیت میں۔

پھر کہا : تو اے بھائی، تم اسلام میں فلاح کی بنیاد پر نظر ڈالو، یہ تقویٰ اور طاعت میں منحصر ہے، شفاعت میں نہیں، نہ ہی کسی اور میں۔

---

* یہ اس پر دلالت نہیں کرتا ہے کہ توسل مطلقًا ناجائز ہے یا شرک ہے۔ ۱۲

وبعد ان قدمنا لكم الكلمات السابقة من اٰية القراٰن وتفاسيرها عن مسألة الوسيلة، نقدم لكم بعض الاٰيات وتفاسيرها التى لها علاقات بالكلام السابق نعنى الوسيلة.

قال تعالى: فاعبد الله مخلصا له الدين، الا لله الدين الخالص والذين اتخذوا من دونه اولياء ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى. الاٰية، (الزمر: ٢-٣)

قال سيد قطب فى ظلال القراٰن:

"فاعبد الله مخلصا له الدين" وتوحيد الله واخلاص الدين له ليس كلمة تقال باللسان انما هو منهاج حياة كامل.

ثم قال: والقلب الذى يوحد الله يدين لله وحده ولا يحنى هامته لاحد سواه ولا يطلب شيئا من غيره ولا يعتمد على احد من خلقه. فالله وحده هو القوى عنده وهو القاهر فوق عباده، والعباد كلهم ضعاف مهازيل لا يملكون له نفعا ولا ضرا فلا حاجة به الى ان يحنى هامته لواحد منهم وهم مثله لا يملكون لانفسهم نفعا ولا ضرا والله وحده هو المانح المانع فلا حاجة به الى ان يتوجه لاحد غيره وهو الغنى والخلق كلهم فقراء.

(٥)

وقال: وان البشرية لتنحرف عن منطق الفطرة كما انحرفت عن التوحيد الخالص البسيط الذى جاء به الاسلام وجاءت به العقيدة الالهية الواحدة مع كل رسول. وانا لنرى اليوم فى كل مكان عبادة للقديسين والاولياء تشبه عبادة العرب الاولين للملائكة تقربا الى الله. بزعمهم. وطلبا لشفاعتهم عنده. والله سبحانه يحدد الطريق اليه طريق التوحيد

مسئلۂ وسیلہ کے بارے میں قرآن کی آیت اور اس کی تفاسیر سے گذرے ہوئے کلمات کو تمہارے سامنے پیش کرنے کے بعد اب ہم تمہارے سامنے ایسی بعض آیات اور ان کی تفاسیر کو پیش کرتے ہیں جن کے کلام سابق سے تعلقات ہیں، یعنی وسیلہ سے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاعبد اللہ مخلصا له الدين، الا لله الدين الخالص والذين اتخذوا من دونه اولياء ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفىٰ (تو اللہ کو پوجو نرے اس کے بندے ہو کر ہاں خالص اللہ ہی کی بندگی ہے اور وہ جنھوں نے اسکے سوا اور والی بنا لئے کہتے ہیں ہم تو انھیں صرف اتنی بات کیلئے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کر دیں) الآیۃ (سورہ زمر: ۲-۳)

ظلال القرآن میں کہا ہے:-

تو اللہ کو پوجو نرے اس کے بندے ہو کر۔ اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور اسکے لئے دین میں اخلاص رکھنا کوئی کلمہ نہیں ہے جو زبان سے بولا جائے، وہ تو زندگی کے لئے ایک منہاج کامل ہے۔

پھر کہا:- دل جو اللہ تعالیٰ کی توحید کرتا ہے، تنہا اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے، اس کا سر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے لئے نہ جھکے، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے سے کوئی شئی نہ مانگے، اور نہ ہی اسکی خلق میں سے کسی پر اعتماد کرے۔ اس کے نزدیک تنہا اللہ تعالیٰ ہی قوی اور بندوں پر قاہر ہو۔ بندے سب کے سب ضعیف و ناتواں ہوں جو نہ اسے نفع پہنچا سکیں نہ ضرر۔ لہذا اسے اس بات کی کوئی ضرورت نہ ہو کہ اس کا سر ان میں سے کسی کے لئے جھکے کہ وہ اسی کی طرح ہیں نہ اپنے نفسوں کو نفع پہنچا سکیں نہ ضرر۔ اور اللہ تعالیٰ تنہا دینے والا اور روکنے والا ہو۔ لہذا اسے اس کی کوئی ضرورت نہ ہو کہ وہ اس کے سوا کسی دوسرے کی طرف توجہ کرے، اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ ہی غنی ہو اور ساری مخلوقات فقیر ہوں۔

(۵)

اور کہا:- بے شک بشریت منطقِ فطرت سے اسی طرح انحراف کرتی ہے جیسے کہ اس نے اس خالص و بسیط توحید سے انحراف کیا، جسے اسلام لایا، اور جسے ہر رسول کے ساتھ عقیدۂ الٰہیہ واحدہ لائی۔ بے شک ہم آج ہر مکان میں قدیسین اور اولیاء کی ایسی عبادت دیکھتے ہیں جو پہلے کے عربوں کی اس عبادتِ ملائکہ کے مشابہ ہے جو وہ اپنے زعم میں اللہ تعالیٰ کی جانب تقرب کے طور پر اور اس کے نزدیک ان کی شفاعت طلب کرنے کے طور پر کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنی جانب پہنچانے والے طریق کے طور پر صرف اسی توحید خالص کے طریق کو معین فرماتا ہے جو اس

الخالص الذى لا يلتبس بوساطة اوشفاعة على هذا النحو الأسطورى العجيب.
وقال المراغى فى تفسيره: " فاعبد الله مخلصا له الدين " اى فاعبده تعالى محضا له العبادة من شوائب الشرك والرياء بحسب ما انزل فى تضاعيف كتابه على لسان انبيائه من تخصصه وحده بالعبادة وانه لا ند له ولا شريك.
وقال: ثم اكد هذا الامر بقوله:
" الا لله الدين الخالص " اى الا لله العبادة والطاعة وحده لا شركة لاحد معه فيها لان كل ما دونه ملكه وعلى المملوك طاعة مالكه.
وفى حديث الحسن عن ابي هريرة ان رجلا قال:
يا رسول الله انى اتصدق بالشئ واصنع الشئ اريد به وجه الله وثناء الناس. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذى نفس محمد بيده لا يقبل الله شيئا شورك فيه ثم تلا: (الا لله الدين الخالص).
وبعد ان ابان ان رأس العبادة الاخلاص لله تعالى اعقب ذلك بذم طريق المشركين فقال: " والذين اتخذوا من دونه اولياء ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى "
اى والذين اتخذوا من دون الله اولياء يعبدونهم يقولون ما نعبدهم الا ليقربونا عند الله منزلة ويشفعوا لنا عنده فى حاجتنا.
ومن حديث عبادتهم للاصنام انهم جعلوا تماثيل للكواكب والملائكة والانبياء والصالحين الذين مضوا وعبدوها باعتبار انها رمز اليها، وقالوا ان الاله الاعظم اجل من أن يعبده البشر مباشرة. فنحن نعبد هذه الآلهة وهى تعبد

بے اصل اور عجیب طریقے پر کسی وساطت یا شفاعت سے متعلق نہیں ہوتا ہے۔
مراغی نے اپنی تفسیر میں کہا:۔ تو اللہ کو پوجو نرے اس کے بندے ہو کر، یعنی اللہ تعالیٰ نے عبادت کے ساتھ اپنے خاص ہونے اور اپنے بے نظیر و لا شریک ہونے کے بارے میں اپنے انبیاء کی زبان پر اپنی کتاب کے سطور کے درمیان جو نازل فرمایا ہے، اسی کے مطابق شوائب شرک و ریا سے عبادت کو اسی کے لئے خالص رکھتے ہوئے اس کی عبادت کرو۔
اور کہا:۔ پھر اس امر کی اپنے اس قول کے ساتھ تاکید فرمائی:۔
الا للہ الدین الخالص (ہاں خالص اللہ ہی کی بندگی ہے) یعنی آگاہ رہو، تنہا اللہ تعالیٰ کے لئے عبادت و طاعت ہے، اس میں اس کے ساتھ کسی کی شرکت نہیں ہے، اس لئے کہ اسکے سوا ہر شئ اس کی ملک ہے، اور مملوک پر اپنے مالک کی اطاعت واجب ہے۔
(حضرت) حسن کی اس حدیث میں جو کہ (حضرت) ابو ہریرہ سے مروی ہے یہ ہے کہ ایک آدمی نے کہا:۔
یا رسول اللہ، میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور لوگوں کی تعریف کے لئے صدقہ کرتا ہوں اور عمل کرتا ہوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد کی جان ہے، اللہ تعالیٰ کسی ایسی شئ کو قبول نہیں فرماتا ہے جس میں مشارکت کی گئی ہو، پھر تلاوت فرمائی الا للہ الدین الخالص (ہاں خالص اللہ ہی کی بندگی ہے)۔
اور اس بات کو بیان کرنے کے بعد کہ عبادت کی اصل اللہ تعالیٰ کیلئے اخلاص ہے، اس سے آگے طریق مشرکین کی مذمت فرمائی۔ فرمایا:۔ والذین اتخذوا من دونہ اولیاء مانعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ (اور وہ جنھوں نے اس کے سوا اور والی بنا لئے کہتے ہیں ہم تو انھیں صرف اتنی بات کے لئے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کر دیں) یعنی وہ لوگ جنھوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوست و مددگار ٹھہرا لئے ان کی عبادت کرتے ہیں کہتے ہیں ہم ان کی عبادت نہیں کرتے ہیں مگر اس لئے کہ ہمیں منزلت میں اللہ کے نزدیک مقرب بنا دیں اور ہماری حاجت میں اس کے نزدیک ہماری شفاعت کریں۔
ان کے بتوں کی عبادت کرنے کی بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے ستاروں، فرشتوں اور گذرے ہوئے انبیاء و صالحین کے بت بنا لئے، اور اس اعتبار سے ان کی عبادت کی کہ وہ ان کی طرف رمز ہیں،
اور کہا الٰہ اعظم اس سے بالا ہے کہ انسان مباشرۃ اس کی عبادت کر سکے، تو ہم ان خداؤں کی عبادت کرتے ہیں الخ

(٦)

الا له الا عظم - وهذه شبهة تمسك بها المشركون فى قديم الدهر وحديثه -

وقال محمد محمود حجازى فى التفسير الواضح -

" الا لله الدين الخالص " نعم الله وحده الدين الخالص فلا شريك له ولا ند - فالا شتغال بعبادة الله على سبيل الاخلاص افادته الآية الاولى واما نفى الشريك والبعد عن عبادة غير الله فقد افادته الآية الثانية -

القرآن يحثنا على عبادة الله وحده مع الاخلاص والصدق فى العمل. والذين اتخذوا من دون الله آلهة عبدوها واشركوا بالله غيره يقولون مانعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى.

كانوا اذا قيل لهم من ربكم ؟ ومن خالقكم ؟ ومن خلق السموات والارض وانزل من السماء ماء ؟ قالوا : الله -

فيقال لهم : مامعنى عبادتكم غيره ؟ قالوا عبدناهم ليقربونا الى الله زلفى ويشفعوا لنا عنده " فلولا نصرهم الذين اتخذوا من دون الله قربانا آلهة " كانهم يقولون : انا نتخذهم وسطا وشفعاء لله والله سبحانه ليس فى حاجة الى ذلك اذ هو العليم الخبير بخلقه البصير بهم واسع الفضل والرحمة فليس فى حاجة الى واسطة اوشفيع - وفرق شاسع بين الخالق والمخلوق وقياس فاسد جدا ان تقيس الرئيس من بنى الانسان على الله الرحمن الرحيم العليم الخبير -

الخلاصة :

ان التوسل بالانبياء والمرسلين عليهم الصلوٰة والسلام لها ثلاثة شعب :

١ - اذا كان المراد به فعل الطاعات بامتثال اوامر الله وترك

(۶)

الٰہِ اعظم کی عبادت کرتے ہیں۔ یہ ایک شبہہ ہے جس سے مشرکین نے قدیم زمانے میں بھی تمسک کیا، اور جدید زمانے میں بھی۔

اور محمد محمود حجازی نے تفسیر واضح میں کہا:

ہاں خالص اللہ ہی کی بندگی ہے، ہاں، اللہ تعالیٰ تنہا دین خالص ہے۔ اسکے لئے نہ کوئی شریک ہے، نہ کوئی نظیر۔ پہلی آیت نے اخلاص کے طریق پر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہونے کا فائدہ پہنچایا اور دوسری آیت نے شریک کی نفی کرنے اور غیر اللہ کی عبادت سے دور رہنے کا فائدہ دیا۔

قرآن ہمیں عمل میں اخلاص وصدق کے ساتھ تنہا اللہ کی عبادت کرنے پر ابھارتا ہے۔ اور جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر کئی خدا بنالئے، ان لوگوں نے یہ کہتے ہوئے ان کی عبادت کی اور اللہ کے ساتھ اس کے غیر کو شریک بنالیا کہ ہم ان کی عبادت نہیں کرتے ہیں مگر اس لئے کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف قریب کردیں۔

وہ لوگ ایسے تھے کہ جب ان سے کہا گیا تمہارا رب کون ہے، تمہارا خالق کون ہے، اور کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی اتارا، بولے:۔ اللہ۔

تو ان سے کہا جاتا ہے:۔ تمھارے غیر اللہ کی عبادت کرنے کے معنیٰ کیا ہیں؟ کہا ہم نے اس لئے ان کی عبادت کی کہ ہمیں اللہ کی طرف قریب کردیں اور اس کے نزدیک ہمارے لئے شفاعت کریں۔ "تو کیوں نہ مدد کی ان کی جن کو انھوں نے اللہ کے سوا قرب حاصل کرنے کو خدا ٹھہرا رکھا تھا" گویا وہ لوگ کہتے ہیں:۔ ہم انھیں اللہ کے نزدیک ثالث اور شفیع بناتے ہیں۔ اور اللہ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ وہ علیم ہے، اپنی خلق سے آگاہ ہے، انھیں دیکھتا ہے اور اسکے فضل و رحمت واسع ہیں، تو اسے کسی واسطہ یا شفیع کی ضرورت نہیں ہے۔ خالق اور مخلوق کے درمیان بڑا فرق ہے، اور تمھارا ابنِ انسان میں سے کسی رئیس کا رحمٰن ورحیم اور علیم وخبیر اللہ تعالیٰ پر قیاس کرنا بہت ہی فاسد قیاس ہے۔

<u>خلاصہ</u>:۔

۔ کہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے توسل کرنے کے تین شعبے ہیں۔

ا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو لائے ہیں، اس کے مطابق اللہ تعالیٰ کے اوامر کے بجالانے کے

السيئات باجتناب المنهيات تطبيقا بما جاء به النبي صلى الله عليه وسلم فهو صحيح وهذا هو المطلوب بديننا الاسلام.

ب - واذا كان المقصود به دعاءهم في ايام حياتهم فقد اصاب السنة.

(٧)

ج - واما ان كان المقصود به هو التوسل بالاقسام على الله بالصالحين والاولياء والانبياء والمرسلين بعد موتهم فلا دليل عليها ولم يرد به نص صحيح

- واما كونه هل هو شرك ام لا، فالتعبد لله سبحانه لا بد من مخلص له وحده والتعبد اما مخلصا له وحده واما غير ذلك فالثاني هو الشرك. فالتوسل بالانبياء والمرسلين عبادة من عبادة غير مخلص لله وحده. فهو شرك.

- ومن ناحية هل هو مؤمن ام مشرك، فكل عباد يعبد الله مخلصا له فهو مؤمن، وكل عباد يعبد الله ومعه شرك فهو شرك فيه.

- واما من ناحية هل تعتد اعماله من الصلاة والحج وغيرهما ام لا، فمادامها اعماله وصلاته وحجه على سبيل الطاعة لله وحده وممتثلا ومطبقا بما جاء به الرسول بعيد عن الشرك فهي معتدة. واما اذا لم تكن كذلك فمردودة. وفقا لما قاله الرسول صلى الله عليه وسلم من عمل عملا ليس عليه امرنا فهو رد.

وقوله: صلوا كما رأيتموني اصلي.

وقوله صلى الله عليه وسلم: خذوا عني مناسككم.

هذا ونرجو الله لنا جميعا التوفيق والهداية الى ما فيه طاعته لخير الدنيا والآخرة، والسلام.

ختم

الرئيس التنفيذي

لمركز الدراسات للشرق الاوسط، INSTITUT AGAMA ISLAM NEGERI

ساتھ طاعات کرنا اور منہیات کے اجتناب کے ساتھ سیئات کا ترک کرنا جب اس سے مراد ہو، تب یہ صحیح ہے، اور یہی ہمارے دین اسلام میں مطلوب ہے۔

ب۔ جب اس سے ایام حیات میں آپ حضرات کی دعاء مقصود ہو، تو یہ سنّت کے مطابق ہے۔

(۷)

ج۔ اور جب اس سے اللہ تعالیٰ پر صالحین، اولیاء اور انبیاء و مرسلین کی وفات کے بعد ان کی قسم سے توسل کرنا مقصود ہو، تو اس پر کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی اس کے بارے میں کوئی نص صحیح وارد ہے۔

— اور وہ شرک ہے یا شرک نہیں ہے:۔ تعبد الٰہی کے لئے ضروری ہے کہ وہ تنہا اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص کے ساتھ کیا جائے۔ تعبّد یا تو ایسا ہوگا کہ وہ تنہا اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص کے ساتھ ہو، یا اس کا غیر ہوگا۔ دوسری قسم وہی شرک ہے۔ لہذا انبیاء و مرسلین سے توسل ایک ایسی عبادت ہے جس میں تنہا اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص نہیں پایا جاتا ہے۔ تو وہ شرک ہے۔

— اس جہت سے کہ وہ مؤمن ہے یا مشرک ہے، تو ہر وہ عبادت کرنے والا جو اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص کے ساتھ اس کی عبادت کرتا ہے وہ مؤمن ہے، اور ہر وہ عبادت کرنے والا جو شرک کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اس میں شرک ہے۔

— اور اس جہت سے کہ اس کے نماز، حج وغیرہ اعمال معتبر ہیں یا نہیں، تو جب تک اسکے اعمال، نماز اور حج تنہا اللہ تعالیٰ کے لئے طاعت کے طور پہ ہوں، اسکے اوامر کے امتثال کے طور پہ ہوں، رسول (علیہ السلام) جو لائے ہیں اس کے مطابق ہوں اور شرک سے دور ہوں، معتبر ہیں۔ اور جب اس طرح نہ ہوں مردود ہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے موافق ہے کہ جس نے ایسا عمل کیا جیسے ہمارے امر سے مطابقت نہیں ہے، وہ رد ہے۔

یہ آپ کے اس قول کے موافق ہے کہ اسی طرح نماز پڑھو جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے موافق ہے کہ اپنے مناسک کو مجھ سے حاصل کرو۔

یہ ہے جواب ونرجو اللہ لنا جمیعا التوفیق والهدایة الی مافیه طاعته لخیر الدنیا والآخرة، والسلام۔

رئیس تنفیذی

مہر

مرکز دراسات برائے مشرق اوسط

INSTITUT ASAMA ISLAM NEGERI

(التوقيع)　　PUSAT STUDI TENTANG TIMUR TENGAH

(الدكتور اندوس مرسيكان فتاوى)

فلما استلمت هذا الجواب ارسلت اسئلة متعلقة به الى الدكتور المجيب بالبريد الجوى المسجل (رقم التسجيل ١٧١ مكتب البريد الله اباد تاريخ ٧-٥-١٩٨٠م) وصورة ماكنت كتبت هكذا :-

الى الدكتور اندوس مرسيكان فتاوى

الرئيس التنفيذى

لمركز الدراسات للشرق الاوسط

سورابايا - اندونيسيا

قد تلقيت مجوابكم على ماكنت سألتكم عنه فى مسألة التوسل بالانبياء والمرسلين عليهم السلام والآن قد مست الحاجة الى طلب توضيح بعض امور اوردت فى ذلك الجواب فعليكم ان توضحوها وهى هذه :-

١- كيف يدل مانقلتم عن قتادة وغيره فى معنى التوسل على ان التوسل بالانبياء والمرسلين عليهم السلام خارج عن الاعمال الصالحة وان التوسل المشروع منحصر فى مالا يشمله ؟

٢- كيف يدل توسل سيدنا عمر رضى الله عنه بسيدنا عباس رضى الله عنه على ان التوسل بالانبياء والمرسلين عليهم السلام لا يجوز بعد موتهم الظاهر ؟

٣- كيف يدل قول الله تعالى الا لله الدين الخالص والذين اتخذوا من دونه اولياء ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى على ان التوسل بالانبياء والمرسلين عليهم السلام من غير عبادتهم غير جائز ؟

٤- هل كان ما هو شرك شركا فى كل زمان ام لا ؟

(دستخط) PUSAT STUDI TENTANG TIMUR TENGAH

(ڈاکٹر اندوس مرسیکان فتاوی)

جب یہ جواب بندہ کو ملا، بندہ نے مجیب ڈاکٹر صاحب کو اس سے متعلق چند سوالات رجسٹرڈ ایئرمیل (رجسٹریشن نمبر ۱۷۱ ڈاک خانہ الہ آباد تاریخ ۷-۵-۱۹۸۰ء) سے روانہ کئے۔ بندہ نے جو لکھا تھا اس کی نقل یہ ہے :-

بمطالعہ ڈاکٹر اندوس مرسیکان فتاوی
رئیس تنفیذی
مرکز دراسات برائے مشرق اوسط
سورابایا۔ انڈونیسیا

انبیاء ومرسلین علیہم السلام سے توسل کرنے کے مسئلہ میں میں نے آپ سے جو سوال کیا تھا، اس پر آپ کا دیا ہوا جواب مجھے مل گیا ہے۔ اس جواب میں آئے ہوئے چند امور کی وضاحت کے طلب کرنے کی اس وقت ضرورت پیش آگئی ہے۔ لہذا آپ ان کی وضاحت کریں گے اور وہ یہ ہیں :-

۱- آپ نے توسل کے معنیٰ کے بارے میں قتادہ وغیرہ سے جو نقل کیا ہے، وہ اس پر کیسے دلالت کرتا ہے کہ انبیاء ومرسلین علیہم السلام سے توسل کرنا اعمال صالحہ سے خارج ہے اور مشروع توسل ایسے میں منحصر ہے جو اسے شامل نہیں ہے؟

۲- سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کرنا اس بات پر کیسے دلالت کرتا ہے کہ انبیاء ومرسلین علیہم السلام کی ظاہری وفات کے بعد آپ حضرات سے توسل جائز نہیں ہے؟

۳- اللہ تعالیٰ کے قول الا للہ الدین الخالص (ہاں خالص اللہ ہی کی بندگی ہے) اور والذین اتخذوا من دونه اولیاء مانعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفیٰ (اور وہ جنھوں نے اس کے سوا اور والی بنالئے کہتے ہیں ہم تو انہیں صرف اتنی بات کیلئے پوجتے ہیں کہ ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کر دیں) اس بات پر کیسے دلالت کرتے ہیں کہ انبیاء ومرسلین علیہم السلام کی عبادت کئے بغیر ان سے توسل کرنا ناجائز ہے؟

۴- جو شرک ہے وہ ہر زمانے میں شرک ہے یا نہیں؟ کسی غیر اللہ کی طرف متوجہ ہونا اگر اللہ تعالیٰ

فان كان التوجه الى احد غير الله منافيا لتوحيد الله واخلاص الدين فهل لا يكون قول سيدنا ذي القرنين اعينوني بقوة شركا ومن لم ينكر عليه مجوز الشرك؟ ايكون التوجه الى غير الانبياء والمرسلين عليهم السلام جائزا او التوجه اليهم عليهم السلام شركا؟ وهل يكون التوجه اليهم عليهم السلام بعد موتهم الظاهر شركا وفي حياتهم الظاهرة امرا جائزا؟ افي الصورة الاولى يكون الله تعالى هو القاهر فوق عباده ولا يكون كذلك في الصورة الاخرة؟

٥ - ان بعض العبارات التي قد نقلتموها في جوابكم يدل على ان المشركين كانوا يعبدون الاصنام والصالحين. ايدل ذلك على ان من توسل بالانبياء والمرسلين عليهم السلام من غير عبادتهم يكون من المشركين؟

٦ - ان كان التوسل بالانبياء والمرسلين عليهم السلام عبادة افلا يكون التوسل بهم في حياتهم الظاهرة عبادة؟ واي نص قطعي قائم على ان التوسل بهم عبادة بحيث يكون ذلك كفرا او شركا؟ وهل ينقلب ماهو شرك غير شرك وماهو غير شرك شركا؟ بينوا بالكتاب والسنة واقوال السلف.

السائل محمد عاشق الرحمن ٢/١٤٠ اترسئيا. اله اباد-٣ - الهند ١٩٨٠/٥/٧م

ولم يرد الى الآن هذا الخطاب فاحسب ان الدكتور المذكور قد استلمه وهو ساكت الى الآن.

جواب الوهابية النجدية من المملكة العربية السعودية

جواب الشيخ عبد العزيز بن عبد الله

کی توحید اور اخلاصِ دین کے منافی ہے، تو کیا سیدنا ذوالقرنین کا قول اعینونی بقوۃ (میری مدد طاقت سے کرو) شرک نہ ہوگا اور جس نے اس پر انکار نہ کیا وہ مشرک نہ ہوگا؟ کیا غیر انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی طرف توجہ جائز ہو جائے گی اور آپ حضرات علیہم السلام کی طرف توجہ شرک ہو جائے گی؟ اور کیا آپ حضرات علیہم السلام کی ظاہری وفات کے بعد آپ حضرات کی طرف توجہ شرک قرار پائے گی اور آپ حضرات کی حیات ظاہرہ میں جائز رہے گی؟ کیا صرف پہلی صورت میں اللہ تعالیٰ تنہا اپنے بندوں پہ قاہر رہے گا اور دوسری صورت میں ایسا نہ ہوگا؟

۵۔ آپ کے اپنے جواب میں آپ کی نقل کردہ بعض عبارتیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ مشرک لوگ اصنام اور صالحین کی عبادت کیا کرتے تھے۔ کیا یہ اس پر دال ہے کہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی عبادت کئے بغیر ان سے توسل کرنے والا مشرکین میں سے ہو جائے گا؟

۶۔ انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل کرنا اگر عبادت ہے تو کیا آپ حضرات کی حیات ظاہرہ میں آپ حضرات سے توسل کرنا عبادت نہ ہوگا؟ کون سی نص قطعی اس پہ قائم ہے کہ آپ حضرات سے توسل کرنا عبادت ہے تاکہ کفر و شرک ہو جائے؟ اور کیا جو شرک ہے وہ غیر شرک ہو جاتا ہے اور جو شرک نہیں ہے وہ شرک ہو جاتا ہے؟

کتاب اللہ تعالیٰ، سنت نبویہ اور اقوال سلف سے بیان کریں۔

سائل محمد عاشق الرحمٰن ۴۴ اتر سٹیا۔ الٰہ آباد ۳۔ ہندوستان ۱۹۸۰/۵/۷ء

ابھی تک یہ خط بندہ کی طرف واپس نہیں لوٹا۔ اس سے بندہ یہ سمجھتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب مذکور نے اسے پالیا ہے اور وہ ابھی تک خاموش ہیں۔

جواب وہابیہ نجدیہ از مملکت عربیہ سعودیہ

جواب شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ باز، رئیس عام،

بن باز الرئيس العام لادارات البحوث العلمية والافتاء والدعوة والارشاد المملكة العربية السعودية بان بعض انواع التوسل جائز وبعضه غير جائز مع السكوت عن جواب السؤال وهو "هل هو شرك ام لا" ومن المعلوم ان السكوت فى معرض البيان بيان وفى الحقيقة هذا ليس جوابا عن سؤالى بل هو جواب عن سؤال اخر وقد عدل عنه الى هذا الغرض

بسم الله الرحمن الرحيم

الرقم : ١٣٣٥/ ٢.

المملكة العربية السعودية

التاريخ : ٣٠\١٢\١٤٠٠هـ

المرفقات : ١

رئاسة ادارات البحوث العلمية والافتاء والدعوة والارشاد

الموضوع :

من عبد العزيز بن عبد الله بن باز الى المكرم محمد عاشق الرحمن وفقه الله

ادارات ابحاث علمیہ وافتاء ودعوت وارشاد، مملکت عربیہ سعودیہ کہ توسل کی بعض قسمیں جائز ہیں اور بعض ناجائز ہیں۔ شیخ مذکور اصل سوال" وہ شرک ہے یا نہیں" کے جواب سے خاموش ہیں اور یہ معلوم ہے کہ معرض بیان میں خاموش رہنا بھی بیان ہے۔ یہ درحقیقت بندہ کے سوال کا جواب نہیں ہے، بلکہ یہ ایک دوسرے سوال کا جواب ہے، اور کسی غرض کے تحت شیخ مذکور نے اس سے عدول کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نمبر:- ۱۳۳۵/ ۰۷

مملکت عربیہ سعودیہ　　　　تاریخ:- ۲۰\۱۲\۱۴۰۰ھ

منسلکات:- ۱

ریاست ادارات ابحاث علمیہ وافتاء ودعوت وارشاد

موضوع:-

از عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز بنام مکرم محمد عاشق الرحمٰن　　وفقہ اللہ

سلام عليكم ورحمة الله وبركاته .. بعده

اشارة الى استفتائك المقيد برقم ٨٦٦ فى ١٢/٢/١٤٠٠ﻫ نفيدك بانه جرى النظر فيه واليك يرفقه الفتوى ٣٣١٣ وتاريخ ١٩/١٢/١٤٠٠ﻫ نرغب الاحاطة

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته"

الرئيس العام

لادارات البحوث العلمية والافتاء والدعوة والارشاد

الختم

فتوى رقم ٣٣١٣ وتاريخ ١٩\١٢\١٤٠٠ﻫ

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لانبى بعده ... وبعد

فقد اطلعت اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء على ماورد الى سماحة الرئيس العام من المستفتى محمد عاشق الرحمن والسؤال: ماهو حكم الاعتقاد بالتوسل بالانبياء والمرسلين عليهم الصلوات والتسليمات هل هو شرك ام لا وماهو حكم المعتقد بالتوسل بالانبياء والمرسلين عليهم الصلاة والسلام هل هو مؤمن او هو مشرك وهل تعتمد اعماله من الصلاة والحج وغيرهما ام لا - بينوا بالكتاب والسنة والاجماع واقوال السلف -

والجواب: لقد ورد الى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء سؤال عن حكم التوسل بالانبياء والصالحين واجابت عنه بجواب مفصل نرفق لك صورته - وبالله التوفيق - - وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه -

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء

الرئيس	نائب رئيس اللجنة	عضو
(الختم)	(التوقيع)	(التوقيع)
عبد العزيز بن عبد الله بن باز	عبد الرزاق عفيفى	عبد الله بن غديان

سؤال وجواب من الفتوى رقم ١٣٢٨ وتاريخ ٩/٧/١٣٩٦ﻫ

سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ... بعدہ

آپ کے استفتاء نمبر ۸۶۶ مورخہ ۱۲/۲/۱۴۰۰ھ کے حوالہ سے ہم آپ کو مطلع کرتے ہیں کہ اس پر غور کیا گیا، اور آپ کے سامنے اس کے ساتھ یہ فتوی نمبر ۳۳۱۳ مورخہ ۱۹/۱۲/۱۴۰۰ھ منسلک ہے۔ آپ اس پر مطلع ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"

رئیس عام

ادارات ابحاث علمیہ وافتاء ودعوت وارشاد

مہر

فتوی نمبر ۳۳۱۳ مورخہ ۱۹/۱۲/۱۴۰۰ھ

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ ... وبعد

مجلس دائم برائے ابحاث علمیہ وافتاء حضرت رئیس عام کے پاس مستفتی محمد عاشق الرحمن کے آئے ہوئے سوال پر مطلع ہوئی۔ سوال یہ ہے کہ:- انبیاء ومرسلین علیہم الصلوات والتسلیمات سے توسل کرنے کے اعتقاد کا حکم کیا ہے؟ کیا یہ شرک ہے یا نہیں؟ اور انبیاء ومرسلین علیہم الصلوۃ والسلام سے توسل کا اعتقاد رکھنے والے کا حکم کیا ہے؟ کیا وہ مؤمن ہے یا وہ مشرک ہے؟ اور کیا اس کے نماز، حج وغیرہ اعمال معتبر ہیں یا نہیں؟ کتاب اللہ تعالیٰ، سنت نبویہ، اجماع اور اقوال سلف سے بیان کریں۔

اور جواب یہ ہے کہ:- مجلس دائم برائے ابحاث علمیہ وافتاء میں انبیاء وصالحین سے توسل کرنے کے حکم کے بارے میں ایک سوال آیا تھا۔ مجلس نے اس کا مفصل جواب دیا۔ ہم آپ کے لئے اس کے ساتھ اس کی نقل منسلک کرتے ہیں وباللہ التوفیق۔۔ وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ۔

مجلس دائم برائے ابحاث علمیہ وافتاء

رکن	نائب رئیس مجلس	رئیس
(دستخط)	(دستخط)	(مہر)
عبداللہ بن غدیان	عبدالرزاق عفیفی	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

سوال وجواب از فتوی نمبر ۱۳۲۸ مورخہ ۹/۷/۱۳۹۶ھ

س: هل يجوز للمسلم ان يتوسل الى الله بالانبياء والصالحين، فقد وقفت على قول بعض العلماء ان التوسل بالاولياء لا بأس به لان الدعاء فيه موجه الى الله، ورأيت لبعضهم خلاف ما قال هذا. فما حكم الشريعة فى هذه المسألة؟

ج: الولى كل من آمن بالله واتقاه ففعل ما امره سبحانه به قال تعالى: "الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون الذين آمنوا وكانوا يتقون". وانتهى ما نهاه عنه والتوسل الى الله باوليائه انواع:-

الاول: ان يطلب انسان من الولى الحى ان يدعو الله له بسعة رزق او شفاء من مرض او هداية وتوفيق ونحو ذلك فهذا جائز ومنه طلب بعض الصحابة من النبى صلى الله عليه وسلم حينما تأخر عنهم المطر ان يستسقى لهم فسأل صلى الله عليه وسلم ان ينزل المطر فاستجاب دعائه وانزل عليهم المطر، ومنه استسقاء الصحابة بالعباس فى خلافة عمر رضى الله عنهم وطلبهم منه ان يدعوا الله بنزول المطر فدعا العباس ربه وامن الصحابة على دعائه، الى غير هذا مما حصل زمن النبى صلى الله عليه وسلم من طلب مسلم من اخيه المسلم ان يدعو له ربه لجلب نفع او كشف ضر.

الثانى: ان ينادى الله متوسلا اليه بحب نبيه واتباعه اياه وبحبه لاولياء الله بان يقول اللهم انى اسألك بحبى لنبيك واتباعى له وبحبى لاوليائك ان تعطينى كذا فهذا جائز لانه توسل من العبد الى ربه بعمله الصالح ومن هذا ما ثبت من توسل اصحاب الغار الثلاثة باعمالهم الصالحة.

سوال :- کیا مسلمان کے لئے جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب انبیاء وصالحین سے توسل کرے؟ میں بعض علماء کے اس قول پر مطلع ہوا ہوں کہ اولیاء سے توسل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لئے کہ اس میں دعاء کا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، اور میں نے دیکھا کہ بعض علماء اس کے خلاف ہیں۔ اس مسئلہ میں شریعت کا حکم کیا ہے؟

جواب :- ولی ہر وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے، اس سے ڈرے، اللہ تعالیٰ نے جس کا امر فرمایا ہے وہ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیهم ولا هم یحزنون الذین آمنوا وکانوا یتقون (سن لو، بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں)، اور جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا اس سے باز رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی جانب اس کے اولیاء سے توسل کرنے کی چند قسمیں ہیں :-

اول :- یہ ہے کہ انسان ولی سے اس کی حیات میں یہ مانگے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے وسعت رزق، مرض سے شفا، یا ہدایت وتوفیق وغیرہ کی دعا کرے۔ یہ جائز ہے۔ بعض صحابہ (کرام) کا بارش کے نہ ہونے کے زمانے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استسقاء فرمانے کا سوال کرنا اسی میں سے ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کے اتارنے کی دعاء فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاء قبول فرمائی اور ان لوگوں پر پانی اتارا۔ (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں صحابہ (کرام) کا (حضرت) عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے استسقاء کرنا اور اللہ تعالیٰ سے بارش کے ہونے کی دعاء کرنے کے لئے آپ سے سوال کرنا بھی اسی میں سے ہے۔ (حضرت) عباس نے اپنے رب سے دعا فرمائی اور صحابہ نے آپ کی دعاء پر "آمین" کہا۔ یہ بھی اسی میں سے ہے اور اس قسم کے دوسرے واقعات بھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوئے، جن میں مسلمان کا اپنے مسلمان بھائی سے یہ سوال پایا گیا کہ وہ اس کے نفع کے لئے یا ضرر کے زائل ہونے کے لئے رب تعالیٰ سے دعاء کرے۔

ثانی :- یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی جانب اس کے نبی کی محبت، ان کے اتباع، اور اسکے اولیاء کی محبت سے توسل کرتا ہوا اسے اس طرح پکارے کہ "اے اللہ، میں تیرے نبی کی محبت، ان کے اتباع اور تیرے اولیاء کی محبت کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے یہ عطا فرمائے۔" یہ جائز ہے، اس لئے کہ یہ بندہ کا اپنے رب کی طرف اپنے عمل صالح سے توسل ہے۔ یہ جو ثابت ہے کہ تینوں اصحاب غار نے اپنے اعمال صالحہ سے توسل کیا، اسی میں سے ہے۔

الثالث: ان يسأل الله بجاه انبيائه او ولى من اوليائه بان يقول: اللهم اسألك بجاه نبيك او بجاه الحسين مثلا فهذا لا يجوز، لان جاه اولياء الله وان كان عظيما عند الله وخاصه حبيبنا محمد صلى الله عليه وسلم غير انه ليس سببا شرعيا ولا عاديا لاستجابة الدعاء، ولهذا اعدل الصحابة حينما اجدبوا عن التوسل بجاهه صلى الله عليه وسلم فى دعاء الاستسقاء الى التوسل بدعاء عمه العباس مع ان جاهه عليه الصلاة والسلام فوق كل جاه، ولم يعرف عن الصحابة رضى الله عنهم انهم توسلوا به صلى الله عليه وسلم بعد وفاته وهم خير القرون واعرف الناس بحقه واحبهم له.

الرابع: ان يسأل العبد ربه حاجته مقسما بوليه او نبيه او بحق نبيه او اوليائه بان يقول: اللهم انى اسألك كذا بوليك فلان او بحق نبيك فلان فهذا لا يجوز فان القسم بالمخلوق على المخلوق ممنوع وهو على الله الخالق اشد منعا ثم لا حق لمخلوق على الخالق بمجرد طاعته له سبحانه حتى يقسم به على الله.

- ٢ -

هذا هو الذى تشهد له الادلة وهو الذى تصان به العقيدة الاسلامية وتسد به ذرائع الشرك. وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم""

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء

عضو	عضو	نائب الرئيس	الرئيس
عبد الله بن منيع	عبد الله بن غديان	عبد الرزاق عفيفى	عبد العزيز بن عبد الله بن باز

ثالث :- یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے انبیاء یا اس کے اولیاء میں سے کسی ولی کے جاہ کے وسیلہ سے مثال کے طور پر اس طرح سوال کرے کہ "اے اللہ، میں تیرے نبی یا (امام) حسین کے جاہ کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں" یہ جائز نہیں ہے، اس لئے کہ اولیاء اللہ کا جاہ اور بالخصوص ہمارے حبیب (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جاہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظیم ہے، پھر بھی یہ دعاء کے مستجاب ہونے کے لئے نہ سبب شرعی ہے، نہ سبب عادی ہے - اسی لئے خشک سالی کے زمانے میں صحابہ نے دعاء استسقاء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاہ سے توسل کرنے سے آپ کے چچا (حضرت) عباس کی دعاء سے توسل کرنے کی طرف عدول فرمایا، حالانکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جاہ ہر جاہ سے بلند تر ہے - (حضرات) صحابہ (کرام) رضی اللہ عنہم سے یہ معروف نہیں ہے کہ آپ حضرات نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ سے توسل کیا ہو، حالانکہ آپ حضرات خیر القرون ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں، اور لوگوں میں سے آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں -

رابع :- یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے ولی، نبی، حقِ نبی، یا حقِ اولیاء کی قسم کے ساتھ اپنے رب سے اپنی حاجت کے پورے ہونے کا اس طرح سوال کرے کہ "اے اللہ، میں تیرے ولی (حضرت) فلاں یا تیرے نبی (حضرت) فلاں کے حق کے وسیلہ سے تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں" یہ جائز نہیں ہے، اس لئے کہ مخلوق پر مخلوق کی قسم ممنوع ہے، اور یہ خدائے خالق پر بہت زیادہ ممنوع ہے - پھر مخلوق کے محض خالق کی طاعت کرنے کی وجہ سے خالق پر مخلوق کا کوئی حق نہیں ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اس کی قسم جائز ہو جائے -

- ۲ -

یہ وہ ہے جس پر دلیلیں شاہد ہیں، اور یہ وہ ہے جس سے عقیدۂ اسلامیہ کی حفاظت کی جاتی ہے اور جس سے شرک کے ذرائع بند کئے جاتے ہیں - وصلی اللہ علی نبینا محمد و آلہ وصحبہ وسلم""

مجلس دائم برائے ابحاث علمیہ و افتاء

رکن	رکن	نائب رئیس	رئیس
عبداللہ بن منیع	عبداللہ بن غدیان	عبدالرزاق عفیفی	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ختم
الرئاسة العامة لادارات البحوث العلمية والافتاء
والدعوة والارشاد
ادارات البحوث العلمية والافتاء

واليكم الآن جوابي على الاستفتاء رقم ١ الذى
كان ارسل الىّ اخونا الاستاذ محمد على جناح الحبيبى المدرس
بالجامعة الحبيبية الله آباد وقد مرّ.
الجواب على الاستفتاء رقم ١

جواب المرتب

٧٨٦
٩٢

الجواب والله تعالى هو الملهم للصواب

قال الله تعالى يآيها الذين آمنوا اتقوا الله
وابتغوا اليه الوسيلة وهذا يدل
على كون التوسل جائزا ومشروعا ولاينافى ما
قال قتادة او غيره فى تفسير هذه الآية كون التوسل
بالانبياء والمرسلين عليهم السلام امرامرضيا
داخلا فى الاعمال الصالحة وروى البخارى عن
سيدنا ابي هريرة رضى الله عنه قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله قال من
عادى لى وليا فقد آذنته بالحرب وما تقرب الىّ عبدى
بشئ احب الىّ مما افترضت عليه ولا يزال عبدى يتقرب

مہر
ریاست عامہ برائے ادارات ابحاث علمیہ وافتاء
ودعوت وارشاد
ادارات ابحاث علمیہ وافتاء

اب آپ حضرات کے سامنے بندہ کا وہ جواب ہے جو اس استفتاء ؁ا پر ہے جسے ہمارے بھائی استاذ محمد علی جناح صاحب حبیبی، مدرس، جامعہ حبیبیہ، الہ آباد نے بندہ کے پاس بھیجا تھا۔ یہ استفتاء ؁ا بھی اس سے پہلے گذر چکا ہے۔

استفتاء ؁ا پر جواب

مرتّب کا جواب

۷۸۶
۹۲

الجــــــــواب
والله تعالیٰ هو الملهم للصواب

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یاأیها الذین اٰمنوا اتقوا الله وابتغوا الیه الوسیلة (اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اسکی طرف وسیلہ ڈھونڈو) ۔ یہ توسل کے جائز اور مشروع ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ حضرت قتادہ وغیرہ نے اس آیت کی تفسیر میں جو کچھ کہا ہے وہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل کرنے کے پسندیدہ امر ہونے اور اعمال صالحہ میں داخل ہونے کے منافی نہیں ہے۔ بخاری نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا "جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی بے شک میں نے اس سے جنگ کے لئے اعلان کر دیا، اور میرے بندہ نے میری طرف کسی ایسے امر کے ساتھ قربت نہ پائی جو اس پر میرے فرض کئے ہوئے امر سے مجھے زیادہ محبوب ہو، اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے ہمیشہ میری طرف قربت ڈھونڈتا رہتا ہے، یہانتک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرتا ہوں، میں اس کا وہ کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، وہ آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، وہ ہاتھ بن جاتا ہوں

الىّ بالنوافل حتى احببته فكنت سمعه الذى يسمع به وبصره الذى يبصر به ويده التى يبطش بها ورجله التى يمشى بها وان سألنى لاعطينه الحديث وهذا يدل على ان المتوسل اذا توسل الى الله بولى لله وسأل ذلك الولى الله تعالى ان يقضى حاجة ذلك المتوسل لقضى الله تعالى حاجته على ما يفيده التاكيد لايقال هذا فى الحىّ لا فى الميت فان من قال الله تعالى فيه كنت يده التى يبطش بها هل يموت بحيث ينقطع عنه جميع ما يجوز له فى حياته الظاهرة وكيف يقول ذلك وهابى وقد قال امامهم عبد الرحمن بن حسن وهو حفيد شيخهم ابن عبد الوهاب النجدى فى باب من جحد شيئا من الاسماء والصفات من ماسماه قرة عيون الموحدين ولا يتم الايمان الا بقبول اللفظ بمعناه الذى دل عليه ظاهرا فان لم يقبل معناه اوردّه اوشك فيه لم يكن مؤمنا به فيكون هلاكا وهذا مع مافيه يدل على قدرة الولى العطائية بعد مماته ايضا والذى يقال فيه انه ميت اذا كان يجوز له ان يتلو القرآن فى قبره لما لا يجوز لولى ان يسأل الله تعالى لقضاء حاجة احد وهو فى قبره وروى الترمذى عن سيدنا ابن عباس رضى الله عنهما قال ضرب بعض اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم خباءه على قبر وهو لا يحسب انه قبر فاذا قبر انسان يقرأ سورة الملك حتى ختمها فاتى النبى صلى الله عليه وسلم فقال يارسول الله ضربت خبائى على قبر وانا لا احسب انه قبر فاذا فيه انسان يقرأ سورة الملك حتى ختمها فقال النبى

جس سے وہ پکڑتا ہے، اور وہ پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے ضرور ضرور دوں گا الحدیث"۔ یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ جب توسل کرنے والا اللہ کی جانب ولی اللہ سے توسل کرے گا اور وہ ولی اللہ اللہ تعالیٰ سے سوال کریں گے کہ وہ اس توسل کرنے والے کی حاجت کو پورا فرمادے تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو ضرور پورا فرمائے گا جیسا کہ "اعطینہ" کا صیغہ تاکید افادہ کرتا ہے۔ یہ نہ کہا جائے کہ یہ زندہ کے بارے میں ہے، میت کے بارے میں نہیں، اس لئے کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "میں اس کا وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے"۔ کیا وہ ایسا مرجائے گا کہ وہ تمام امور اس سے منقطع ہو جائیں گے جو اس کی حیات ظاہری میں اس سے ہوتے تھے؟ کوئی وہابی ایسا کیسے کہہ سکتا ہے جبکہ وہابیہ کے امام ان کے شیخ ابن عبدالوہاب نجدی کے پوتے عبدالرحمٰن بن حسن نے اپنی "قرۃ عیون الموحدین" کے باب "من جحد شیئا من الاسماء والصفات" (جس نے باری تعالیٰ کے اسماء وصفات میں سے کسی شئی کا انکار کیا) میں کہا ہے کہ "جب تک لفظ کو اس کے اس معنیٰ کے ساتھ قبول نہ کیا جائے جس پر وہ ظاہراً دلالت کرتا ہے، ایمان کامل نہ ہوگا، اگر اس کے معنیٰ کو قبول نہ کرے یا اسے رد کرے، یا اس میں شک کرے تو وہ مؤمن نہ ہوگا، تو ہلاک ہوگا۔" جو کچھ اس میں ہے (اس صورت میں بسا اوقات کفر ہو جاتا ہے) اس کے باوجود یہ ولی کی وفات کے بعد بھی اسکی قدرت عطائی پر دلالت کرتا ہے۔ جس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ "یہ میت ہے" جب اس سے یہ ہو جاتا ہے کہ اپنی قبر میں قرآن کی تلاوت کرے، تو یہ ولی سے کیوں نہیں ہو سکتا کہ اپنی قبر میں کسی کی حاجت کے پورے ہونے کے لئے اللہ تعالےٰ سے سوال کرے؟ ترمذی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ "اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک صاحب نے ایک قبر پر اپنا خیمہ قائم کیا۔ وہ یہ نہیں سمجھتے تھے کہ یہ قبر ہے۔ دیکھا تو ایک آدمی کی قبر ہے۔ وہ سورۂ ملک پڑھ رہا تھا، یہاں تک کہ اسے ختم کیا۔ تب وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)، میں نے ایک قبر پہ اپنا خیمہ نصب کیا: میں نہیں جانتا تھا کہ یہ قبر ہے۔ دیکھا تو اس میں ایک آدمی سورۂ ملک پڑھ رہا تھا، یہاں تک کہ اسے ختم کیا۔ اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ روکنے والا ہے، یہ نجات دینے والا ہے، یہ اسے عذاب قبر سے نجات

صلی الله علیه وسلم هی المانعة هی المنجیة وتنجیه
من عذاب القبر هذا حدیث غریب من هذا الوجه
فان تکلم فی سنده قیل قد قال ابن قیم الذی هو امام من
ائمة النجدیة الوهابیة الغیر المقلدین الضالین فی کتابه الذی
صنفه فی احکام الروح وقد حدثنی غیر واحد ممن کان غیر مائل
الی شیخ الاسلام ابن تیمیة انه راه بعد موته وسأله عن شیٔ
کان یشکل علیه من مسائل الفرائض وغیرها فاجاب بالصواب
لماذا اعتمد ابن قیم علی هذا القول واورده فی کتابه وکیف امکن
لابن تیمیة الذی هو مطعون فی الایمان فضلا عن العرفان ان یدفع
ذلک الاشکال ویجیب عن سؤاله بالصواب وهو میت هل کفر احد
من الوهابیة الذین یحکمون علی التوسل بالکفر والشرک ویرون
من استغاث بالانبیاء او الاولیاء مشرکا ابن قیم الذی اعتمد علی
هذا القول واورده فی کتابه وهو ینجر الی الکفر والشرک علی
ماهم علیه فان لم یکفروه فما هو سبب ذلک ویلزم علیهم ان
یکفروه الآن حتی یشتهر تکفیرهم ایاه فان قیل هذا فی المنام
قیل وقد صدقت الرؤیا ایضا فقد قال ابن قیم المذکور
فی ذلک الکتاب وقد تواترت الرؤیا فی اصناف بنی ادم
علی فعل الارواح بعد موتها ما لا تقدر علی مثله حال
اتصافها بالبدن من هزیمة الجیوش الکثیرة بالواحد
والاثنین والعدد القلیل وکم رءی النبی صلی الله علیه وسلم ومعه
ابوبکر وعمر فی النوم قد هزمت ارواحهم عساکر الکفر والظلم فاذا
بجیوشهم مغلوبة مکسورة مع کثرة عددهم وعددهم وضعف المؤمنین
وقلتهم وقد قال ابن قیم فاذا تواطأت رؤیا المؤمنین علی شیٔ کان
کتواطؤ روایتهم له وکتواطؤ رأیهم علی استحسانه واستقباحه
وما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وما راوه قبیحا فهو

دے گا" (اسے روایت کرکے ترمذی نے کہا) اس طریق سے یہ حدیث غریب ہے۔ اگر اس کی سند کے بارے میں کلام کیا جائے تو یہ کہا جائے گا کہ گمراہ غیر مقلد نجدی وہابیوں کے اماموں میں سے ایک امام ابن قیم نے احکام روح میں تصنیف کی ہوئی اپنی کتاب میں کہا ہے کہ "بہت سے ایسے لوگوں نے جو کہ (نام نہاد) شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی طرف مائل نہ تھے مجھ سے کہا ہے کہ انہوں نے انہیں ان کی موت کے بعد دیکھا اور مسائل فرائض وغیرہ میں سے کچھ ایسی باتوں کے بارے میں ان سے پوچھا جو انہیں مشکل معلوم ہو رہی تھیں۔ انہوں نے صحیح جواب دے دیا" ابن قیم نے اس قول پر کیوں اعتماد کیا اور کیوں اسے اپنی کتاب میں ذکر کیا؟ اور عرفان سے دور، ایمان میں مطعون ابن تیمیہ کیلئے اس اشکال کا دور کرنا اور اس کے سوال کا صحیح جواب دینا کیسے ممکن ہو گیا جبکہ وہ مردہ تھا۔ کیا توسل پر کفر و شرک کا حکم کرنے والے اور انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام قدست اسرارھم سے استعانت کرنے والے کو مشرک قرار دینے والے وہابیہ میں سے کسی نے اس ابن قیم کی تکفیر کی جس نے اس قول پر اعتماد کیا اور اسے اپنی کتاب میں رکھا، جبکہ یہ ان کے قول کی بنا پر کفر و شرک کی طرف کھنچ جاتا ہے؟ اگر تکفیر نہیں کی تو اس کا سبب کیا ہے؟ ان پر لازم ہے کہ وہ اب اس کی تکفیر کریں یہاں تک کہ ان کا اس کی تکفیر کرنا مشہور ہو جائے۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ تو خواب کی بات ہے، تو یہ کہا جائے گا کہ خواب سچا بھی تو ہو چکا ہے۔ مذکور ابن قیم ہی نے اسی کتاب میں کہا ہے "موت کے بعد ارواح کے ایک سے، دو سے، اور عدد قلیل سے کثیر لشکروں کو شکست دینے ایسے فعل کے بارے میں، جس پر وہ بدن سے متصف ہونے کی حالت میں قادر نہیں ہوتی ہیں، اصناف بنی آدم میں خواب متواتر ہے۔ کتنی بار خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا گیا ہے کہ آپ کے ساتھ (حضرت) ابو بکر اور (حضرت) عمر ہیں اور آپ حضرات کی ارواح نے کفر و ظلم کے لشکروں کو شکست دے دی ہے۔ اور دیکھو تو واقعی وہ کفر و ظلم کے لشکر اپنی تعداد اور سامان حرب کی کثرت اور مسلمانوں کے ضعف اور قلت کے باوجود مغلوب و مکسور ہیں" ابن قیم نے یہ بھی کہا ہے کہ "کسی شئے کے بارے میں مؤمنین کے خوابوں کا ایک دوسرے کے موافق ہو جانا ان کی اس امر کی روایتوں کے ایک دوسری کے موافق ہو جانے اور اس امر کے حسن یا قبیح ہونے کے بارے میں ان کی آراء کے ایک دوسری کے موافق ہو جانے کی طرح ہیں، اور جسے مسلمان لوگ حسن جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حسن ہے، اور جسے مسلمان لوگ قبیح جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبیح ہے" ...

عند الله قبيح ماذا يقول الوهابية هل يكفرون ابن قيم وهؤلاء الوهابية قد انطمست بصائرهم فلذلك يستدلون على عدم جواز التوسل بالآيات التي نزلت في المشركين ويقولون ان التوسل يجوز بالايمان والتقوى والاعمال الصالحة دون غيرها من النفوس والذوات هل لايكون الرجوع الى من قال الله تعالى فيه كنت يده التي يبطش بها رجوعا الى الله تعالى في الحقيقة ومن الاعمال الحسنة يقول هؤلاء الخبثاء ان التوسل الى الله تعالى باشخاص المخلوقين عمل المشركين هل كان المشركون يتوسلون الى الله تعالى بالمخلوقين ولم يكونوا يعبدونهم اوكان المشركون الذين كانوا يتوسلون الى الله تعالى بذوات الصالحين كانوا يتوسلون بهم فقط ولم يكونوا يعبدونهم وقد روى البخارى عن سيدنا ابي سعيد الخدرى رضى الله تعالى عنه انه قال النبى صلى الله عليه وسلم تدعى اليهود فيقال لهم من كنتم تعبدون قالوا كنا نعبد عزيز بن الله ويدعى النصارى فيقال لهم من كنتم تعبدون قالوا كنا نعبد المسيح بن الله وعبادة مشركى الجاهلية اوثانهم مشهورة لا تخفى على احد فان قيل ان المجوزين التوسل بالانبياء والمرسلين وغيرهم من الصالحين يستدلون بالاحاديث الضعاف قيل ان النصوص التي ذكرت انفا تدل على جوازه ومشروعيته ولم يقم دليل من بعد على كونه منهيا وان كان بعض الاحاديث ضعيفا فتلك الاحاديث الضعاف تظهر فضيلة التوسل وقد ثبت جوازه ومشروعيته فان قيل انك لست بمجتهد فكيف تستدل على جواز التوسل قيل انما نبين ماهو ثابت ويقول الوهابية لم يتوسل احد من الصحابة والتابعين رضى الله تعالى عنهم بالانبياء والمرسلين عليهم السلام مستدلين بما في الصحيح للبخارى عن سيدنا انس رضى الله تعالى عنه ان عمر بن الخطاب رضى الله عنه كان اذا قحطوا

کیا ابن قیم کی تکفیر کریں گے ؟ ان وہابیوں کی بصیرت بے نور ہوگئی ہے۔ اسی لئے یہ لوگ ان آیات کریمہ سے توسل کے ناجائز ہونے پر استدلال کرتے ہیں جو مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہیں، اور یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ توسل ایمان، تقویٰ اور اعمال صالحہ سے جائز ہے، نفوس و ذوات سے نہیں۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "میں اس کا وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے" کیا اس کی طرف رجوع کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا نہیں ہے، اعمال حسنہ میں سے نہیں ہے ؟ یہ خبیث لوگ کہتے ہیں کہ مخلوق اشخاص سے اللہ تعالیٰ کی طرف توسل کرنا مشرکین کا عمل ہے۔ کیا مشرکین صرف مخلوقوں سے اللہ تعالیٰ کی طرف توسل کرتے تھے اور ان کی عبادت نہیں کرتے تھے ؟ یا وہ مشرکین جو اللہ تعالیٰ کی جانب ذوات صالحین سے توسل کرتے تھے، صرف توسل ہی کرتے تھے، ان کی عبادت نہیں کرتے تھے ؟ بخاری نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "یہود کو بلایا جائے گا۔ ان سے کہا جائے گا تم لوگ کس کی عبادت کرتے تھے۔ کہیں گے ہم عزیر بن اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ اور نصاریٰ کو بلایا جائے گا۔ ان سے کہا جائے گا تم لوگ کس کی عبادت کرتے تھے۔ کہیں گے ہم مسیح بن اللہ کی عبادت کرتے تھے" اور جاہلیت کے زمانے کے مشرکین کا اپنے بتوں کی عبادت کرنا مشہور ہے، کسی پر پوشیدہ نہیں ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ انبیاء، و مرسلین اور صالحین سے توسل کو جائز رکھنے والے ضعیف حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں، کہا جائے گا کہ جن نصوص کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ توسل کے جائز ہونے اور مشروع ہونے پر دلالت کرتے ہیں، اور توسل کے منہی ہونے پر کوئی دلیل قائم نہیں رہ سکی ہے۔ اگر بعض حدیثیں ضعیف ہیں تو وہ ضعیف حدیثیں توسل کی فضیلت کو ظاہر کرتی ہیں اور اس کے جواز و مشروعیت ثابت ہو چکے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ تم مجتہد تو نہیں ہو، پھر تم کیسے توسل کے جواز پر استدلال کرتے ہو، تو یہ کہا جائے گا کہ ہم اس امر کو ظاہر کرتے ہیں جو کہ ثابت ہے۔ یہ وہابی لوگ صحیح بخاری کی سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت "جب لوگ خشک سالی میں مبتلا ہوئے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استسقاء فرمایا اور اس طرح عرض فرمایا کہ اے اللہ، ہم تیری جانب اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کیا کرتے تھے تو تو ہمیں سیراب فرماتا تھا اور اب ہم تیری جانب اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکرم چچا سے توسل کرتے ہیں، تو ہمیں

استسقى بالعباس بن عبد المطلب رضى الله عنه فقال اللهم انا كنا نتوسل اليك بنبينا صلى الله عليه وسلم فتسقينا وانا نتوسل اليك بعم نبينا فاسقنا قال فيسقون يا هؤلاء اهذا يدل على عدم جواز التوسل بالانبياء عليهم السلام بعد وفاتهم يدل هذا على جواز التوسل بغير النبى بل فى هذا الحديث التوسل بالنبى صلى الله عليه وسلم بعد وفاته وبغير النبى ايضا فان عدول سيدنا عمر رضى الله تعالى عنه من الفاظ "بعباس بن عبد المطلب" الى قوله "بعم نبينا" يدل على ذلك فان قيل ان الناس يتجاوزون الحد الشرعى فى التوسل ويلزم على المعتقد بالتوسل بالانبياء والاولياء ان لا يعتقد وجوب الاجابة على الله تعالى بالتوسل ولا الاعانة منهم ولا يسوّى اسماءهم باسمائه تعالى قيل نعتقد انه لا يجب على الله شئ لا وجوب الاجابة ولا غيره ونعتقد انهم يعينوننا بمعنى انه اعطاهم الله تعالى قدرة على اعانتنا لا انهم يقدرون على ان يعينوننا بالذات بل نعتقد انه لا يستطيع احد من الخلق ان يفعل شيئا بالذات فان كان هذا هو الشرك فيلزم ان يكون الله تعالى معلِّم الشرك فانه تعالى قد حكى فى القران قول سيدنا ذى القرنين اعينونى بقوة فان كانت الاستعانة مطلقا بمعنى مايشمل استعانة المعتقد فى غير الله تعالى القدرة العطائية على الاعانة شركا لكان سيدنا ذو القرنين مشركا ولكان الله تعالى معلّم الشرك حيث حكى هذا القول ولم ينكر عليه فان قيل هذا فى الحىّ وفى الامور العادية قيل لا فرق فى هذا الباب بين الحىّ والميت وبين الامور العادية وخوارق العادات فاننا نعتقد انه لا مؤثر حقيقة الا الله تعالى والذى

سیراب فرما، تو وہ لوگ سیراب ہوتے تھے" سے دلیل پکڑ کر یہ کہتے ہیں کہ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی نے انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل نہیں کیا۔ اے لوگو، کیا یہ انبیاء علیہم السلام کی وفات کے بعد آپ حضرات سے توسل کرنے کے ناجائز ہونے پر دلالت کرتا ہے؟ یہ تو غیر نبی سے توسل کرنے کے جواز پر دلالت کرتا ہے، بلکہ اس حدیث میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ سے توسل ہے، اور غیر نبی سے بھی۔ اس لئے کہ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا الفاظ "حضرت عباس بن عبد المطلب سے" سے اپنے قول "ہمارے اپنے نبی کے چچا سے" کی طرف عدول کرنا اس پر دلالت کرتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ لوگ توسل کرنے میں حد شرعی سے تجاوز کر جاتے ہیں، اور انبیاء و اولیاء سے توسل کا اعتقاد رکھنے والے پر لازم ہے کہ توسل سے اللہ تعالیٰ پر اجابت دعاء کے واجب ہونے کا اعتقاد نہ رکھے، آپ حضرات کی اعانت کا اعتقاد نہ رکھے، اور آپ حضرات کے مبارک ناموں کو اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کے برابر نہ ٹھہرائے، تو یہ کہا جائے گا کہ ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی شئی واجب نہیں ہے، نہ اجابت دعاء، نہ کوئی اور شئی۔ ہم تو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ آپ حضرات بایں معنیٰ ہماری مدد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری اعانت پر آپ حضرات کو قدرت بخشی ہے، یہ نہیں کہ آپ حضرات بالذات ہماری مدد پر قادر ہیں۔ بلکہ ہم تو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ مخلوقات میں سے کوئی بالذات کسی فعل پر قادر نہیں ہے۔ اگر یہی شرک ہے تو یہ لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ معلّم شرک ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سیدنا ذوالقرنین کے قول اعینونی بقوۃ (میری مدد طاقت سے کرو) کی حکایت فرمائی ہے۔ اگر مطلقاً استعانت جو کہ غیر اللہ میں اعانت کرنے کی قدرت عطائی کے معتقد کی استعانت کو شامل ہے، شرک ہو تو سیدنا ذوالقرنین مشرک ہوئے اور اللہ تعالیٰ معلّم شرک ہوا کہ اس نے اس قول کی حکایت فرمائی اور اس پر انکار نہیں فرمایا۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ تو زندہ اور امور عادیہ کے بارے میں ہے، تو یہ کہا جائے گا کہ اس باب میں زندہ اور میت کے درمیان اور امور عادیہ و خوارق عادات (معجزات و کرامات) کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، اس لئے کہ ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقۃً مؤثر نہیں ہے، اور جیسے انبیاء

ليسمّى بتاثير الانبياء و الاولياء انما هو بمعنى كان فكان فقط وهذا مذهب اهل السنة السنية اما الوهابية فالتوسل بالانبياء والمرسلين عليهم السلام شرك عندهم وما يرتكب اكابرهم من الكفر والشرك فهو حسن عندهم واذا قُتل احد منهم عدوه من الشهداء وان كان ارتكب الكفر او الشرك انظروا الى هؤلاء الخبثاء وضع الامير الفيصل الازهار على سمادهي غاندى ايام كونه رئيس الوزراء فى المملكة العربية السعودية كما فى مجلة دين دنيا التى تصدر بدهلى ليوليو سنة ١٩٥٥م واذا قتل بعد ما صار ملك المملكة العربية السعودية جعلوه شهيدا وقالوا فيه كان المغفور له جلالة الملك فيصل مؤمنا قوى الايمان شديد التمسك بالدين يعمل من اجل نشره ومن اجل توحيد كلمة المسلمين واستشهد يرحمه الله و لقّبوه بالامام الشهيد وشهيد الاسلام والشهيد الحي كما فى مجلة رابطة العالم الاسلامى التى تصدر بمكة المكرمة لشهر ربيع الآخر سنة ١٣٩٥ﻫ. هل تاب الفيصل عن هذا؟ هل اشتهرت توبته؟ وما هو الدليل على توبته واشتهارها؟ والّا فهل كفّره احد من الوهابية؟ فان كفّروه فكيف جعلوه شهيدا؟ لا، لا، ما كفّروه ولكنهم جعلوه شهيدا بعد ما قتل ـ فما هو سبب هذا؟ وهل يكفّرونه الآن حتى يشتهر تكفيرهم اياه؟ والّا فليعلموا ان لهم عذابا اليما وشديدا وعظيما. هل الههم سمادهي غاندى فيعظمونه مع انهم يجعلون المتوسل بالانبياء والمرسلين عليهم السلام مشركا؟ لا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم هذا والله تعالىٰ اعلم وعلمه جل مجده اتم واحكم۔

ع اذا مات احد من الهنود وكية احرقوه فان كان احدا من كبرائهم وضعوا شيئا من رماده ورفعوا عليه بناء يقال له سمادهي باللغة الهندية. ١٢

و اولیاء کی تاثیر کہا جاتا ہے، وہ فقط "یہ ہوا تو وہ ہوا" کے معنیٰ میں ہے۔ یہ اہل سنت کا مذہب ہے۔ لیکن وہابیہ کے نزدیک انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل کرنا شرک ہے اور ان کے اکابر جو کفر یا شرک کریں وہ ان کے نزدیک حَسَن ہے۔ ان میں سے اگر کوئی قتل کر دیا جائے تو اسے شہداء میں سے شمار کریں اگرچہ کفر یا شرک کا ارتکاب کیا ہو۔ ان خبیثوں کو دیکھو۔ امیر فیصل نے سعودی عرب کا وزیر اعظم رہنے کے زمانے میں گاندھی سمادھی پر پھول چڑھائے جیسا کہ دہلی سے شائع ہونے والے رسالہ دین دنیا کے جولائی ۱۹۵۵ء کے شمارہ میں ہے۔ سعودی عرب کا شاہ ہونے کے بعد جب وہ قتل کر دیا گیا اسے ان وہابیہ نے شہید بنا لیا اور اس کے بارے میں کہا "مرحوم شاہ فیصل پختہ ایمان والے مسلمان تھے، دین کو مضبوطی سے پکڑنے والے تھے، وہ تبلیغ دین اور توحید کلمۂ مسلمین کی خاطر عمل کرتے تھے، اور شہید کر دیئے گئے، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے" اور اسے امام شہید، شہید اسلام، اور زندہ شہید کے القاب دیئے، جیسا کہ مکہ مکرمہ سے شائع ہونے والے رسالہ رابطۃ العالم الاسلامی کے ربیع الآخر ۱۳۹۵ھ کے شمارہ میں ہے۔ کیا فیصل نے اس سے توبہ کر لی؟ کیا اس کی توبہ مشہور ہوئی؟ اس کے توبہ کرنے اور اس کی توبہ کے مشہور ہونے کی کیا دلیل ہے؟ ورنہ کیا وہابیہ میں سے کسی نے اس کی تکفیر کی؟ اگر اس کی تکفیر کی تو اسے شہید کیسے بنا لیا؟ نہیں، نہیں، ان لوگوں نے اس کی تکفیر نہیں کی۔ بلکہ اس کے قتل کر دیئے جانے کے بعد اسے شہید بنا لیا۔ اس کا سبب کیا ہے؟ کیا وہابیہ اب اس کی تکفیر کریں گے یہاں تک کہ ان کا اس کی تکفیر کرنا مشہور ہو جائے؟ ورنہ یہ وہابیہ جان لیں کہ ان کے لئے شدید و عظیم عذاب الیم ہے۔ کیا ان کا معبود گاندھی سمادھی ہے کہ اس کی تعظیم کرتے ہیں حالانکہ وہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل کرنے والے کو مشرک قرار دیتے ہیں؟ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اسے اخذ کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

رقمه

الفقير محمد عاشق الرحمٰن القادری الحبیبی غفرله

۲۸/ ۱/ ۱۴۰۰ھ خادم صدارة المدرسين

بالجامعة الحبيبية الله آباد

وليعلم انّی راسلت الحكومة الهندية حيث كنت ثقة من منظمة آل انديا تبليغ سيرة فرع اتربرديش فی ظلم الحكومة العربية السعودية شيخنا المخدوم قدس سره فی شهرذی القعدة وشهرذی الحجة سنة تسع وتسعين بعد الف وثلثمائة بايذاءه فی السجن وعدم تمكينه من الحج وترحيله الى الهند قبل الحج فاعلمتنی وزارة الخارجية الهندية بان مولانا الفقير[عه] محمد حبيب الرحمٰن القادری كان قبض عليه فی المملكة العربية السعودية فی شهر سبتمبر[عسه] سنة ۱۹۷۹م وكان أُطلق اليوم السابع والعشرين من شهر اكتوبر سنة ۱۹۷۹م بامرخاص من ملك المملكة العربية السعودية وبان القبض عليه كان تبع امتناعه عن اداء الصلوٰة خلف امام المسجد النبوی بالمدينة المنورة وبان القبض عليه نتج من الاختلافات بينه وبين السُلطة الدينية السعودية - ثم ارسلت خطابا الى السفير السعودی بدهلی من تلك الحيثية وطلبت منه تثبيت ان مولانا الفقير محمد حبيب الرحمٰن القادری كان اطلق بامرخاص من ملك المملكة العربية السعودية فی الواقع فجاء فی الجواب من السفير السعودی وهوكما يأتی :-

رسالة السفير السعودی بدهلی الى المرتب

عه كان الشيخ المخدوم قدس سره يكتب لفظ "الفقير" ايضًا فی توقيعاته - ۱۲

عسه هذا غلط - انما كان قبض عليه فی شهر اكتوبر - ۱۲

رقیمہ

فقیر محمد عاشق الرحمٰن قادری حبیبی غفرلہٗ
خادم صدارۃ المدرسین ۲۸/۱/۱۴۰۰ھ
جامعہ حبیبیہ الہ آباد

یہ معلوم ہونا چاہیے کہ سعودی عرب کی حکومت کے ہمارے شیخ مخدوم قدس سرہ پر ذی قعدہ و ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ میں آپ کو قید خانہ میں ایذا پہنچا کر، حج کرنے سے روک کر اور حج سے پہلے ہندوستان بھیج کر ظلم کرنے کے بارے میں بندہ نے جماعت آل انڈیا تبلیغ سیرت شاخ اتر پردیش کا ایک ذمہ دار ہونے کی حیثیت سے ہندوستان کی حکومت سے مراسلہ کیا۔ ہندوستان کی وزارت خارجیہ نے بندہ کو یہ اطلاع دی کہ " مولانا فقیر[عہ] محمد حبیب الرحمٰن قادری کو سعودی عرب میں ستمبر[عہ] ۱۹۷۹ء میں گرفتار کیا گیا تھا اور ان کو ۲۷ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو سعودی عرب کے شاہ کے مخصوص حکم سے رہا کر دیا گیا۔ مدینہ منورہ کی مسجد نبوی کے امام کے پیچھے نماز نہ ادا کرنے کی وجہ سے انکی گرفتاری ہوئی اور ان کی گرفتاری ان کے اور سعودی عرب کے مستند علمائے دین کے درمیان اختلافات کا نتیجہ تھی " پھر بندہ نے دہلی میں مقیم سعودی عرب کے سفیر کو اسی حیثیت سے ایک خط لکھا اور ان سے اس بات کی تصدیق طلب کی کہ واقعی مولانا فقیر محمد حبیب الرحمٰن قادری سعودی عرب کے شاہ کے مخصوص حکم سے رہا کئے گئے تھے۔ سعودی عرب کے سفیر صاحب کا جواب بندہ کو ملا اور وہ یہ ہے :-

سفیر سعودی دہلی کا خط مرتب کے نام

عہ حضور شیخ مخدوم قدس سرہ اپنے دستخطوں میں لفظ " فقیر " بھی لکھتے تھے ۲۰۔

عہ یہ غلط ہے۔ آپ کو اکتوبر میں گرفتار کیا گیا تھا۔ ۱۲

عسه
MINISTRY OF FOREIGN AFFAIRS
Royal Embassy of the NO. 2/2/6/971
Kingdom of Saudi Arabia Dated 13th May, 1980.
New Delhi — 110014

Mr. M. Ashiqurrahman,
All India Tableegh-e-Seerat,
Uttar Pradesh,
140, Attersuiya,
ALLAHABAD. 3

Dear Sir:
This is with reference to your letter dated 1st May, 1980, regarding release of Maulana Faqir

---

عسه ترجمة هذا الخطاب الى العربية هكذا :-

وزارة الخارجية
السفارة الملكية
للملكة العربية السعودية
نيودهلى - ١١٠٠١٤

رقم : ٢/٢/٦/٩٧١
التاريخ : ١٣/مايو/١٩٨٠

سيدى م - عاشق الرحمٰن
آل انديا تبليغ سيرة
اترپردیش
١٤٠، اترسئيا
الله آباد - ٣

سيدى الاعز :
اشارة الى خطابك المورخ اليوم الاول من شهر مايو وسنة

وزارت خارجیہ

سفارت شاہی

مملکت عربیہ سعودیہ

نیو دہلی - ١١٠٠١٤

نمبر ٢/٢/٦/١٧١ ٩

تاریخ ١٣ مئی ١٩٨٠ء

جناب ایم۔ عاشق الرحمن

آل انڈیا تبلیغ سیرت

اترپردیش

١٤٠ اتر سئیا،

الہ آباد ٣

جناب محترم!

یہ مولانا فقیر محمد حبیب الرحمن قادری کی رہائی سے متعلق آپ کے

Mohammad Habibur Rahman Qadiri.

Please be advised that Maulana Qadiri was released by a special order of his majesty King Khaled Ben Abdul Aziz.

With kind regards,

Yours sincerely,

Sd- Saleh A-Al-Sugair

Ambassador

١٩٨٠ ، بشأن اطلاق مولانا الفقير محمد حبيب الرحمن القادری.

من فضلك ان تطلع علی ان مولانا القادری کان اطلق بامر خاص من جلالة الملك خالد بن عبد العزيز،

مع تحيات كريمة ،

باخلاص لك،

(التوقيع)

صالح - الصغير

السفير

فلما اخبر الشيخ المخدوم قدس سره ان السفير السعودی ايضاً يقول بانه کان اطلق بامر خاص من ملك المملكة العربية السعودية قال كيف يكون هذا صحيحا فان نائب رئيس الاحكام بالمدينة المنورة لم يصدر قراره بسجنی و ما الامر بالاطلاق من دون الامر بالسجن ولو فرض ان الملك امر باطلاقی فما هو الحاصل به فان نائب رئيس الاحكام

۸ر مئی ۱۹۸۰ء کے خط کے حوالہ سے ہے۔

آپ براہ کرم اس پر مطلع ہوں کہ مولانا قادری جلالۃ الملک

خالد بن عبد العزیز کے ایک مخصوص حکم سے رہا کئے گئے تھے۔

تحیات کریمہ کے ساتھ،

آپ کا مخلص

دستخط صالح۔ اے۔ الصغیر
سفیر

جب حضور شیخ مخدوم قدس سرہ کو یہ خبر ہوئی کہ سعودی عرب کے سفیر بھی یہی کہتے ہیں کہ آپ کو سعودی عرب کے شاہ کے مخصوص حکم سے رہا کیا گیا تھا، فرمایا "یہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے، اس لئے کہ مدینہ منورہ کے وہابی چھوٹے قاضی نے مجھے قید کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ قید کے حکم کے بغیر رہائی کے حکم کے کیا معنیٰ؟ اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ شاہ نے میری رہائی کا حکم دیا تو اس سے کیا حاصل ہوا، اس لئے کہ وہابی چھوٹے قاضی نے صرف مجھے حج سے روکتے اور مجھے اپنے ملک میں بھیج دینے کا حکم کیا تھا۔ کیا شاہ کے اس حکم سے اس میں تخفیف ہوئی؟" اس کے بعد آپ نے بندہ کو حکم فرمایا کہ بندہ آپ کے خلاف قائم کئے ہوئے جرم کے الزام، آپ کے بیان، وہابی چھوٹے

كان اصدر قراره بعدم تمكيني من الحج وترحيلي الى بلادي فقط هل خُقق به شئ من ذلك ثم امرني لطلب صور الشكوى بجرمه وبيانه والقرار الذى اصدره نائب رئيس الاحكام وامر الملك الخاص باطلاقه المصدقة فارسلت خطابا مسجلا الى السفير السعودى المذكور بنيودهلى (رقم ٣٨٢٦ مكتب البريد كلياني تاريخ ٢/٦/١٩٨٠ م) طالبا به الصور المصدقة المذكورة ومخبرا انى اؤدى الحقوق القضائية والبريدية بعد الاطلاع - فاستلمه احد فى السفارة السعودية بنيودهلى ووقع بالاستلام اليوم الخامس من شهر يونيه سنة ١٩٨٠م ولكن السفير السعودى المذكور ساكت الى الآن -

وبعد اشهر حضر الشيخ المخدوم قدس سره بغداد لزيارة غوث الثقلين سيدنا الشيخ عبد القادر الجيلاني رضى الله تعالى عنه والاولياء العظام والعلماء الكبار الآخرين قدست اسرارهم ثم سافر الى العربية السعودية لاداء الحج وكنت معه فى كلا السفرين فحج حجته السادسة سنة الف واربعمائة ولم يحدث شئ من نوع مامر -

ولما اخبر الشيخ المخدوم قدس سره بعد رجوعه الى الهند بما اجاب به الشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز الرئيس العام لادارات البحوث العلمية والافتاء والدعوة والارشاد المملكة العربية السعودية عن استفتائى اراد ان يرسل نفسه خطابا الى ملك المملكة العربية السعودية وان يعرض قضية ولكنه مرض وتوفى يوم الجمعة اليوم السادس من شهر جمادى الاولى سنة ١٤٠١ه قبل ان يفعل ذلك فارسلت انا ذلك الخطاب الى ملك المملكة العربية السعودية بالبريد الجوى المسجل (رقم ٣٥٣ مكتب البريد الله اباد تاريخ ٢٣-٣-١٩٨١م) وصورته هكذا :-

قاضی کے فیصلے اور آپ کی رہائی کے لئے شاہ کے صادر کئے ہوئے مخصوص حکم کی تصدیق شدہ نقلیں طلب کرے۔ بندہ نے نئی دہلی میں مقیم سعودی عرب کے سفیر مذکور کو ایک رجسٹرڈ خط (نمبر ۳۸۲۶ ڈاک خانہ کلیانی تاریخ ۲/۶/۱۹۸۰ء) بھیجا۔ اس میں مذکور تصدیق شدہ نقلیں طلب کیں اور یہ لکھا کہ میں اطلاع کے بعد اس کی بابت دار القضاء کی فیس اور ڈاک کا خرچ ادا کر دوں گا۔ نئی دہلی کے سعودی عرب کے سفارت خانہ میں کسی نے اس خط کو وصول کر لیا اور ۵ر جون ۱۹۸۰ء کو اکنالجمنٹ پر دستخط کر دیا۔ لیکن سعودی عرب کے مذکور سفیر صاحب آجتک خاموش ہیں۔

چند مہینوں کے بعد حضور شیخ مخدوم قدس سرہ حضور غوث الثقلین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے اولیاء عظام وعلماء کرام قدست اسرارہم کی زیارت کے لئے بغداد شریف حاضر ہوئے۔ اس کے بعد آپ نے ادائے حج کے لئے سعودی عرب کا سفر فرمایا۔ ان دونوں سفروں میں بندہ آپ کے ساتھ رہا۔ اس طرح آپ نے ۱۴۰۰ھ میں چھٹا حج ادا فرمایا اور اس سے پہلے گذرے ہوئے واقعات کی طرح کوئی واقعہ نہیں پیش آیا۔

ہندوستان واپس تشریف لانے کے بعد جب حضور شیخ مخدوم قدس سرہ کو بندہ کے استفتاء پر شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز، رئیس عام، ادارات ابحاث علمیہ وافتاء ودعوت وارشاد، سعودی عرب کے دئے ہوئے جواب کی خبر ہوئی، آپ نے یہ ارادہ فرمایا کہ سعودی عرب کے شاہ کو ایک خط آپ خود بھیجیں گے اور ایک مقدمہ پیش فرمائیں گے۔ لیکن اس کے کرنے سے پہلے ہی آپ علیل ہوئے اور بتاریخ ۶ر جمادی اولیٰ ۱۴۰۱ھ بروز جمعہ آپ کا وصال ہو گیا۔ تب بندہ نے وہ خط رجسٹرڈ ایئر میل (رجسٹریشن نمبر ۳۵۳ ڈاک خانہ الہ آباد تاریخ ۲۴-۳-۱۹۸۱ء) سے سعودی عرب کے شاہ کو روانہ کیا۔ اس کی نقل یہ ہے:-

رسالة المرتب الى ملك المملكة العربية السعودية

من محمد عاشق الرحمن القادري الحبيبي الى الملك خالد بن عبد العزيز ملك المملكة العربية السعودية

يايها الملك!

اجيزوني ان اعرض ان شيخنا محمد حبيب الرحمن القادري زار المدينة المنورة عازما على حجة فرض عن غيره في شهر ذي القعدة سنة تسع وتسعين بعد الف وثلثمائة وكان لا يؤدي الصلوٰة خلف الامام بالمسجد النبوي الشريف اثناء قيامه بالمدينة المنورة لاجل خلاف بينه وبين الامام في العقائد فاخذه اهل الشرطة واحضروه بين يدي رئيس الاحكام الشرعية بالمدينة المنورة الشيخ عبد العزيز بن صالح الذي نقل القضية الى نائبه بعد ماضبط بيانه والاسف كل الاسف ان نائب رئيس الاحكام الشرعية بالمدينة المنورة عده من المشركين بسبب اعتقاده بالتوسل بالانبياء والمرسلين عليهم السلام حيث قال له ما للمشرك من الحج واصدر قراره بعدم تمكينه من الحج وترحيله الى بلاده وهاهو ذا:-

القضية \ امتناعه عن الصلوٰة مع الجماعة واعتقاده بالتوسل بالانبياء والمرسلين وقد صدر بحقه القرار الشرعي ٢١٦٢/ ١٨/١٩ - ١١ - ١٣٩٩ - بعدم تمكينه من الحج وترحيله الى بلاده -

وبعد صدور هذا القرار ادخلوه في السجن واذوه فيه ما اذوا ورحلوه الى الهند ليلة السادس من شهر ذي الحجة.

ثم ارسلت استفتاء الى الرئيس العام لادارات البحوث العلمية والافتاء والدعوة والارشاد بالرياض وكان السؤال هذا:-

ماهو حكم الاعتقاد بالتوسل بالانبياء والمرسلين عليهم الصلوٰت

سعودی عرب کے شاہ کے نام مرتب کا خط

از محمد عاشق الرحمٰن قادری حبیبی بمطالعہ شاہ خالد بن عبدالعزیز شاہ مملکت عربیہ سعودیہ

اے شاہ،

مجھے یہ عرض کرنے کی اجازت دیجئے کہ ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ میں ہمارے شیخ محمد حبیب الرحمٰن قادری دوسرے شخص کی جانب سے حج فرض کا عزم کئے ہوئے مدینہ شریف پہنچے۔ آپ مدینہ منورہ میں قیام کے زمانے میں مسجد نبوی شریف کے امام کے پیچھے نماز نہیں ادا کرتے تھے اس لئے کہ آپ کے اور امام مذکور کے درمیان عقائد میں اختلاف تھا۔ پولس والوں نے آپ کو پکڑ لیا اور آپ کو مدینہ منورہ کے بڑے قاضی شیخ عبدالعزیز بن صالح کے سامنے حاضر کر دیا۔ قاضی مذکور نے آپ کے بیان کے قلمبند ہو جانے کے بعد مقدمہ کو اپنے نائب کی طرف منتقل کر دیا۔ بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ مدینہ منورہ کے چھوٹے قاضی نے آپ کے انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل کے اعتقاد کی بنا پر آپ کو مشرکین میں سے شمار کیا کہ یہ کہا "مشرک کا حج کیسا" اور آپ کو حج سے روک دینے اور اپنے ملک میں بھیج دینے کا حکم کر دیا۔ وہ یہ ہے :۔

مقدمہ :/ اس شخص کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے باز رہنا اور انبیاء و مرسلین سے توسل کے درست ہونے کا اعتقاد رکھنا۔ اور اس کے حق میں یہ شرعی فیصلہ/ ۲۱۶۲/ ۱۸/۱۹ - ۱۱ - ۱۳۹۹ - صادر ہوا کہ اسے حج نہ کرنے دیا جائے اور اسے اس کے ملک میں بھیج دیا جائے۔

اس فیصلہ کے صادر ہونے کے بعد آپ کو قیدخانہ میں داخل کر دیا گیا، وہاں آپ کو ایذا پہنچائی گئی اور آپ کو ۶ر ذی الحجہ کی رات کو ہندوستان کی طرف روانہ کر دیا گیا۔

اس کے بعد میں نے رئیس عام، ادارات ابحاث علمیہ وافتاء و دعوت وارشاد، ریاض کے نام ایک استفتاء بھیجا۔ سوال یہ تھا :۔ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوات و التسلیمات سے توسل کا اعتقاد رکھنے کا حکم کیا ہے؟ یہ شرک ہے یا نہیں؟ اور انبیاء و

والتسليمات هل هو شرك ام لا وماهو حكم المعتقد بالتوسل بالانبياء والمرسلين عليهم الصلوٰة والسلام هل هو مؤمن او هو مشرك وهل تعتمد اعماله من الصلوٰة والحج وغيرهما ام لا بينوا بالكتاب والسنة والاجماع واقوال السلف. ثم ارسل الشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز الرئيس العام لادارات البحوث العلمية والافتاء والدعوة والارشاد بعد عشرة اشهر رسالة رقم ١٣٣٥ وتاريخ ٢٠/١٢/١٤٠٠ھ الىّ واخبرني بان استفتائي مقيد بالرقم ٨٦٦ والتاريخ ١٢/٢/١٤٠٠ھ والفتوىٰ بالرقم ٣٣١٣ والتاريخ ١٩/١٢/١٤٠٠ھ وارفق فتوي اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء بها. وكان الجواب عن السؤال المذكور هكذا:- لقد ورد الى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء سؤال عن حكم التوسل بالانبياء والصالحين واجابت عنه بجواب مفصل نرفق لك صورته. وكان السؤال والجواب المنقولان من فتوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء رقم ١٣٢٨ وتاريخ ٩/٧/١٣٩٦ھ مرفقين بالجواب المذكور. فكان السؤال:- هل يجوز للمسلم ان يتوسل الى الله بالانبياء والصالحين فقد وقفت على قول بعض العلماء ان التوسل بالاولياء لا بأس به لان الدعاء فيه موجه الى الله و رأيت لبعضهم خلاف ما قال هذا فما حكم الشريعة في هذه المسئلة؟

والجواب:- الولى كل من اٰمن بالله واتقاه ففعل ما امره سبحانه به قال تعالى: "الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون الذين اٰمنوا وكانوا يتقون"، وانتهى مانهاه عنه، والتوسل الى الله باوليائه انواع:-

الاول:- ان يطلب انسان من الولى الحى ان يدعو الله له بسعة رزق او شفاء من مرض او هداية وتوفيق ونحو ذلك فهذا جائز ومنه طلب بعض الصحابة

مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے توسل کا اعتقاد رکھنے والے کا حکم کیا ہے؟
یہ مؤمن ہے یا مشرک؟ اور اس کے نماز، حج وغیرہ اعمال معتبر ہیں یا نہیں؟ کتاب اللہ تعالیٰ، سنت نبویہ شریفہ، اجماع اور سلف کے اقوال سے بیان فرمائیں۔ پھر شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز، رئیس عام، ادارات ابحاث علمیہ و افتاء و دعوت وارشاد نے دس ماہ کے بعد مجھے ایک خط (نمبر ۱۳۳۵ و تاریخ ۲۰/۱۱/۱۴۰۰ھ) بھیجا، مجھے یہ خبر دی کہ میرے استفتاء کا نمبر ۸۶۶ ہے اور تاریخ ۱۲/۲/۱۴۰۰ھ ہے اور فتویٰ کا نمبر ۳۲۱۳ ہے اور تاریخ ۱۹/۱۲/۱۴۰۰ھ ہے، اور اس کے ساتھ مجلس دائم برائے ابحاث علمیہ و افتاء کا فتویٰ منسلک کر دیا۔ اس میں میرے سوال مذکور پر جواب یہ تھا۔
مجلس دائم برائے ابحاث علمیہ و افتاء میں انبیاء و صالحین سے توسل کرنے کے حکم کے بارے میں ایک سوال آیا تھا۔ مجلس نے اس کا مفصل جواب دیا۔ ہم آپ کے لئے اس کے ساتھ اس کی نقل منسلک کرتے ہیں۔ اس جواب مذکور کے ساتھ مجلس دائم برائے ابحاث علمیہ و افتاء کے فتویٰ نمبر ۱۳۲۸ و تاریخ ۹/۷/۱۳۹۶ھ سے منقول سوال و جواب منسلک تھے۔ سوال یہ تھا کہ:- کیا مسلمان کے لئے جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب انبیاء و صالحین سے توسل کرے؟ میں بعض علماء کے اس قول پر مطلع ہوا ہوں کہ اولیاء سے توسل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لئے کہ اس میں دعاء کا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، اور میں نے دیکھا کہ بعض علماء اس کے خلاف ہیں۔ اس مسئلہ میں شریعت کا حکم کیا ہے؟
اور جواب یہ تھا کہ:- ولی ہر وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے، اس سے ڈرے، اللہ تعالیٰ نے جس کا امر فرمایا ہے وہ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین آمنوا وکانوا یتقون (سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں)، اور جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا اس سے باز رہے، اور اللہ تعالیٰ کی جانب اس کے اولیاء سے توسل کرنے کی چند قسمیں ہیں۔
اول:- یہ ہے کہ انسان ولی سے اس کی حیات میں یہ مانگے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس کیلئے وسعت رزق، مرض سے شفاء، یا ہدایت و توفیق وغیرہ کی دعاء کریں۔ یہ جائز ہے۔ بعض صحابہ کا بارش کے

من النبى صلى الله عليه و سلم حينما تأخر عنهم المطر ان يستسقى لهم نسأل صلى الله عليه وسلم ربه ان ينزل المطر فاستجاب دعائه وانزل عليهم المطر، ومنه استسقاء الصحابة بالعباس فى خلافة عمر رضى الله عنهم وطلبهم منه ان يدعو الله بنزول المطر فدعا العباس ربه وامن الصحابة على دعائه، الى غير هذا مما حصل زمن النبى صلى الله عليه وسلم من طلب مسلم من اخيه المسلم ان يدعو له ربه لجلب نفع او كشف ضر.

الثانى :- ان ينادى الله متوسلا اليه بحب نبيه واتباعه اياه وبحبه لاولياء الله بان يقول اللهم انى اسألك بحبى لنبيك واتباعى له وبحبى لاوليائك ان تعطينى كذا فهذا الجائز لانه توسل من العبد الى ربه بعمله الصالح ومن هذا ما ثبت من توسل اصحاب الغار الثلاثة باعمالهم الصالحة.

الثالث :- ان يسأل الله بجاه انبيائه او ولى من اوليائه بان يقول : اللهم اسألك بجاه نبيك او بجاه الحسين مثلا فهذا لا يجوز، لان جاه اولياء الله وان كان عظيما عند الله وخاصة حبيبنا محمد صلى الله عليه وسلم غير انه ليس سببا شرعيا ولا عاديا لاستجابة الدعاء، ولهذا اعدل الصحابة حينما اجدبوا عن التوسل بجاهه صلى الله عليه وسلم فى دعاء الاستسقاء الى التوسل بدعاء عمه العباس مع ان جاهه عليه الصلوة والسلام فوق كل جاه، ولم يعرف عن الصحابة رضى الله عنهم انهم توسلوا به صلى الله عليه وسلم بعد وفاته وهم خير القرون واعرف الناس بحقه واحبهم له.

الرابع :- ان يسأل العبد ربه حاجته مقسما بوليه او نبيه او بحق نبيه او اوليائه بان يقول : اللهم انى اسألك كذا بوليك فلان او بحق نبيك فلان فهذا لا يجوز فان

نہ ہونے کے زمانے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استسقاء فرمانے کا سوال کرنا اسی میں سے ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کے اتارنے کی دعاء فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاء قبول فرمائی اور ان لوگوں پر پانی اتارا۔ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں صحابہ کا عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے استسقاء کرنا اور اللہ تعالیٰ سے بارش کے ہونے کی دعاء کرنے کے لئے آپ سے سوال کرنا بھی اسی میں سے ہے۔ (حضرت) عباس نے اپنے رب سے دعاء فرمائی اور صحابہ نے آپ کی دعاء پر "آمین" کہا۔ یہ بھی اسی میں سے ہے اور اس قسم کے دوسرے واقعات بھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوئے، جن میں مسلمان کا اپنے مسلمان بھائی سے یہ سوال پایا گیا کہ وہ اس کے نفع کیلئے یا ضرر کے زائل ہونے کے لئے رب تعالیٰ سے دعاء کرے۔

ثانی:۔ یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی جانب اس کے نبی کی محبت، ان کے اتباع، اور اس کے اولیاء کی محبت سے توسل کرتا ہوا اسے اس طرح پکارے کہ "اے اللہ، میں تیرے نبی کی محبت، ان کے اتباع اور تیرے اولیاء کی محبت کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے یہ عطا فرمائے"۔ یہ جائز ہے، اس لئے کہ یہ بندہ کا اپنے رب کی جانب اپنے عمل صالح سے توسل ہے۔ یہ جو ثابت ہے کہ تینوں اصحاب غار نے اپنے اعمال صالحہ سے توسل کیا، اسی میں سے ہے۔

ثالث:۔ یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے انبیاء یا اس کے اولیاء میں سے کسی ولی کے جاہ کے وسیلہ سے مثال کے طور پر اس طرح سوال کرے کہ "اے اللہ، میں تیرے نبی یا (امام) حسین کے جاہ کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں"۔ یہ جائز نہیں ہے، اس لئے کہ اولیاء اللہ کا جاہ اور بالخصوص ہمارے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جاہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظیم ہے، پھر بھی یہ دعاء کے مستجاب ہونے کے لئے نہ سبب شرعی ہے، نہ سبب عادی ہے۔ اسی لئے خشک سالی کے زمانہ میں صحابہ نے دعاء استسقاء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاہ سے توسل کرنے سے آپ کے چچا (حضرت) عباس کی دعاء سے توسل کرنے کی طرف عدول فرمایا، حالانکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جاہ ہر جاہ سے بلند تر ہے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے معروف نہیں ہے کہ آپ حضرات نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ سے توسل کیا ہو، حالانکہ آپ حضرات خیر القرون ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں، اور لوگوں میں سے آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

رابع:۔ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے ولی، نبی، حقِ نبی یا حقِ اولیاء کی قسم کے ساتھ اپنے رب سے اپنی حاجت کے پورے ہونے کا اس طرح سوال کرے کہ "اے اللہ، میں تیرے ولی فلاں یا تیرے نبی فلاں کے حق کے وسیلہ سے تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں"۔ یہ جائز نہیں ہے، اس لئے کہ مخلوق پر مخلوق کی قسم

القسم على المخلوق ممنوع وهو على الله الخالق اشد منعا ثم لا حق لمخلوق على الله الخالق بمجرد طاعته له سبحانه حتى يقسم به على الله۔

هذا هو الذى تشهد له الادلة وهو الذى تصان به العقيدة الاسلامية وتسد به ذرائع الشرك و صلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم"۔

وكنت ارسلت مثل استفتائى ذلك الى الشيخ ابى الحسن على الندوى ايضا فاجاب عنه محمد برهان الدين ناظم مجلس التحقيقات الشرعية بندوة العلماء بلكهنؤ بامر الشيخ ابى الحسن على الندوى وكان جوابه :۔

١- اختلف العلماء فى جواز التوسل بالانبياء والمرسلين والعباد الصالحين منهم من جوزه ومنهم من لم يجوزه لكن لا نعلم احدا من العلماء المرقومين ان احدا منهم يرى التوسل شركا فاذا "المتوسل" ليس بمشرك عند احد من العلماء الموثوقين فيما نعلم والله اعلم

٢- كما مر فى الجواب الاول ان الاعتقاد بالتوسل بالانبياء ليس شركا فالمتوسل ليس بمشرك فنرجو الله تعالىٰ ان يتقبل اعماله الصالحة من الصلوٰة والحج وغيرها والله اعلم

وكنت ارسلت مثل ذلك الى المفتى بدار العلوم بديوبند فاجاب وكان جوابه نحو الجواب الذى جاء من ندوة العلماء۔

فانا الآن اعرض قضية وهى هذه :۔

ان نائب رئيس الاحكام الشرعية بالمدينة المنورة عد شيخنا محمد حبيب الرحمٰن القادرى من المشركين بسبب اعتقاده بالتوسل بالانبياء والمرسلين عليهم السلام مع انه لم يسأله اى نوع من التوسل اراد بل جعل الاعتقاد بمطلق التوسل بالانبياء والمرسلين عليهم السلام شركا وقرر ان حج المعتقد بالتوسل بالانبياء والمرسلين عليهم السلام

ممنوع ہے، اور یہ خدائے خالق پر بہت زیادہ ممنوع ہے۔ پھر مخلوق کے محض خالق کی طاعت کرنے کی وجہ سے خالق پر مخلوق کا کوئی حق نہیں ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اس کی قسم جائز ہو جائے۔

یہ وہ ہے جس پر دلیلیں شاہد ہیں، اور یہ وہ ہے جس سے عقیدۂ اسلامیہ کی حفاظت کی جاتی ہے اور جس سے شرک کے ذرائع بند کئے جاتے ہیں۔ وصلی اللہ علیٰ نبینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔"

میں نے یہی استفتاء شیخ ابوالحسن علی ندوی کو بھی بھیجا تھا۔ اس کا جواب محمد برہان الدین ناظم مجلس تحقیقات شرعیہ، ندوۃ العلماء لکھنؤ نے شیخ ابوالحسن علی ندوی کے حکم سے دیا۔ وہ جواب یہ تھا:-

۱- انبیاء ومرسلین اور صالح بندوں سے توسل کرنے کے جواز کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ ان میں سے بعض نے اسے جائز قرار دیا ہے، اور بعض نے ناجائز۔ لیکن دیکھے ہوئے علماء کے بارے میں ہم نہیں جانتے ہیں کہ ان میں سے کوئی توسل کو شرک قرار دیتا ہے۔ ایسے میں جہاں تک ہم جانتے ہیں، معتمد علماء میں سے کسی کے نزدیک توسل کرنے والا مشرک نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

۲- جیسا کہ جواب اول میں گذرا کہ انبیاء سے توسل کا اعتقاد شرک نہیں ہے۔ لہٰذا توسل کرنے والا مشرک نہیں ہے۔ تو ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ اس کے نماز، حج وغیرہ اعمال صالحہ کو قبول فرمائے گا، واللہ اعلم۔

میں نے یہی استفتاء مفتی دارالعلوم دیوبند کو بھی بھیجا تھا۔ انھوں نے جواب دیا اور ان کا جواب ندوۃ العلماء سے آئے ہوئے جواب کی طرح تھا۔

اب میں ایک مقدمہ پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے:-

مدینۃ منورہ کے چھوٹے قاضی نے ہمارے شیخ محمد حبیب الرحمٰن قادری کو آپ کے انبیاء ومرسلین علیہم السلام سے توسل کا اعتقاد رکھنے کی بنا پر مشرکین میں سے شمار کیا حالانکہ انھوں نے آپ سے یہ نہیں پوچھا کہ آپ کس قسم کے توسل کو مراد لیتے ہیں۔ بلکہ مطلقاً انبیاء ومرسلین علیہم السلام سے توسل کے اعتقاد کو شرک قرار دیا، یہ مقرر رکھا کہ انبیاء ومرسلین علیہم السلام سے توسل کا اعتقاد رکھنے والے کا حج معتبر نہیں ہے اور آپ کو حج سے روک دینے اور

غير معتد به واصدر قراره بعدم تمكينه من الحج وترحيله الى بلاده فلم يمكنوه من اداء حجة فرض عن غيره ورحلوه الى بلاده محروما عن ادائها واستهلك بذلك مالا كثيرا لمن كان امره لادائها.

وانى كنت سألت فى استفتائى المتعلق بحكم الاعتقاد بالتوسل بالانبياء والمرسلين عليهم السلام وحكم المعتقد به : هل هو مؤمن او هو مشرك - والرئيس العام لادارات البحوث العلمية والافتاء والدعوة والارشاد اجاب عنه بعد عشرة اشهر وارفق جواب اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء به - وكان جواب هذه اللجنة انه كان ورد اليها سؤال عن حكم التوسل غير السؤال المذكور وهى ترفق الجواب عنه به - وفى ذلك الجواب ان بعض انواع التوسل جائز وليس فيه ان المعتقد بالتوسل بالانبياء والمرسلين عليهم السلام مشرك - وسكوت اللجنة عن هذا يدل على انها لا تجترئ على جعله شركا ومن المعلوم ان السكوت فى معرض البيان بيان - وقد مر ان المفتى بندوة العلماء بلكهنؤ الذى اجاب عن استفتائى باسم الشيخ ابى الحسن على الندوى والمفتى بدار العلوم بديوبند صرحا بان الاعتقاد بالتوسل ليس بشرك و ان المتوسل ليس بمشرك.

فظهر ان نائب رئيس الاحكام الشرعية جعل شيخنا محمد حبيب الرحمن القادرى مشركا مع انه لم تنسبه اللجنة ولا ندوة العلماء ولا دار العلوم بديوبند الى الشرك وجعله بذلك محروما عن اداء حجة فرض عن غيره مستهلكا مالا كثيرا لمن كان امره لادائها على انه لزمه الكفر على هذا التقدير حسب مقتضى قوله صلى الله عليه وسلم من قال لاخيه المسلم يا كافر فقد باء باحدهما رواه البخارى وكذلك لزم الكفر الذين لم يجعلوا الاعتقاد بالتوسل شركا بناء على قول نائب رئيس الاحكام الشرعية.

واليكم اصدار القرار فى هذه القضية.

آپ کو اپنے ملک میں بھیج دینے کا حکم صادر کر دیا۔ آپ کو دوسرے شخص کی جانب سے حج فرض ادا کرنے نہیں دیا گیا اور اس سے محروم رکھ کر آپ کو اپنے ملک میں بھیج دیا گیا۔ اس طرح جس نے آپ کو حج کرنے کے لئے بھیجا تھا اس کا کثیر مال انھوں نے برباد کر دیا۔

انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل کا اعتقاد رکھنے کے حکم اور اس کے معتقد کے حکم سے متعلق اپنے استفتاء میں میں نے یہ سوال کیا تھا کہ "کیا وہ مؤمن ہے یا وہ مشرک ہے؟" رئیس عام، ادارات ابحاث علمیہ وافتاء ودعوت وارشاد نے دس ماہ کے بعد اس کا جواب دیا اور اس کے ساتھ مجلس دائم برائے ابحاث علمیہ و افتاء کا جواب منسلک کر دیا۔ اس مجلس کا جواب یہ تھا کہ اس کے پاس توسل کے حکم کے بارے میں ایک دوسرا سوال آیا تھا اور وہ اس کے ساتھ اس سوال کے جواب کو منسلک کر رہی ہے۔ اس جواب میں یہ ہے کہ توسل کی بعض قسمیں جائز ہیں اور اس میں یہ نہیں ہے کہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل کا اعتقاد رکھنے والا مشرک ہے۔ مجلس کا اس سے سکوت کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اسے شرک قرار دینے کی جرأت نہیں کرتی ہے۔ اور یہ معلوم ہے کہ معرض بیان میں سکوت کرنا بھی بیان ہے۔ یہ بھی گذر چکا ہے کہ میرے استفتاء پر شیخ ابوالحسن علی ندوی کے حکم سے جواب دینے والے ندوۃ العلماء لکھنؤ کے مفتی نے اور دارالعلوم دیوبند کے مفتی نے اپنے اپنے جواب میں اس بات کی تصریح کر دی ہے کہ نہ توسل کا اعتقاد شرک ہے، نہ توسل کرنے والا مشرک ہے۔

اس سے ظاہر ہو گیا کہ چھوٹے قاضی نے ہمارے شیخ محمد حبیب الرحمٰن قادری کو مشرک قرار دیا حالانکہ نہ مجلس مذکور نے آپ کو مشرک کہا، نہ ندوۃ العلماء نے، نہ دارالعلوم دیوبند نے۔ اس طرح چھوٹے قاضی نے آپ کو دوسرے شخص کا حج فرض ادا کرنے سے محروم کر دیا اور جس نے آپ کو حج کرنے کے لئے بھیجا تھا اس کا کثیر مال برباد کر دیا۔ اس کے علاوہ بخاری کی روایت کردہ حدیث "جس نے اپنے مسلم بھائی کو کافر کہا، ان دونوں میں سے ایک کی طرف کفر ضرور لوٹا" میں آئے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی بنا پر اس صورت میں اس چھوٹے قاضی کو کفر لازم آ گیا، اور اسی طرح اس چھوٹے قاضی کے قول کی بنا پر جن لوگوں نے توسل کے اعتقاد کو شرک قرار نہیں دیا ان لوگوں کو کفر لازم آ گیا۔

اور اس مقدمہ میں فیصلہ کرنا آپ کے ذمہ ہے۔

۵/۵/۱۴۰۱ھ ۱۲/۳/۱۹۸۱ء	محمد عاشق الرحمٰن القادری الحبیبی عـ۱۴۰ اترسئیا۔ الٰہ آباد عـ۳۔ الھند

ولم یرد الی الی الاٰن ھذا الخطاب فاحسب ان الملک قد استلمہ وھو ساکت الی الاٰن۔

فظھر مما مضیٰ ان التوسل حق وان الحق یعلو ولا یُعلیٰ۔

فالحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ اٰلہ وصحبہ اجمعین۔

نشریات مکتبۂ منوریہ (اٹاواہ) صلاچپور ضلع الٰہ آباد اور مرتب کی دوسری کتب

۱- بیان الحبیب (انتخاب ملفوظات علمیہ حضور مجاہد ملت قدس سرہ) حصہ اول :- عہ

۲- بیان الحبیب (انتخاب ملفوظات علمیہ حضور مجاہد ملت قدس سرہ) حصہ دوم : بار دوم : زیر طبع

۳- بیان الحبیب (انتخاب ملفوظات علمیہ حضور مجاہد ملت قدس سرہ) حصہ سوم :- عـ۲۵

۴- بیان الحبیب (انتخاب ملفوظات علمیہ حضور مجاہد ملت قدس سرہ) حصہ چہارم :- زیر طبع

۵- میلاد رضا انتساب (میلاد نبوی شریف از اعلیٰ حضرت قدس سرہ بہ ترتیب جدید)

۶- نسیم کوئے جاناں (حالات وکرامات اولیائے کرام قدست اسرارہم) حصہ اول :- عـ۵۰

۷- کشف النور از علامہ عبد الغنی نابلسی شامی حنفی قادری قدس سرہ مترجم (اثبات کرامات اولیاء، احقاق مذہب اہل سنت ورد مخالفین) :- صہ

۸- الفائدہ (تخلیق انسان کے فائدہ کا بیان) :- ۷۵ پیسے

۹- دُرِّ حق (اقوال علامہ حسن عدوی مصری مالکی در مسئلہ زیارت وتوسل) :- ۷۵ پیسے

۱۰- کاس الساقی (شرح قصیدہ شیخ عبد الباقی عراقی قدس سرہ در مدح حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) :- للعہ

۱۱- اسلام کے آغاز وانجام :- ۔ےے

۱۲- مجاہد ملت کا حرفِ حقانیت (سیوف اللہ الاجلۃ بمدد عین مجاھد الملۃ)

۵/۵/۱۴۰۱ھ

۱۲/۳/۱۹۸۱ء

محمد عاشق الرحمن قادری حبیبی
۱۴۰ اتر سئیا۔ الہ آباد ع۳۔ ہندوستان

یہ خط ابھی تک بندہ کے پاس واپس نہیں لوٹا۔ اس سے بندہ یہ سمجھتا ہے کہ شاہ نے اسے پالیا ہے اور وہ ابھی تک خاموش ہیں۔

جو کچھ گذرا اس سے ظاہر ہو گیا کہ توسل کرنا حق ہے اور حق غالب ہوتا ہے، مغلوب نہیں ہوتا ہے۔

فالحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد المرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

نشریات مکتبۃ الحبیب ایک نظر میں

نام کتاب	نام مصنف	پیسہ	روپیہ	نام کتاب	نام مصنف	پیسہ	روپیہ
الفضل الموہبی	اعلیٰ حضرت قدس سرہ	۵۰	۳	درس القرآن	حکیم الامت علامہ احمد یار خاں صاحب علیہ الرحمہ	۵۰	۶
السوء والعقاب علی المسیح الکذاب	"	۵۰	۱	تذکرہ سیدنا غوث اعظم	علامہ نور بخش صاحب توکلی	۵۰	۵
حقوق اولاد	"	۵۰	-	تکمیل الایمان	شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ	-	۱۰
الموت الاحمر	حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم	۵۰	۲	جواہر البحار شریف مجلد جلد اول	علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمہ	-	۲۸
تفسیر نعیمی اول مجلد	حکیم الامت علامہ احمد یار خاں صاحب علیہ الرحمہ	-	۶۰	شمائل رسول	"	-	۸
" " دوم مجلد	"	-	۴۰	تحقیقات	مفتی شریف الحق صاحب امجدی	۵۰	۴
" " سوم مجلد	"	-	۵۵				
اسلامی زندگی	"	۵۰	۳				

نام کتاب	نام مصنف	پیسے	روپے
تاریخی حکایات	مولانا نسیم بستوی صاحب	۵۰	۳
تجلیات نماز	"	۵۰	۱
حیات جاوداں	"	—	۱
حلیۂ مصطفےٰ	مفتی محمد مظفر احمد صاحب	۵۰	۱
نوری تقریریں	"	۵۰	۳
سیف مظفری	"	۵۰	۱
گلزار شریعت	"	—	۱
مہر درخشاں	"	—	۱
تذکار نور	"	۵۰	۲
احوال کربلا	"	۵۰	۱
نورانی حکایات	"	—	۴
حیات صاحب البرکات	"	۵۰	۱
پاک وصایائے مقدسہ	حضرت حاتم اصم علیہ الرحمہ	۵۰	—
چلو تبلیغ کریں	مولانا محمد سعید صاحب	۸۰	۲
نغمۂ حجاز	شاعر لکھنوی	۸۰	—
بدعت کیا ہے	مفتی عبد المنان صاحب	۸۰	—
محاسن کنز الایمان	ملک شبیر محمد خاں	—	۲
تعمیر ادب مکمل (بچوں کے لئے)	علامہ بدر الدین صاحب	—	۱۱
اعلان حق انگریزی	علامہ محمد عاشق الرحمن صاحب حبیبی	۳۰	—
دی وے آف اہل سنت	علامہ حسین حلمی صاحب ترکی	۵۰	۲

نام کتاب	نام مصنف	پیسے	روپے
الصرود الثلثة	مجموعہ ظفر الدین الجید وظفر الدین الطیب ومکانۂ ظفر الدین	—	۲
توضیح البیان مجلد	علامہ غلام رسول صاحب	—	۲۰
جماعت اسلامی	علامہ ارشد القادری صاحب	—	۴
اسلام کا جلوۂ زیبا	"	۸۰	—
تسہیل المصادر	مفتی عبد الرشید صاحب علیہ الرحمہ	۵۰	۱
مجاہد ملت کی مجاہدانہ عزیمت	مولانا یٰسین اختر صاحب	۸۰	—
امام احمد رضا ارباب علم ودانش کی نظر میں	مولانا یٰسین اختر صاحب	—	۱۲
سچی حکایات مجلد مع پلاسٹک کور	مولانا ابو النور محمد بشیر صاحب	—	۴۰
یسرنا القرآن	قاری اسمٰعیل	—	۱
قواعد بغدادی	خورد ۱۶ صفحہ	۳۰	—

۴۸۶
۹۲

مکتبۃ الحبیب الٰہ آباد

حضور مجاہد ملت قائد اہل سنت سلطان التارکین رئیس العارفین
حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب قدس سرہ،
کی قائم کردہ درس گاہ دینی "جامعہ حبیبیہ" کا ایک ذیلی ادارہ ہے

مکتبۃ الحبیب کی اعانت دین کی اعانت ہے۔ علم دوست
حضرات نشریات مکتبۃ الحبیب زائد سے زائد تعداد میں خرید
کر کے خدمت دین کی راہ میں ہمارے ہاتھوں کو مضبوط بنائیں۔

المعلن:

محمد علی جناح حبیبی، ناظم مکتبۃ الحبیب الٰہ آباد

سول ایجنٹ:

جنید بک ڈپو، پارک منزل گوجیدرہ ضلع بالاسور (اڑیسہ)

رضوی کتاب گھر، غیبی پیر روڈ، بھیونڈی ضلع تھانہ (مہاراشٹر)